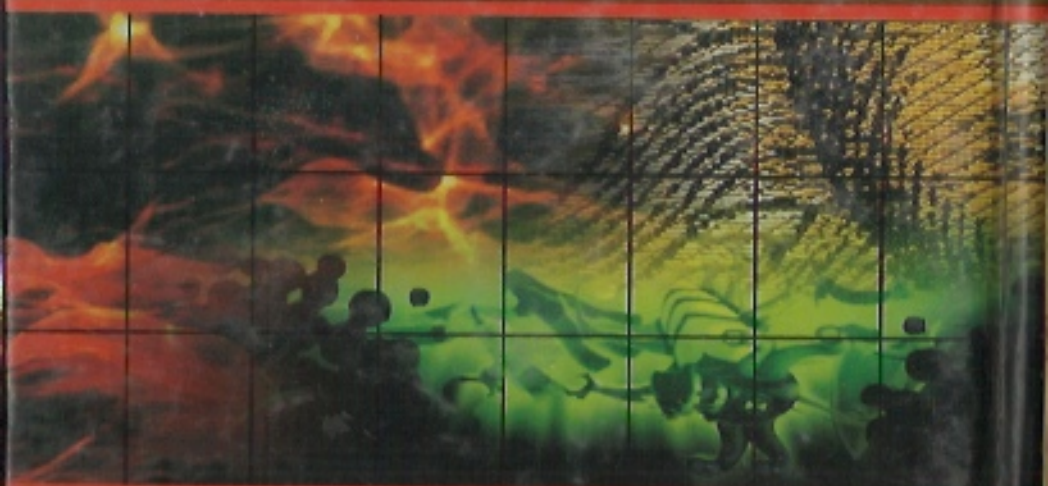


# بے ادبوں کی پہچان



مصباح

محقق: ذوالابواب محمد حافظ محمد نصر اللہ مدنی  
عزیز علی شاہ

فاضل مدنیہ یونیورسٹی

ناشر: ابوساطان الحافظ القاری خواجہ محمد سلیمان مدنی

فکر و پیمیں ریسرچ اینڈ پبلیشرز، ڈیڑہ، پاکستان 0344-6307830

# بے ادبوں کی پہچان

مصنف

عشقِ رسولؐ ابو البرکات محمد حافظ محمد نصر اللہ مدنی

فاضل مدینہ یونیورسٹی

تقریر

سر جان اہلسنت

ابو اسحاق محمد مولانا غلام تفسی ساقی مہدی نیر مجر

ناشر: ابوساطان الحافظ القاری خواجہ محمد سلیمان عثمانی

فکر و یمن پرائیویٹ لٹریچر فاؤنڈیشن سیکرٹ پاکستان 0344-6307830



## ﴿حُسن ترتیب﴾

صفحہ نمبر	مضمون
15	آیت نمبر ۱ حضور ﷺ کی بے ادبی سے اعمال ضبط ہو جاتے ہیں.....
16	آیت نمبر ۲ رادب والوں کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے.....
17	آیت نمبر ۳ یا رسول اللہ ﷺ انظر کرم فرماؤ.....
18	آیت نمبر ۴ گستاخ رسول کی فوری گرفت کرنا سنت الہیہ ہے.....
20	آیت نمبر ۵ حضور ﷺ کا گستاخ ولد الحرام ہے.....
24	حدیث: اکفر کی اصل مدینہ سے مشرق کی طرف ہے.....
24	حدیث: ۲: بے ادبوں کی جائے پیدائش.....
25	حدیث (۳) شیطان کا سینک.....
32	حدیث (۴) بے ادبوں کی ایک خاص علامت سر منڈانا ہے.....
34	حدیث (۵) گستاخ رسول منافق اور واجب القتل تھا.....
35	حدیث (۶) بے ادبوں کا تعلق قبیلہ بنی تمیم سے ہوگا.....
41	حدیث (۷) مسلمانوں کو قتل اور کافروں سے پیار کریں گے.....
44	حدیث (۸) بے ادب گروہ قرآن و حدیث کی طرف بلائے گا.....
46	حدیث (۹) بے ادب ٹولہ آخر میں دجال کے ساتھ مل جائے گا.....
47	حدیث (۱۰) بے ادبوں کے پاس علم تو ہوگا لیکن عقل نہ ہوگی.....
48	حدیث (۱۱) قرن الشیطان کا ظہور اور اس کے قتل کا حکم.....

## جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	بے ادبوں کی پہچان
مصنف	ابو ابراہیم حافظ محمد نصر اللہ مدنی 0332-8028182
تصحیح	غلام مرتضیٰ ساقی مجددی
کمپوزنگ	ریاست علی مجددی
تعداد	1100
صفحات	160
قیمت	110 روپے

## ملنے کے پتے

مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور / جمال کرم لاہور  
 کرمانوالہ بک شاپ لاہور / مکتبہ نبویہ لاہور  
 نوری بک ڈپو لاہور / عطار اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ  
 حافظ بک ایجنسی سیالکوٹ / اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ  
 رضائی مصطفیٰ گوجرانوالہ / مکتبہ قادریہ گوجرانوالہ  
 مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں / مکتبہ اسلامیہ رام تلالی سیالکوٹ  
 مکتبہ نعمانیہ شہاب پورہ روڈ سیالکوٹ / لائانی بکس ریلوے روڈ  
 شکر گڑھ / نقش لائانی پبلک سکول عقب جناح اسٹیڈیم  
 سیالکوٹ / محمد عمران بیگ مغلیہ پورہ تلواڑہ سیالکوٹ  
 صراط مستقیم پبلی کیشنز، دربار مارکیٹ لاہور



52	حدیث (۱۲) بے ادبوں کی زبانیں شہد سے زیادہ مٹھنی.....
53	حدیث (۱۳) کفار کے متعلق نازل شدہ آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کرنا.....
57	حدیث (۱۴) مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی کہنا.....
61	قرآن میں غیر اللہ سے مدد مانگنے کا ثبوت.....
62	پندرہویں نشانی: انبیاء کرام پر شرک کا فتویٰ لگانا.....
68	سولہویں نشانی: حضور ﷺ کے والدین کو مسلمان نہ سمجھنا.....
71	آزہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا تھے.....
74	سترہویں نشانی: بے ادب حیات النبی ﷺ کے منکر ہیں.....
75	انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں.....
78	(باب نمبر دوم) آیت نمبر اے ادبوں کا انجام.....
79	آیت نمبر ۲ منافقین اور مسلمین کا اتحاد ناممکن ہے.....
80	حدیث (۱۵) نبی کریم ﷺ کے علم کا انکار منافقین کا طریقہ ہے...
81	حدیث (۱۶) منافقین کو رسوا کر کے مسجد سے نکال دیا گیا.....
	حدیث (۱۷) منافقین نبی کریم ﷺ کے وسیلہ کے منکر تھے
85	پیغام اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ ہر سنی کے نام.....
	وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
90	حدیث (۱۸) بدعتیہ کے پاس بیٹھنے سے ایمان کو خطرہ ہے.....
91	حدیث (۱۹) بدعتیہ کا درس قرآن وحدیث بھی سننا جائز نہیں.....
93	حدیث (۲۰) صحابہ کا بے ادب و گستاخ ملعون ہے.....
94	حدیث (۲۱) بے ادب اور بدعتیہ سے شادی بیاہ ممنوع ہے.....

96	حدیث (۲۲) اہل بیت سے محبت رکھنے والا جنتی ہے.....
	اہل بیت کے محب صرف سنی ہیں
	اہل سنت والجماعت ناجی جماعت ہے
97	شیعہ اہل بیت کے منکر ہیں.....
	نور کی سرکار سے پایادو شالہ نور کا
99	نبی ﷺ کی ازواج بھی اہل بیت میں سے ہیں.....
100	مؤمن کی پہچان.....
101	شیعہ ازواج مطہرات کے گستاخ اور بے ادب ہیں.....
102	مودودی صاحب شیعہوں کے نقش قدم پر.....
	حدیث (۲۳) کعبہ کا بے ادب امامت کے لائق نہیں
	امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی کا فتویٰ
104	گستاخان اولیاء کا عبرت ناک انجام.....
106	حدیث (۲۴).....
	ولی کے بے ادب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان جنگ.....
107	حدیث نمبر (۲۵) بے ادب کا منہ ٹیڑھا ہو گیا.....
108	حدیث نمبر (۲۶) گستاخ رسول کو زمین بھی قبول نہیں کرتی
109	حدیث نمبر (۲۷) درندے بھی حضور ﷺ کے گستاخ کو پہچانتے ہیں.....
111	حدیث نمبر (۲۸) گستاخ رسول کو قتل کرنا سنت صحابہ ہے.....
112	حدیث: (۲۹) اہل مدینہ کو ڈرانے والا ملعون ہے.....







میں اپنا ایمان لٹا بیٹھیں گے۔

ایسے ہی خارجی فرقہ قرآن وحدیث اور اکابرین اُمت کا نام لے کر خود کو ہر دعویٰ بنانے کے چکروں میں ہے۔ لیکن اس قدر مکار ہے کہ قرآن وحدیث میں معنوی تحریف کر کے اپنے گھناؤنے کردار کو چھپانا چاہتا ہے۔ توین ذات باری تعالیٰ، تحقیق رسالت اور انتشار، افتراق ان لوگوں کا روزمرہ کا وطیرہ ہے، انہیں فرقہ واریت کی کھٹی دی گئی ہے۔ ان کی شاطرانہ چالیں اغتہا پذیر ہیں، لیکن اس قدر بھولے بنتے ہیں کہ شاید ان سے بڑا خیر خواہ ہی کوئی نہ ہو۔ اسی فرقے نے ہر دور میں مختلف رویے اختیار کئے، فروغی امور میں معمولی اختلاف کے باوجود مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنا ان کے ہائیں ہاتھ کا کمال ہے۔ آئے روز ان کے نت نئے فرقے جنم لے رہے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند کو ہی لے لیں، دیوبندی، غیر مقلد و حبابی، خاکساری، قادیانی، نیچری، چکڑالوی، مماتی، جماعۃ المسلمین وغیرہ سب کا مخرج ہی خارجی فرقہ ہے اور ان سب کی ماں اسماعیل دہلوی ہے، جس نے ہندوستان میں ان کو جنم دیا۔ ہم نے تفصیل کے ساتھ یہ حقیقت اپنی کتاب ”خارجیت کے مختلف روپ“ میں زیب قرطاس کر دی ہے، شائقین تفصیل کے لئے اُسے ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت مدنی صاحب نے بڑے اختصار کے ساتھ ان گمراہ فرقوں کا تعاف اپنی اس کتاب میں کر دیا ہے۔

ظاہر ہے کہ دشمن جب خیر خواہ کے روپ میں آئے تو زیادہ نقصان دیتا ہے، ایسے ہی لاعلمی میں مسلمان اگر ان لوگوں کو خیر خواہ سمجھ لیں تو پھر ان کے ایمان، عقیدت اور نیاز مندی کا اللہ ہی حافظ ہے۔ یہ فرقے دونوں ہاتھوں سے ان کی متاع ایمان کو لوٹ لیں گے۔ لہذا ضروری ہے کہ ہمارے لوگ ان بھیڑنما بھیڑیوں سے آگاہ ہوں..... کیونکہ

لباس خضر میں یہاں ہزاروں رہزن پھرتے ہیں

منزل پہ پہنچنا ہے تو کوئی پہچان پیدا کر

قرآن وحدیث اور ہمارے اکابرین کی بھی یہی تعلیمات ہیں کہ ادب والوں سے

تعلق قائم کرو اور بے ادب اور بد مذہبوں سے کنارہ کشی اختیار کرو۔ ہر نمازی کو عین حالت نماز میں جو عاتقین کی گئی ہے اُس میں دو ٹوک اس بات کا ذکر ہے کہ

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ  
غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔

﴿الفاتحہ: ۲۵﴾

اے اللہ! ہمیں سیدھی راہ پر چلا، جو تیرے اُن بندوں کا راستہ ہے جن پر تیرا انعام ہوا، اور ہمیں اُن لوگوں کے راستے پر نہ چلا جن پر غضب نازل ہوا، اور نہ ہی گمراہ لوگوں کا راستہ دکھا۔

اس کتاب کا بنیادی مقصد ہی یہی ہے کہ اللہ کے نیک اور مقرب بندوں کے طریقہ کو اپنانا چاہیے، اور جن گمراہ فرقوں کے ایسے گندے عقیدے ہوں اُن کے عقیدہ و مسلک سے خود کو بھی اور اوروں کو بھی بچانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو اس عمل خیر پر اجر کثیر عطا فرمائے..... آمین۔

دعا گو

ابوالخلاق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

02-06-2010



## تقریظ

حضرت علامہ مولانا محمد نعیم اللہ خاں قادری  
(بی ایس سی... بی ایڈ... ایم اے... اردو... پنجابی... تاریخ "آف کامنگی")

محترم و مکرم افاضل جلیل، محقق دوراں، حضرت علامہ ابوالبرہم محمد نصر اللہ مدنی مدظلہ العالی اہل سنت و جماعت کے ممتاز اہل قلم ہیں۔ آپ نے بڑی مفید اور قابل قدر تصنیفات سے اہل سنت کے لٹریچر میں اضافہ کیا ہے۔ آپ کی نئی تصنیف "بے ادبوں کی پہچان" ہے۔

"بے ادب" کا لفظ استعمال ہی اس کی پوری حقیقت کو واضح کرنے کے لئے کافی ہے۔ علماء کرام تو مختصر لفظوں میں بیان کیا کرتے ہیں کہ

ماں باپ کا بے ادب :- اس دنیا میں اُس کا خاتمہ برا ہے تو آخرت میں بھی اُس کا انجام بد ہے۔

استاد کا بے ادب :- اس دنیا میں بھی ذلیل و خوار ہوتا ہے اور اُس دنیا میں بھی ذلیل و خوار ہوگا۔

بڑے بوڑھوں کا بے ادب :- وہ اُمّت محمدیہ علیہ التحیۃ و الثناء میں شمار ہونے سے ہی محروم رہ جائے گا۔

اولیاء کرام کا بے ادب :- اللہ عز و جل نے اُس کے خلاف اعلان جنگ فرمایا ہے۔ اُس کے بُرے خاتمہ میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

صحابہ کرام کا بے ادب :- اللہ عز و جل اور اس کے حبیب مکرم کی بارگاہ سے راندھا جائے گا۔ دنیا میں بھی ذلیل و خوار ہوگا، اُس سے ہر کسی کا تعلق توڑ لیا جائے گا۔ حاکم وقت اُس کو شرعی سزا دے، اُس کو دُڑوں سے پٹا جائے۔ جن سے اللہ اور اُس کا رسول راضی ہو، انہیں ناراض کر کے کون راضی رہ سکتا ہے۔

اہل بیت عظام کا بے ادب :- اہل بیت کی محبت ایمان کا جزو ہے۔ جس کے دل میں اہل بیت کی محبت نہیں اُس کا دل ایمان سے خالی ہے۔

اُمّات المؤمنین کا بے ادب :- نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات سے محبت و عقیدت دنیوی اور اخروی نجات کا ذریعہ ہے اُن پر لعن طعن کرنے والا ذلیل، کمینہ،..... حتیٰ کہ دائرہ اسلام سے

ہی خارج ہے۔ جو تمنا آپ کی ازواج مطہرات پر بھونکے اُسے صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے۔ اللہ عز و جل تو انہیں مؤمنین کی مائیں فرمائے اور اُن پر طعن کرنے والا اُن پر اپنی غلیظ زبان کھولے۔



سید عالم سرور کو نہیں حضرت کافر..... جہنم کا کتا..... حرامی..... واجب القتل، اُس محمد مصطفیٰ ﷺ کا بے ادب:- میں تقریباً وہ تمام نقائص پائے جائیں گے جو اللہ عزوجل نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کے گستاخ کے بتائے ہیں۔

الخضر اللہ عزوجل نے جس جس کو مقام و مرتبہ، عظمت و شان، قدر و منزلت عطا فرمائی ہے، اُن تمام کا گستاخ اس دنیا میں ذلیل و خوار اور رسوا ہے اور آخرت میں اُس کا انجام ناقابل بیان ہے۔ اُبدی رسوائیاں اُس کا مقدر بن جاتی ہیں۔ یا اللہ عزوجل! ہمیں تمام قسم کی بے ادبیوں اور گستاخیوں سے بچا۔ مخالفین اہل سنت و جماعت میں یہ بے ادبی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اُن کا ماں باپ کے ساتھ ”حسن سلوک“ دیکھیں، اُن کا ماں باپ اور آساندہ کے ساتھ ملنے کا انداز دیکھیں، وہ والدین جن سے اللہ عزوجل نے انتہائی شفقت و مہربانی سے سلوک کرنے کا حکم فرمایا ہے، اُن کے ساتھ اِن کا رویہ اور سلوک دیکھیں، جہاں یہ اللہ عزوجل اور اُس کے حبیب مکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا گستاخ، منہ پھٹ اور دیدہ دلیر ہیں، وہاں انہیں اولیاء اللہ سے انتہائی عداوت ہے۔ حالانکہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کی زبان اقدس سے فرمایا ہے کہ

”مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنَنِي بِالْحَرْبِ“

﴿بخاری کتاب الرقاق باب التواضع، مشکوٰۃ کتاب الدعوت﴾

جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے، میں اُس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں۔ لہذا ولی اللہ کا گستاخ، بے ادب نہ صرف اللہ عزوجل بلکہ اُس کے حبیب مکرم ﷺ کی بارگاہ سے بھی راندہ جاتا ہے۔

جب اللہ عزوجل ولی کو محبوب بنا لیتا ہے تو زمین و آسمان میں اُس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے پھر ولی اللہ کی مخالفت کرنے والا کس طرح انہیں رسوا کر سکتا ہے، وہ تو خود رسوائیوں کو اپنا مقدر ٹھہرا لیتا ہے۔ اللہ عزوجل تو اُن کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازتا ہے

اور یہ بد باطن اُس کے خلاف زبان طعن و راز کر کے اپنی دنیا و آخرت بگاڑتا ہے جہاں اللہ عزوجل نے قرآن مجید فرقان حمید میں سودخور کے خلاف اعلان جنگ فرمایا ہے وہاں اس حدیث قدسی میں اپنے ولی کے مخالف کے لئے بھی اعلان جنگ فرمایا ہے۔

جب ولی اللہ کا مخالف مہم بغض بارگاہ الہی ہے تو اُس کی دنیا اور آخرت کیسے سنور سکتی ہے۔ آپ یہ سوچتے ہوں گے کہ بہت سے بے ادب اور گستاخ تو بڑی خوشحال زندگی گزار رہے ہیں، اللہ عزوجل نے ان کو مال و دولت اور اولاد دینے کی کثرت سے نوازا ہوا ہے۔

لیکن قرآن مجید میں اللہ عزوجل کے کلام عبرت نشان کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مال و دولت ہر ایک کے لئے نعمت نہیں، اولاد دینے کی کثرت ہر ایک کے لئے نعمت نہیں، یہ مال و دولت اور اولاد دینے ہی بے ادبوں کے لیے مغضوب بارگاہ الہی ہونے کا سبب بن سکتی ہے۔ جہاں نیک اولاد صدقہ جاریہ ہے وہاں گستاخ و بے ادب کی یہ اولاد نرینہ اُس کے لئے جہنم میں جانے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ بے ادبوں کی نشانیاں قرآن و حدیث میں کثرت سے بیان ہوئی ہیں۔

شیطان سب سے بڑا اور پہلا بے ادب ہے، اُس کے متعلق غور فرمائیں تو واضح ہو گا کہ وہ خود کو اللہ کے برگزیدہ بندے سے افضل قرار دیتا ہے، احکام الہی ماننے سے انکاری ہوتا ہے، جو اللہ عزوجل نے اپنے مقبول و محبوب بندوں کو عظمت و شان اور قدر و منزلت عطا فرمائی ہوتی ہے وہ اس کا انکاری ہوتا ہے، تکبر و غرور اُس میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے، وہ اہل ایمان کے خلاف ہر وقت سرگرم عمل رہتا ہے، وہ اہل ایمان کو راہ راست سے ہٹانے کے لئے ہر طرح کے دھوکہ و فریب اور مکاری و عیاری کو استعمال میں لاتا ہے۔

جہاں یہ نشانیاں گستاخِ اوّل سے ظاہر و باہر ہیں وہیں یہ نشانیاں دوسرے بے ادبوں اور گستاخوں میں روز روشن کی طرح واضح ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے دور میں ابولہب، ابولہب کی بیوی، ابو جہل اور دوسرے گستاخوں سے بھی ان نشانوں کو واضح طور



پر دیکھا جاسکتا ہے۔

حضرت علامہ سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ فیض احمد اویسی مدظلہ العالی نے اس موضوع پر باقاعدہ تحقیقی کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ علامہ فیض احمد اویسی صاحب کی کتابیں ”علامات و ہدایہ فی احادیث نبویہ“، ”مستطی“، ”نشان“ اور اس طرح ”گستاخوں کا بُرا انجام“ اور ”بادب بانهیب“، ”بے ادب بانهیب“ کا مطالعہ فرمائیں۔

اولیاء کرام کے متعلق احادیث میں بھی اُن کے گستاخوں کی واضح نشانیاں بیان ہوئی ہیں۔

جہاں اولیاء اللہ فرانس کے علاوہ نوافل کثرت سے ادا کرتے ہیں، وہاں اُن کے گستاخ نوافل سے دور بھاگتے ہیں۔

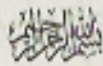
جہاں اولیاء اللہ کے فضائل و کمالات اللہ عزوجل بیان کرتا ہے وہاں اُن کے گستاخ ان کے فضائل و کمالات کی شدید مخالفت کرتے ہیں۔

جہاں اللہ عزوجل کے ہاں اکی مقبولیت اہل ایمان پر روشن اور واضح ہے وہاں اُن گستاخوں کا بغض اور اُن کے مقام و مرتبہ سے دشمنی روز روشن کی طرح واضح ہے۔

اگر تمام احادیث کو سامنے رکھ کر تمام گستاخوں کی علامات اور نشانیاں بیان کی جائیں تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی لیکن اہل فہم و فراست کے لئے چند اشارے ہی کافی ہیں۔

آخر میں میں علامہ محمد نصر اللہ آسوی صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے اس موضوع پر ایک خوبصورت اور حوالہ جات سے مزین کتاب لکھ کر بے ادبوں اور گستاخوں کو آئینہ دکھایا ہے کہ وہ بھی راہ راست پر آجائیں۔

تمام گستاخوں، بے ادبوں سے ہزار  
محمد نعیم اللہ خان قادری



## بے ادبوں کی پہچان

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب سکھایا ہے کہ اپنی آواز اُن کی آواز سے بلند نہ کرنا ورنہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔  
آیت نمبر ۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی سے اعمال ضبط ہو جاتے ہیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ۔

﴿سورہ حجرات آیت ۲﴾

ترجمہ:- اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ادبی بے ادبی بھی کفر ہے کیونکہ کفر ہی سے نیکیاں برآمد ہوتی ہیں۔ جب ان کی بارگاہ میں اونچی آواز سے بولنے پر نیکیاں برآمد ہو جاتی ہیں تو دوسری بے ادبی کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ (تفسیر نور العرقان)

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہونے کے لئے جہاں الفاظ کی نوک پلک اور تعبیر کی نزاکتوں پر نگاہ رکھنا ضروری ہے وہاں آواز کا لب و لہجہ بھی آزاد نہیں ہے۔ پھر



آیت ہالہ میں اندازِ بیاں کا وہ تیور جس کی وہشت سے خون سوکھ جاتا ہے۔ یہ ہے کہ انسان اپنی سرشت کے لحاظ سے بے عیب و بے خطا نہیں ہے۔ طرح طرح کے معاصی کا وہ بار بار ارتکاب کرتا ہے لیکن رحمتِ یزدانی کا یہ احسانِ عام ہے کہ کسی بھی نئے گناہ کے ارتکاب سے وہ نیکیوں کے پچھلے ذخیرے کو برباد نہیں کرتا۔ کفر و شرک کے علاوہ بڑے سے بڑے جرم کے لئے یہی قانون ہے کہ مجرم نے کسی جرم کا ارتکاب کیا۔ نامہ اعمال میں ایک فرد گناہ کا اضافہ ہو گیا۔ پچھلی نیکیاں اپنی جگہ پر برقرار ہیں لیکن محبوب کی شان میں گستاخی اتنا بڑا جرم ہے کہ پچھلی نیکیوں کا ذخیرہ بھی ختم کر دیا جاتا ہے۔

یہ سوچ کر کلیجہ کانپ جاتا ہے کہ محبوب باری کی جناب میں ذرا سی آواز اونچی ہوگی تو اس کی سزا صرف اتنی ہی نہیں ہے کہ نامہ اعمال میں ایک گناہ کا اندراج کر لیا جائے گا بلکہ قرآن کہتا ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ پچھلی نیکیاں بھی مسخ کر دی جائیں گی اور سب سے بڑا غضب یہ کہ لٹ جانے والے کو اس کی خبر بھی نہیں ہو سکے گی کہ عمر بھر کی نیکیوں کا خرمن کب لٹا اور کیسے لٹا۔ قیامت کے دن جلی ہوئی خاکستر جب سامنے آئے گی تب اچانک محسوس ہوگا کہ ہائے ہم لئے گئے۔

ذرا نخواستہ علم و ادب کی تاریکی سے باہر نکل کر سوچئے! جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور ذرا سی اونچی آواز کرنے سے یہ سزا ملتی ہے تو جن لوگوں نے ان کی تنقیصِ شان کو ہی اپنا شعار بنالیا ہے ان کی بربادیوں کا تصور کون کر سکتا ہے؟

(محمد رسول اللہ ﷺ قرآن میں رازِ علامہ ارشاد القادری)

آیت نمبر ۲

ادب والوں کے لئے بخشش اور اجرِ عظیم ہے

إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿سورہ حجرات آیت ۲﴾

ترجمہ: بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس، وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے۔ ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ آیت نمبر ۳

یا رسول اللہ نظرِ کرم فرماؤ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلَكِنْ كَفِرْتُمْ عَنْ عَذَابِ آلِهِمْ ﴿سورہ البقرہ آیت نمبر ۱۰۴﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! میرے پیغمبر سے راعنا نہ کہا کرو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ شانِ نزول

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کو کچھ تعلیم دیتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے راعنا یا رسول اللہ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے حال کی رعایت فرمائیے، یہ کلام واضح فرمادیں۔ یہود کی زبان میں یہ لفظ گالی تھی، انہوں نے بُری نیت سے کہنا شروع کر دیا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے۔ آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سن کر فرمایا: اے دشمنانِ خدا! تم پر اللہ کی لعنت۔ اگر اب میں نے کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا تو اُس کی گردن مار دوں گا۔ یہود بولے، مسلمان بھی تو یہ لفظ بولتے ہیں۔ اس پر آپ رنجیدہ ہو کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، تب یہ آیت نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کو بھی اس لفظ کے استعمال سے روک دیا گیا۔

اس سے پتہ چلا کہ جو کوئی توہین کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایسا لفظ بولے جس میں گستاخی کا شائبہ بھی نکلتا ہو وہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ہلکا لفظ بولنا حرام ہے اگرچہ توہین



کی نیت نہ بھی ہو اور توہین کی نیت سے بولنا کفر ہے نیز جس لفظ کے دو معنی ہوں، اچھے اور بُرے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے استعمال نہ کیے جائیں تاکہ دوسروں کو بدگوئی کا موقع نہ ملے اللہ کو میاں نہ کہو کیونکہ میاں کے معنی مالک کے ہیں اور خاوند بھی۔ لہذا اب اللہ کو مالک کے معنی میں بھی میاں نہ کہو۔ تفسیر خزائن العرفان و نور العرفان

اس آئیہ کریمہ سے معلوم ہوا کہ گستاخانِ رسول کو دندان شکن، بہادری اور سختی کے ساتھ فوراً جواب دینا سنتِ صحابہ ہے جیسا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہود سے یہ کلمہ سن کر فرمایا: اے دشمنانِ خدا! تم پر اللہ کی لعنت، اگر اب میں نے کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا تو اُس کی گردن مار دوں گا۔

۔ دشمنِ احمد پہ شدت کیجئے..... ☆..... ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

اس قرآنی اصول اور عملِ صحابہ کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن پر ایمان اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کا تقاضا ہے کہ ہر وہ کتاب یا کیسٹ جس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیاروں کی توہین یا توہین کا شائبہ بھی ہو۔ ان کتابوں اور کیسٹوں کو جلادیا جائے یا دریائے دُر دیا جائے یا کم از کم اُن عبارات کو کتابوں سے خارج کر دیا جائے تاکہ اتحاد و اتفاق کی فضا قائم ہو کیونکہ یہی کفریہ عبارتیں مسلمانوں کے درمیان اختلاف، خانہ جنگی، فتنہ اور انتشار کا باعث ہیں۔

آیت نمبر ۴

گستاخِ رسول کی فوری گرفت کرنا سنتِ الہیہ ہے

ایک دن رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صفائی کی چوٹی پر چڑھ گئے اور اہل مکہ کو آواز دی۔ جب تمام لوگ جمع ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کی گھاٹی میں دشمن کا لشکر چھپا ہوا ہے اور تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو

کیا تم میری اس خبر کا یقین کر لو گے؟ سب نے یک زبان ہو کر کہا کیوں نہیں۔ اس زبان پر ہم کیوں اعتماد نہ کریں جو کبھی جھوٹ سے آلودہ نہیں ہوئی، جس کی طہارت پر یقین کرنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں اس سے بھی سنگین اور تباہ کن عذاب کی خبر دیتا ہوں جو تمہارے سروں پر منڈلا رہا ہے اگر تم سلامتی چاہتے ہو تو کفر و شرک کی زندگی سے تائب ہو کر پرچمِ اسلام کے دارالامان میں آ جاؤ۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقریر سن کر ابولہب کے تن بدن میں آگ لگ گئی، آنکھوں سے چنگاری اڑنے لگی، غصے سے چہرہ تہمتا اٹھا، فرط غیظ میں جلتے ہوئے کہا: ”تو ہلاک ہو جائے کیا تو نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا؟“ ابولہب کی بات ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ قہرِ الہی کی ایک بجلی چمکی، قہرِ خداوندی کی دھمک سے پہاڑ کا کلیجہ دہل گیا، فرط ہیبت سے حرم کی سرزمین کانپ اٹھی، اتنے میں روحِ الامین کے پروں کی آواز کان میں آئی۔ سرکار نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو وہ پر سینے قہر و جلال میں ڈوبی ہوئی یہ آیتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سن رہے تھے۔

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۝ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِي جَهَنَّمَ حَبْلٌ ۝ مِّن مَّسَدٍ ۝ ﴿پارہ ۳۰ سورہ المہلب﴾

ترجمہ: تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔ اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا۔ اب دھنستا ہے، لپٹ مارتی آگ میں وہ۔ اور اس کی بیوی لکڑیوں کا گٹھاسر پر اٹھاتی اس کے گلے میں کجھور کی چھال کا رسا۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت پہنچانے والے ایک فقرہ پر زرا قہرِ الہی کے چڑھتے ہوئے دریا کا تلاطم تو دیکھئے! ایک لمحہ میں ابولہب کی دنیا اور آخرت کا فیصلہ سنا دیا گیا۔ ابولہب اپنے وقت کا نیا مجرم نہیں ہے۔ غضب ناک تیور میں ڈوبی ہوئی آیاتِ کل



تک کیوں نہیں اتاری گئی تھیں۔ کل بھی تو غیرت الہی کو حرکت میں لانے والے اسباب اس سے صادر ہوئے تھے۔ خدائے واحد کی پوجا سے بغاوت کر کے بتوں کی عبادت کرنا کیا یہ کم درجے کا جرم تھا۔ لیکن قربان جائیے! اس ادا محبت پر کہ اپنے مجرم کا سوال آیا تو مہلت دے دی لیکن محبوب کے مجرم کی تعزیر کے لئے ایک لمحے کا انتظار بھی روا نہیں رکھا گیا۔ ”محمد رسول اللہ ﷺ“ میں از علامہ ارشد القادریؒ: ”معلوم ہوا کہ گستاخ رسول کو سخت اور فوراً جواب دینا سنت الہیہ ہے۔“

آیت نمبر ۵

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گستاخ ولد الحرام ہے

دنیا کے کفر کے مشہور گستاخ ولید بن مغیرہ نے ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ”اے وہ شخص جس پر قرآن اتر اتم تو مجنون ہو“ بس اتنا کہنا تھا کہ قہر الہی کا بادل کڑکا، بجلی چمکی اور غیظ و جلال میں ڈوبی ہوئی یہ آیتیں ولید بن مغیرہ کی مذمت میں نازل ہوئیں۔

وَالْقَلَمَ وَمَا يَسْطُرُونَ ۝ مَا أَتَىٰ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ ۝ وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مُمْنُونٍ ۝ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ۝ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ ۝ بِآيَاتِكُمُ الْمُنْعُونَ ۝

ترجمہ: قلم اور ان کے لکھے کی قسم۔ تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں۔ اور ضرور تمہارے لئے بے انتہا ثواب ہے۔ بیشک تمہاری خو (اخلاق) بڑی شان کی ہے۔ تو اب کوئی دم جاتا ہے کہ تم بھی دیکھ لو گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں کون مجنون تھا۔ اب گستاخ کی مذمت میں ذرا قرآن کے الفاظ کا شمار کیجئے اور اندازہ لگائیے کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کے ساتھ قرآن کی گفتار کا تیور کتنا غضب ناک ہو گیا ہے۔ وہ آیتیں یہ ہیں۔

فَلَا تُطِيعِ الْمُكَذِّبِينَ ۝ وَذُوقُوا لَوْ تُلْهِنُ فَيَدُ هُنُونَ ۝ وَلَا تُطِيعِ كُلَّ خَلَافٍ مَّهِينٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَاءٍ مِّنْهُمْ ۝ مِّنَّا لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ ۝ أُنْتُمْ ۝ عَتَلٌ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٌ ۝ ﴿سورة القلم آیات نمبر ۱۳ تا ۱۷﴾

ترجمہ: تو جھٹلانے والوں کی بات نہ سننا۔ وہ تو اس آرزو میں ہیں کہ کسی طرح تم نرمی کرو تو وہ بھی نرم پڑ جائیں۔ اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا ذلیل۔ بہت طعنے دینے والا بہت ادھر کی ادھر لگاتا پھرنے والا۔ بھلائی سے بڑا روکنے والا گنہگار حد سے تجاوز کرنے والا۔ درشت خو، اس سب پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کے دس عیب

قرآن پاک میں اس طرح بیان کئے گئے ہیں

- (۱).....﴿الْمُكَذِّبِينَ﴾ جھٹلانے والا
- (۲).....﴿خَلَافٍ﴾ بڑی قسمیں کھانے والا
- (۳).....﴿مَهِينٍ﴾ ذلیل
- (۴).....﴿هَمَّازٍ﴾ بہت طعنے دینے والا
- (۵).....﴿مَشَاءٍ مِّنْهُمْ﴾ چغل خور
- (۶).....﴿مِّنَّا لِلْخَيْرِ﴾ بھلائی سے بہت روکنے والا
- (۷).....﴿مُعْتَدٍ﴾ حد سے تجاوز کرنے والا
- (۸).....﴿أُنْتُمْ﴾ گنہگار
- (۹).....﴿عَتَلٌ﴾ درشت خو (اکھڑ مزاج)
- (۱۰).....﴿زَنِيمٌ﴾ ولد الحرام (حرام زادہ)



اس سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی وہی کر سکتا ہے جو بے نسب ہو، حسب و نسب والا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باادب غلام ہوگا۔ اب جو بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی اور بے ادبی کرے یا کتابوں میں لکھے۔ سمجھ لو یہ وہی ہے جس کا ذکر قرآن کی ان آیات میں کیا گیا ہے۔

منقول ہے کہ جب ولید بن مغیرہ کی مذمت میں یہ آیات نازل ہوئیں تو عالم غیظ میں وہ تلملا اٹھا اور اپنی ماں سے جا کر دریافت کیا کہ ابھی ابھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے متعلق دس باتیں بیان فرمائی ہیں۔ اپنی نو برائیوں کے متعلق تو میں خوب جانتا ہوں کہ وہ میرے اندر موجود ہیں لیکن دسویں بات کہ میری اصل میں خطا ہے۔ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ ویسے ہزار دشمنی کے باوجود مجھے اس بات کا یقین واعتراف ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ اس لئے سچ سچ بتا دے کہ حقیقت کیا ہے ورنہ میں تیرا سر قلم کر دوں گا۔

تیور دیکھ کر اس کی ماں نے صاف صاف بتا دیا کہ تیرا باپ نامرد تھا۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ مرجائے گا اور اس کا مال غیر لے جائیں گے۔ اس لئے ایک چرواہے کے ساتھ میرا ناجائز تعلق ہو گیا اور اس کے نتیجے میں تیری پیدائش عمل میں آئی۔

﴿تفسیر خزائن العرفان﴾

حالت غیظ میں جب انسان اپنے کسی دشمن کا پردہ چاک کرتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ یہ نفسانی ہيجان کا ردِ عمل ہے لیکن یہاں کیا کہنے گا؟ کہ یہ کلام تو اس پاک و مقدس خداوند کا ہے جس کی ذات شوائبِ نفسانی سے بالکل پاک و منزہ ہے۔ اس لئے لامحالہ ماننا پڑے گا کہ وہ ستارِ العیوب جو اپنے بڑے سے بڑے سیاہ کار بندے کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک گستاخ کو سارے جہاں میں رسوا کر کے یہ ظاہر فرما دیا ہے کہ جس معصوم اور محترم نبی کے گستاخ کے لئے اس کے یہاں کسی غفور و درگزر کی گنجائش نہیں ہے۔ اس کی حیثیت ”نامہ بر“ کی نہیں ہے بلکہ محبوبِ ذی

وقار کی ہے۔ یہاں بھی وہی ادائے رحمت جلوہ گر ہے کہ گستاخ نے نشانہ بنایا ہے ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ جواب دے رہا ہے ان کا رب کریم۔ محبوبِ خاموش ہے۔ قرآن اس کی وکالت کر رہا ہے۔ کیا اس کے بعد بھی کوئی بد نصیب کہہ سکتا ہے کہ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت ایک خبر رساں کی ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ تو ایک ایسے محبوب کی ہے جو خدا کی محبت کے گہوارے میں پلا۔ اسی کی رحمتوں نے اسے ساری کائنات کی افسری بخشی اور اسے خالق و مخلوق اور عابد و معبود کے درمیان رابطہ کا ایک ذریعہ بنایا۔ اس لئے اس کی حیثیت ایک نامہ بر کی نہیں بلکہ نامہ کے اسرار و رموز سے باخبر کرنے والے کی ہے۔

﴿محمد رسول اللہ ﷺ قرآن میں مازِ علامہ ارشاد تھادری﴾

### حق پر کون؟

مسلمانوں، یہودیوں اور عیسائیوں میں سے حق پر صرف مسلمان ہیں۔ اس لئے کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منکر اور بے ادب ہیں اور عیسائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے منکر اور بے ادب ہیں۔ ویسے بھی یہ لوگ انبیاء سابقین کا نام لینے کے باوجود اسلام اور بانی اسلام کے متعلق دی گئی بشارتوں کو تسلیم نہیں کرتے لیکن مسلمان تمام سچے نبیوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے صرف اہل سنت حق پر ہیں۔ اس لئے کہ بعض لوگ اہل بیت اور اولیاء کرام کے گستاخ اور بے ادب ہیں اور بعض لوگ صحابہ کے گستاخ اور بے ادب ہیں۔ لیکن صرف اہل سنت و جماعت وہ مسلک ہے جو کسی کا گستاخ اور بے ادب نہیں، یہ تمام نبیوں اور ولیوں کو مانتا ہے، یہ صحابہ کا بھی باادب غلام ہے اور اہل بیت کا بھی ادنیٰ خادم ہے۔ اگر شیعہ صحابہ کی گستاخی کریں تو کافر ہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ صحابہ افضل ہیں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ صحابہ کرام کا گستاخ اگر کافر ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گستاخ اور بے ادب کافر کیوں



نہیں ہے؟

سہاقتی جتنے بھی فرتے ہیں معتب ہیں ☆ حکم سے رب اکبر کے مغضوب ہیں  
ادب کی اے خضر جس کو دولت ملی ☆ مسلک حق اہل سنت کی کیا بات ہے  
حدیث نمبر ۱

### کفر کی اصل مدینہ سے مشرق کی طرف ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَالْه وَسَلَّمَ مِنْ بَيْتِ عَائِشَةَ فَقَالَ: رَأْسُ الْكُفْرِ مِنْ هَاهُنَا مِنْ حَيْثُ  
يُظَلُّ قَرْنُ الشَّيْطَانِ يَعْنِي الْمَشْرِقَ

ترجمہ:- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے باہر آ کر کہا: کفر کی چوٹی ادھر سے لگے گی جہاں سے  
شیطان کا سینک طلوع ہوتا ہے یعنی مشرق سے۔

﴿مسلم حدیث نمبر ۲۹۰۵ کتاب الفتن﴾

حدیث نمبر ۲

### بے ادبوں کی جائے پیدائش

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْه وَسَلَّمَ  
بِيَدِهِ نَحْوَ الْيَمَنِ فَقَالَ: أَلَا إِنَّ الْإِيمَانَ هَهُنَا وَإِنَّ الْكُفْرَ وَغِلَظَ  
الْعُلُوبِ فِي الْفَدَايِينَ عِنْدَ أَصُولِ الْأَنْبَاءِ الْإِبِلِ حَيْثُ يَظْلَعُ قَرْنُ  
الشَّيْطَانِ فِي رِبْعَةٍ وَمُصَرَّرٍ

ترجمہ:- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
نے یمن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: سنو! ایمان اس طرف ہے اور شقاوت اور سنگدلی

مدینہ کی شرقی جانب) ربیعہ اور مضر میں ہے جو بکثرت اونٹ پالتے ہیں اور اونٹوں کی  
ڈوموں کے پیچھے ہانکتے ہوئے جاتے ہیں۔ اس جگہ سے شیطان کے دو سینک نکلیں گے۔  
﴿مسلم حدیث نمبر ۵۱ کتاب الایمان، بخاری حدیث نمبر ۳۳۰۲ کتاب بدء الخلق﴾  
اس حدیث میں ہے کہ (مدینہ کے) مشرق سے شیطان کے دو سینک نکلیں گے۔  
علامہ مالکی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:-

مشرق سے مراد مدینہ کا مشرق ہے اور وہ نجد ہے، اسی طرح جنوک کے مشرق میں  
بھی نجد ہی ہے نیز اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے۔ جس میں فرمایا گیا کہ وہاں  
زلزلے اور فتنے ہوں گے اور شیطان کا سینک وہاں سے نکلے گا۔ ایک اور حدیث میں  
ہے کہ اے اللہ! مضر کو سختی سے کچل دے، اور مضر بھی نجد میں ہے۔

﴿اکمال اکمال المعلم جلد ۱ ص ۱۵۹﴾

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں: صوبہ نجد میں ایک مقام ہے ”عینہ“  
اسی جگہ میلہ کذاب پیدا ہوا اور اسی جگہ محمد بن عبد الوہاب نجدی پیدا ہوا اور ان کی وجہ  
سے لوگوں کے عقائد متزلزل ہوئے اور بہت فتنے ظاہر ہوئے۔ ہو سکتا ہے کہ اس حدیث  
میں شیطان کے جو دو سینکوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے مراد یہی دو شخص ہوں۔

﴿شرح مسلم سعیدی جلد ۱ ص ۴۷﴾

حدیث نمبر ۳

### شیطان کا سینک

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْه وَسَلَّمَ  
وَالْه وَسَلَّمَ: (اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا) قَالُوا  
: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَفِي نَجْدِنَا؟ قَالَ: (اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا، اللَّهُمَّ بَارِكْ  
لَنَا فِي يَمِينِنَا) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَفِي نَجْدِنَا؟ فَأَخْبَهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ:



هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ، وَبِهَا يَظْلَمُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ! ہمارے شام میں برکت دے اے اللہ! ہمارے یمن میں برکت دے! لوگ عرض گزار ہوئے، ہمارے نجد میں بھی۔ آپ نے دعا کی: اے اللہ! ہمارے شام میں برکت دے! اے اللہ! ہمارے یمن میں برکت دے! لوگ عرض گزار ہوئے ہمارے نجد میں بھی۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے تیسری مرتبہ فرمایا: وہاں زلزلے اور فتنے ہونگے اور شیطان کا سینک وہاں سے نکلے گا۔

﴿بخاری حدیث نمبر ۷۰۹۲ کتاب الفتن باب الفتنۃ من قبل المشرق﴾

﴿مشکوٰۃ ۲۷۷۱ کتاب المناقب باب ذکر الیمن والنشام﴾

شیخ القرآن والحديث مفتی احمد یار خاں رحمہ اللہ لکھتے ہیں

اس حدیث میں زلزلوں سے مراد ظاہر زلزلے بھی ہیں اور دلوں کے زلزلے انقلابات بھی۔ اس گروہ کو شیطان کا سینک فرمانے کی تین وجہیں ہیں

(۱) سینک والے جانور کے سارے جسم سے سخت تر سینک ہی ہوتے ہیں۔ یہ نولہ بھی انبیاء اور اولیاء کی عداوت میں شیطان سے بھی سخت ہے کیونکہ شیطان نے کہا تھا:

﴿وَلَا غَوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ﴾

ترجمہ: میں ان سب کو بے راہ کر دوں گا مگر جو ان میں تیرے چنے

ہوئے بندے ہیں۔ ﴿سورہ الحجۃ ۳۹-۴۰﴾

مگر یہ فرقہ ہمیشہ نبیوں و لیوں کے پیچھے ہی پڑا رہتا ہے اور انہیں من دون اللہ کہتا

ہے۔

(۲) ہمیشہ سینگوں والا جانور سینگوں ہی سے لڑتا ہے کہ سامنے والے کے مقابل سینک کرتا ہے خود پیچھے سینگوں پر زور لگاتا ہے۔ اور شیطان نے انہیں بھی آگے کر رکھا ہے اور پیچھے سے زور لگا رہا ہے۔

(۳) سینک والا جانور جب کسی گھر میں داخل ہوتا ہے تو پہلے سینک داخل کرتا ہے باقی اعضاء بعد میں۔ شیطان دوزخ میں پہلے ان کو داخل کرے گا پیچھے خود جائے گا۔

﴿مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد نمبر ۸ ص ۵۷۹﴾

### اعتراض

اس حدیث کے تحت مشہور وہابی عالم وحید الزماں نے ایک عجیب موقف اختیار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ نجد سے مراد وہ ملک ہے عراق کا جو بلندی پر واقع ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لئے رحمت کی دعا نہیں فرمائی کیونکہ ادھر سے بڑی بڑی آفتوں کا ظہور ہونے والا تھا امام حسین علیہ السلام بھی اسی سرزمین میں شہید ہوئے۔ کوفہ بابل وغیرہ یہ سب نجد میں داخل ہیں بعض بے وقوفوں نے نجد کے فتنہ سے محمد بن عبد الوہاب کا کلنا مراد رکھا ہے ان کو یہ معلوم نہیں کہ محمد بن عبد الوہاب تو مسلمان اور موحد تھے وہ تو لوگوں کو توحید اور اتباع سنت کی طرف بلاتے تھے اور شرک و بدعت سے منع کرتے تھے ان کا کلنا تو رحمت تھا نہ کہ فتنہ۔ ﴿تیسیر الباری جلد ۹ ص ۱۵۶﴾

### جواب

وہابیہ کا عراق کو نجد قرار دینا قاطع ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عراق کے لئے حج کا میقات ”ذات عرق“ مقرر فرمایا ہے جب کہ نجد کے لئے میقات ”قرن المنازل“ مقرر فرمایا ہے۔

بخاری حدیث نمبر ۱۵۲۶، مسلم ۱۱۸۱، مشکوٰۃ حدیث نمبر

۲۵۱۶ کتاب المناسک

معلوم ہوا کہ نجد لگ علائقہ ہے اور ”عراق“ الگ۔



## گھر کی گواہی

ایک اور وہابی عالم مسعود عالم ندوی صاحب لکھتے ہیں  
عرب کے مختلف حصوں اور خاص ”نجد“ کا جغرافیہ ذرا مشکل سے سمجھ میں آتا ہے  
مختصر طور پر یوں سمجھئے کہ نجد کے تین بڑے حصے ہیں۔

- (۱) شمالی مشرقی حصہ: جس کا نام شمر ہے۔ اس کے مشہور شہر حائل اور القصیر ہیں
- (۲) شمالی مشرقی حصہ: جس کا نام القصیم ہے۔ اس کے مشہور شہر عنیزہ اور بربدہ ہیں۔

- (۳) جنوبی حصہ: جو العارض کہلاتا ہے۔ اس کا مشہور شہر ”ریاض“ ہے۔ جو آج سعودی حکومت کا پایہ تخت ہے۔

عارض کو جبل یمامہ بھی کہتے ہیں۔ اصل میں یہ ایک پہاڑی کا نام ہے اور اس کے گرد و نواح کی زمین وادی حنیفہ اور یمامہ کہلاتی ہے۔ شیخ الاسلام (محمد بن عبد الوہاب) کی جائے پیدائش عینہ اور دعوت کا مرکز درعیہ دونوں اسی وادی میں واقع ہیں جو نجد کے قلب کی حیثیت رکھتے ہیں۔

محمد بن عبد الوہاب ایک مظلوم اور بدنام مصلح ص ۲۷-۲۸  
۱۳۹۸ھ میں شاہ فہد بن عبد العزیز کے حکم سے ”فتاویٰ ابن تیمیہ“ شائع ہوا اس کے سرورق پر لکھا ہوا ہے عبد الرحمن بن محمد بن قاسم العاصمی النجدی اگر نجد سے مراد عراق ہے تو ”فتاویٰ ابن تیمیہ“ کا مرتب و جامع ”نجدی“ کیسے ہو گیا۔ پھر اسی مجموعہ ”فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۱“ مقدمہ کے ص: ب پر فتاویٰ علماء نجد کا تذکرہ بھی موجود ہے اور صفحہ ۲ پر ”نجد“ کی تعریف میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں۔

وكانت نجد، ولا زالت بحمد الله اسعد الأقاليم بالانتفاع  
بمؤلفات شيخ الاسلام

## بے ادبوں کی پہچان

وہابی علماء سے سوال ہے کہ ”فتاویٰ علماء نجد“ کیا علماء عراق کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے یا سعودی عرب کے علماء کا اور نجد کے حق میں یہ تعریفی کلمات کیا عراق کے کسی صوبہ کے حق میں ہیں یا سعودی عرب کے۔ معلوم ہوا کہ نجد الگ علاقہ ہے اور ”عراق“ الگ۔

وحید الزماں کا یہ کہنا کہ چونکہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سرزمین عراق میں شہید کئے گئے تھے اس لئے یہی جگہ نجد ہے۔ انتہائی مضحکہ خیز ہے چلئے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سرزمین عراق میں ظلماً شہید ہوئے لیکن داماد نبی سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خود مدینہ منورہ میں شہید ہوئے تو کیا اب معاذ اللہ مدینہ منورہ کو بھی وہابی علماء نجد قرار دیں گے؟

## رحمت یا زحمت

وحید الزماں نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کو فتنہ کی بجائے رحمت قرار دیا ہے۔ اس کے متعلق ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے علماء دیوبند سے پوچھ لیتے ہیں کہ آیا وہ رحمت تھا یا زحمت؟

دارالعلوم دیوبند کے صدر المد ریین ”حسین احمد مدنی“ لکھتے ہیں

صاحبوا محمد بن عبد الوہاب نجدی ابتداء بارہویں صدی (یہ ۱۱۱۵ھ میں پیدا ہوا اور ۱۲۰۶ھ میں مر گیا) نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اُس نے اہل سنت و جماعت سے قتل و قتل کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا ان کے قتل کرنے کو باعث رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔



الحاصل وہ ایک ظالم و باغی غوغا رافق شخص تھا اسی وجہ سے اہل عرب کو خصوصاً اس کے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا اور ہے اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوس سے نہ ہنود سے۔ غرض کہ وجوہات مذکورۃ الصدر کی وجہ سے ان کو اس کے طائفہ سے اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے اور بیشک جب اُس نے ایسی ایسی تکالیف دی ہیں تو ضرور ہونا بھی چاہئے وہ لوگ یہود و نصاریٰ سے اس قدر رنج و عداوت نہیں رکھتے جتنی کہ وہابیہ سے رکھتے ہیں۔ ﴿اشہاب الثقب ص ۴۰﴾

محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمان دیار مشرق و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے چنانچہ نواب صدیق حسن خاں نے خود اس کے ترجمہ میں ان دونوں باتوں کی تصریح کی ہے۔ ﴿اشہاب الثقب ص ۴۳﴾

علماء عرب نے علماء دیوبند سے ۲۶ سوال کئے تھے جن میں بارہواں سوال یہ تھا

### السؤال الثاني عشر

قد كان محمد بن عبد الوهاب النجدي يستحل دماء المسلمين واموالهم واعراضهم وكان ينسب الناس كلهم إلى الشرك ويسب السلف فكيف ترون ذلك وهل تجوزون تكفير السلف والمسلمين واهل القبلة ام كيف مشربكم

ترجمہ:- محمد بن عبد الوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور ان کے مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا، اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہل قبلہ کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو، یا تمہارا کیا مشرب ہے؟

### الجواب

الحکم عندنا فیہم ما قال صاحب الدر المختار وخوارجہم قوم لہم منعة خرجوا علیہ بتاویل یرون انہ علی باطل کفر او معصیۃ توجب قتالہ بتاویلہم یتحلون دماننا واموالنا ویسبون نساننا الی ان قال وحکمہم حکم البغاة ثم قال وانما لم نکفرہم لکونہ عن تاویل وان کان باطلا ﴿۳﴾

وقال الشامي في حاشيته كما وقع في زماننا في اتباع عبد الوهاب الذين خرجوا من نجد وتغلبوا على الحرمين وكانوا ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشركون واستباحوا بذلك قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتى كسر الله شوكتهم وظفر بهم عساكر المسلمين عام ثلث وثلاثين ومائتين واكف. ثم اقول ليس هو ولا احد من اتباعه وشيعته من مشائخنا في سلسلة من سلاسل العلم من الفقه والحديث والتفسير والتصوف.....

ترجمہ:- ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب در مختار نے فرمایا ہے: اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں پھر فرماتے ہیں: ان کا حکم باغیوں کا ہے پھر فرمایا کہ ہم ان کی تکفیر اس لئے نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے اگرچہ باطل ہی سہی۔ اور علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں محمد بن عبد الوہاب کے پیروکار نجد سے نکلے، حرمین شریفین



پرز بردستی قبضہ کر لیا یہ لوگ خود کو مذہب جنبی کی طرف منسوب کرتے تھے لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ صرف وہی لوگ مسلمان ہیں اور جو شخص بھی ان کے عقیدہ کا مخالف ہے وہ مشرک ہے اسی لئے ان نجدیوں نے اہل سنت اور ان کے علماء کا قتل جائز قرار دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے نجدیوں کی شوکت نو زدی اور ان کے شہروں کو ویران کیا اور اسلامی لشکروں کو ان پر فتح دی یہ واقعہ ۱۲۳۳ھ میں ہوا۔ ﴿رد المحتار جلد سوم باب الیغات﴾

اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ عبد الوہاب اور اس کا تابع کوئی شخص بھی ہمارے کسی سلسلہ مشارح میں نہیں نہ تفسیر و فقہ وحدیث نمبر کے علمی سلسلہ میں نہ تصوف میں۔ تمام علماء دیوبند کی مصدقہ کتاب ”المہند علی المہند ص ۳۵-۳۷“

علامہ شامی اور علمائے دیوبند کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ

(۱) کہ نجدیوں کے حرمین شریفین پر تسلط سے قبل وہاں کے لوگ اہل سنت تھے۔

(۲) ان نجدیوں نے حرمین شریفین پرز بردستی قبضہ کیا اور وہاں قتل و غارت کا

بازار گرم کیا۔

حدیث نمبر ۴

بے ادبوں کی ایک خاص علامت سرمنڈانا (ٹنڈ کرانا) ہے

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: یَعْرِضُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، وَیَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیْهِمْ، یَمْرُقُونَ مِنَ الدِّینِ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرِّمِیَّةِ ثُمَّ لَا یَعُودُونَ فِیْهِ حَتَّى یَعُودَ السَّهْمُ إِلَى فَوْقِهِ، قِیْلَ: مَا سِیْمَاهُمُ؟ قَالَ: سِیْمَاهُمُ التَّحْلِیقُ

ترجمہ:- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مشرق کی جانب سے کچھ لوگ نکلیں گے وہ قرآن مجید پڑھیں گے مگر وہ ان

کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا اور وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکلتا ہے اور پھر وہ دین میں واپس نہیں آئیں گے جب تک تیر اپنی جگہ پر واپس نہ لوٹ آئے۔ دریافت کیا گیا ان کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا ان کی نشانی سرمنڈانا ہے۔

﴿بخاری حدیث نمبر ۷۵۶۲ کتاب التوحید باب قراءة الفاجر﴾

مفتی مکہ عرب مؤرخ علامہ احمد بن زینی دحلان رحمہ اللہ کی شافعی فقہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی ”سرمنڈانا اس قوم کی خاص علامت ہوگی“ میں اس قوم پر نص ہے جو مشرق سے نکلی۔ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پیروکار بنے اس لئے کہ یہی وہ لوگ تھے جو اپنے پیروکاروں کو اپنے گروہ میں داخل کرتے وقت سرمنڈانے کا حکم دیتے تھے اور جب تک یہ لوگ اپنا سرمنڈا نہ لیتے محمد بن عبد الوہاب نجدی کے گروہ کے لوگ ان سے شامل ہونے والوں کو اپنی مجلس سے اٹھنے نہ دیتے۔

اس نجدی سے پہلے جتنے گمراہ فرقے گزرے ہیں ان میں سے کسی نے بھی یہ علامت اختیار نہیں کی پس ثابت ہوا کہ یہ حدیث نجدیوں کے متعلق صریح ہے۔

حضرت شیخ سید عبدالرحمن مفتی زبیر فرمایا کرتے تھے کہ کسی شخص کو اس نجدی کے رد میں مستقل کتاب لکھنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس کے رد کے لئے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ”سرمنڈانا اس قوم کی خاص علامت ہوگی“ ہی کافی ہے۔

یہ محمد بن عبد الوہاب نجدی ان عورتوں کو بھی سرمنڈانے کا حکم دیا کرتا تھا جو اس کے ٹولہ میں شامل کی جاتیں۔ ایک مرتبہ ایک عورت اُس کے دین میں داخل کی گئی۔ نجدیوں نے اپنے فاسد گمان کے تحت اس کو نئے سرے سے اسلام میں داخل کیا پھر اس کو سرمنڈانے کا حکم دیا تو اس عورت نے محمد بن عبد الوہاب سے کہا کہ تو مردوں کو تو سرمنڈانے کا حکم دیتا ہے اگر تو ان کی داڑھیاں منڈانے کا حکم دیتا تو عورتوں کے سرمنڈانے کا حکم



دے سکتا تھا۔ کیونکہ عورتوں کے سر کے بال مردوں کی داڑھیوں کی طرح ہیں۔ عورت کی یہ بات سن نجدی مہوت ہو گیا۔ کوئی جواب نہ بن پڑا لیکن اُس نے عورت کا سر منڈوا کر چھوڑا تا کہ اس پر اور اس کے پیروکاروں پر سرور کو نبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ”سر منڈانا اس قوم کی خاص علامت ہوگی“ صادق آجائے۔ (الدرر السیہ ص: ۵۰)

حدیث نمبر ۵

صحابہ کرام کے نزدیک گستاخ رسول منافق اور واجب القتل تھا

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: اَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِالْجَعْفَرَانَةِ مَنصَرَفَةً مِنْ حُنَيْنٍ وَفِي ثَوْبٍ بِلَالٍ فَضْطَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَكْبُضُ مِنْهَا يُعْطِي النَّاسَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ اَعْدِلْ قَالَ: وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَكُنْ اَعْدِلُ؟ لَقَدْ خَبْتُ وَخَسِرْتُ إِنْ لَمْ أَكُنْ اَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: دَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَقْتُلْ هَذَا الْمُنَافِقَ، فَقَالَ: مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ يَتَحَدَّثَ النَّاسُ أَتَى أَقْتُلُ أَصْحَابِي، إِنَّ هَذَا وَأَصْحَابَهُ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنْهُ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ

ترجمہ:- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حنین سے واپسی پر جہرانہ میں تھے۔ آپ کے پاس ایک شخص آیا درآں حال کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں چاندی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے مٹھی بھر بھر کر لوگوں کو دے رہے تھے۔ پس اُس نے کہا اے محمد عدل کیجئے! آپ نے فرمایا تمہیں عذاب ہوا! اگر میں عدل نہیں کروں گا تو اور کون عدل کرے گا! اگر میں عدل نہ کرتا تو تو نا کام اور نامراد رہ جاتا حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ (ﷺ)! اجازت مرحمت فرمائیے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں فرمایا معاذ اللہ

کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ میں اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہوں، یہ شخص اور اس کے اصحاب قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا اور یہ قرآن سے اس طرح صاف نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

﴿مسلم حدیث نمبر ۱۰۶۳ کتاب الزکوٰۃ باب ذکر الخوارج﴾

وہ منافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بھی واجب القتل تھا لیکن آپ ﷺ نے اس لئے اُسے چھوڑ دیا کہ کہیں لوگوں کو مغالطہ نہ لگ جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کو قتل کرتے ہیں کیونکہ بظاہر وہ کلمہ پڑھتا تھا اور نمازی تھا دوسری وجہ یہ تھی کہ ابھی اس کے قتل کا وقت نہیں آیا تھا کیونکہ ابھی اور منافق اس سے پیدا ہونے تھے۔

حدیث نمبر ۶

بے ادبوں کا تعلق قبیلہ بنی تمیم سے ہوگا

اور ان کا سردار کا لے رنگ کا اور منڈا ہوگا

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا - أَنَا ذُو الْخُوَيْصِرَةِ، وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اعْدِلْ فَقَالَ: وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ اَعْدِلْ قَدْ خَبْتُ وَخَسِرْتُ إِنْ لَمْ أَكُنْ اَعْدِلْ فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْذَنْ لِي فِيهِ فَأَضْرِبَ عَنْقَهُ، فَقَالَ: دَعْنِي، فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَخْتَرُ أَحَدَكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ أَيْتَهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ إِحْدَى عَضْدِيَّةٍ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرَاةِ



«أَوْ مِثْلُ الْبُصْبَعَةِ تَدْرُدُّ، وَيَعْرِجُونَ عَلَى حِمَيْنٍ فُرْقَةً مِنَ النَّاسِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ فَأَمَرَ بِذَلِكَ الرَّجُلُ فَالتَمِسَ فَأَتَيْتُ بِهِ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الَّذِي نَعْتُهُ

وفی روایۃ لمسلم: فَلَمَّا قَاتَلَهُمْ عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: انْظُرُوا فَنَظَرُوا فَلَمْ يَجِدُوا شَيْئًا فَقَالَ: ارْجِعُوا فَوَاللَّهِ مَا كَذَبْتُ وَلَا كَذَبْتُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ وَجَدُوهُ فِي خَرِبَةٍ فَأَتَوْا بِهِ حَتَّى وَضَعُوهُ بَيْنَ يَدَيْهِ

وفی روایۃ: فَقَالَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: التَّمِسُوا فِيهِمُ الْمُحَدَجَ فَالتَّمِسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَقَامَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِنَفْسِهِ حَتَّى أَتَى نَاسًا قَدْ قَتَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ قَالَ: أَخْرُؤُهُمْ فَوَجَدُوهُ مِمَّا يَلِكِي الْأَرْضَ فَكَبَّرَ ثُمَّ قَالَ: صَدَقَ اللَّهُ وَبَلَغَ رَسُولُهُ

ترجمہ:- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے اور آپ مال تقسیم فرما رہے تھے پس بنی تمیم کا ایک شخص ذوالخویصرہ نامی آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! انصاف سے کام لو۔ آپ نے فرمایا تیری ثرابی ہو اگر میں انصاف نہ کروں تو اور کون انصاف کرے گا؟ اگر میں انصاف نہ کروں تو ناکام و نامراد رہ جاؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ ﷺ! اجازت مرحمت فرمائیے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں فرمایا جانے دو کیونکہ اس کے کچھ ساتھی ہوں گے کہ تم اپنی نمازوں کے مقابلے میں ان کی نمازوں کو حقیر جانو گے اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے بالمقابل حقیر جانو گے یہ قرآن بہت

پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے شکار سے تیر نکل جاتا ہے۔ ان لوگوں کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا ایک شانہ عورت کے پستان کی طرح ہوگا یا جیسے ہلتے گوشت کا لوتھڑا ہوگا (یعنی جب یہ فرقہ نکلے گا تو ان کا سردار اس شکل کا ہوگا کہ اس کا ایک ہاتھ ہوگا دوسرا نہ ہوگا بلکہ اس کے کندھے پر عورت کے پستان کی طرح گوشت ہوگا۔

﴿مرآۃ ۸۶-۱۹۹﴾

یہ گروہ اُس وقت ظاہر ہوگا جب لوگوں میں تفرقہ ہوگا۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کیا اور میں اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا، وہ مل گیا اور اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا اور میں نے اس شخص کو انہی صفات کے ساتھ پایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کی تھیں۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے قتال کر چکے تو فرمایا اس آدمی کو تلاش کرو اسے ڈھونڈا گیا مگر وہ نہیں ملا، فرمایا اس کو پھر جا کر تلاش کرو، خدا کی قسم نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ مجھے جھوٹ بتایا گیا ہے یہ بات انہوں نے دو تین بار کہی حتیٰ کہ لوگوں نے اُسے ایک کھنڈر میں ڈھونڈ لیا۔ تو اسے لے کر آئے اور آپ کے سامنے رکھ دیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان میں ناقص آدمی کو تلاش کرو اسے ڈھونڈا گیا لیکن وہ نہ ملا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ خود اٹھے اور وہاں گئے جہاں اُن کی لاشیں ایک دوسرے پر پڑی ہوئی تھیں آپ نے فرمایا ان لاشوں کو اٹھاؤ تو اس کو زمین پر لگا ہوا پایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نعرہ کبیر بلند کیا اور کہا: اللہ نے سچ فرمایا اور اس کے رسول ﷺ نے ہم تک صحیح احکام پہنچائے۔



﴿بخاری حدیث نمبر ۲۱۱۰ کتاب المناقب باب علامات النبوة فی الاسلام﴾

﴿مسلم حدیث نمبر ۱۰۶۶، ۱۰۶۵ کتاب الزکوٰۃ باب ذکر الخوارج﴾

﴿مشکوٰۃ ۵۸۹۲ باب المعجزات﴾

اس حدیث سے حضرت ابوسعید خدری اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا عقیدہ علم غیب بھی معلوم ہوا کہ ہمارے آقا نے جو کچھ فرمایا ہے وہ حق سچ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آنے والی نسلوں کی بھی خبر تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتائی ہوئی ساری نشانیاں ہو بہو پوری ہوئیں اور جو عقیدہ باب مدینہ العلم کا وہی ہم اہل سنت کا۔

تیرے منہ سے جو کئی وہ بات ہو کے رہی

اس حدیث میں ذوالخوہصرہ نامی جس گستاخ رسول کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اس میں یہ بھی بیان ہوا کہ وہ قبیلہ بنی تمیم کا آدمی تھا اور آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا گروہ اسی کی نسل سے ہو گا اب عرب کے ایک مستند مؤرخ کا ایک تازہ انکشاف ملاحظہ فرمائیے۔

مفتی مکہ مشہور عرب مؤرخ علامہ احمد بن زینی دحلان مکی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

واصرح من ذلك ان هذا المغرور محمد بن عبد الوهاب من تمیم فیحتمل انه من عقب ذی الخویصرۃ التمیمی الذی جاء فیہ حدیث البخاری عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

اور سب سے زیادہ واضح بات یہ ہے کہ ابن عبد الوهاب نجدی کا سلسلہ نسب بنی تمیم سے ہے اس لئے کچھ بعید نہیں کہ ذوالخوہصرہ تمیمی کی نسل سے ہو جس کے متعلق بخاری شریف کی یہ حدیث ہے۔ ﴿الدرر السنیہ ص ۱۵۱﴾

شیخ القرآن والحدیث مفتی احمد یار خاں صاحب لکھتے ہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کی اجازت اس لئے مانگی کہ وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کر کے مرتد ہو گیا تھا مرتد قاتل قتل ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منع فرمانا اس لئے تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر لوح محفوظ پر ہے حضور ﷺ جانتے ہیں کہ تقدیر الہی یہ ہے کہ اس کی نسل خوارج وہابی پیدا ہوں نیز یہ قتل حضور کا حق تھا جب حضور نے اپنا حق خود ہی چھوڑ دیا تو قتل ختم ہو گیا آج اگر کوئی یہ بکواس کرے تو قتل کیا جائے گا..... دیکھو مرقعات۔

جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے صلح کرنے کے لئے حکم یعنی ثالث مقرر کر لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اپنا حکم مقرر کیا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو تو ان لوگوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں مشرک ہو گئے کیونکہ انہوں نے اللہ کے سوا حاکم مان لیا ہے وہ اس آیت کے انکاری ہو گئے ہیں ﴿إِن الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ﴾ حکم نہیں مگر اللہ کا (سورہ یوسف: ۴۰) ان کی تعداد دس ہزار تھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی فہمائش پر پانچ ہزار ان میں سے توبہ کر گئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پیش فرمائی ﴿فَاتَّبَعُوا حُكْمًا مِنْ أَهْلِهَا وَحُكْمًا مِنْ أَهْلِهَا﴾ ایک منصف (جج) مرد والوں کی طرف سے سمجھو اور منصف عورت والوں کی طرف سے) (سورہ النساء: ۳۵) جب لڑنے والے زوجین اپنے اختلاف کو منانے کے لئے جج و حکم مقرر کر سکتے ہیں تو اگر علی و معاویہ نے حکم مقرر کر لئے تو کیوں کر شرک ہوا اس جواب پر پانچ ہزار توبہ کر گئے باقی پانچ ہزار ذوالفقار حیدری سے فی النار ہوئے ان کے چند آدمی بچے جن کی ذریت آج وہابیوں کی شکل میں ہمارے لئے وبال بنی ہوئی ہے یہ لوگ ہر بات پر شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں یہ شرک کا فتویٰ خوارج سے چلا ہے اب انہوں نے کتابیں شائع کی ہیں جن میں یزید ابن معاویہ کو برحق اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے دیکھو ان کی کتب ”خلافت معاویہ و یزید“ اور ”خلافت رشید ابن رشید“ حضرت امیر المومنین یزید



نَعُوذُ بِاللّٰهِ (اور مودودی کی کتاب ”خلافت و ملوکیت“) ﴿مرآۃ شرح مشکوٰۃ ۸-۱۹۹﴾

خارجی قرآن کی بعض آیات کو مانتے تھے اور بعض کا انکار کرتے تھے جیسا کہ مسلم شریف میں ہے تو ﴿لَا حُكْمَ إِلَّا لِلّٰهِ﴾ حکم نہیں مگر اللہ کا حضرت علی نے فرمایا: (كَلِمَةُ حَقٍّ اُرْسِدَ بِهَا يَاطْلُ) یہ حق بات ہے جس سے باطل کا ارادہ کیا گیا ہے۔ ﴿مسلم شریف حدیث نمبر ۱۰۶۶ کتاب الزکوٰۃ﴾۔

اسی طرح آج کل کے بے ادب نفی والی آیات پڑھیں گے اثبات والی آیات چھوڑ دیں گے حالانکہ علم غیب کی نفی والی آیات سے مراد علم غیب ذاتی کی نفی ہے اور شہوت والی آیات میں علم غیب عطائی کا شہوت ہے ہم اہل سنت کا پورے قرآن پر ایمان ہے۔

اسی طرح بعض آیات میں اختیار کی نفی ہے اور بعض میں شہوت ہے اگر خارجیوں کی طرح صرف ایک قسم کی آیات کو مانا جائے تو اس سے ظاہر ہوگا کہ معاذ اللہ قرآن میں اختلاف ہے حالانکہ قرآن میں اصلاً اختلاف نہیں کیونکہ اگر قرآن میں اختلاف مانا جائے تو وہ اللہ کا کلام نہیں رہتا اس لئے تمام قرآن پر ایمان رکھتے ہوئے ذاتی اور عطائی کا فرق کیا جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ فرمایا ﴿إِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا﴾ ساری عزت اللہ کے لئے ہے۔ ﴿سورۃ النساء آیت ۱۳۹﴾

اگر اس آیت پر ایمان رکھتے ہوئے اگر کوئی کسی کو عزت والا سمجھے تو کیا وہ مشرک ہوگا ہرگز نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے خود دوسروں کے لئے عزت ثابت کی ہے۔

ارشاد فرمایا: ﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے لئے ہے لیکن منافقین کو خبر نہیں۔ ﴿سورۃ المنافقین آیت نمبر ۸﴾

پہلی آیت میں ذاتی عزت کی نفی ہے اور دوسری آیت میں اللہ کی عطا سے دوسروں کے لئے عزت کا شہوت ہے اگر قرآن و حدیث نمبر سمجھنے کے لئے اس اصول کو اور صرف اسی آیت کو پیش نظر رکھا جائے تو تمام اختلاف ختم ہو سکتے ہیں لیکن علامہ اقبال فرماتے

ہیں۔

سمجھ میں نہ تھی تو حیدر آتو سکتا ہے تیرے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہئے  
حدیث نمبر ۷

بے ادب گروہ کی نشانی مسلمانوں کو قتل کرنا اور کافروں کو چھوڑنا

ہے۔ نمازیں اور قرآن بہت پڑھیں گے۔ ان کے ماتھے پر حجاب،

گال پھولے ہوئے، داڑھی گھنی اور سر منڈے ہوئے

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: اَلَا تَاْمُنُوْنِیْ وَاَنَاْ اَمِیْنٌ مِّنْ فِی السَّمَاءِ یَاْتِیْنِیْ خَبْرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً؟ قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَیْنِیْنِ مُشْرِفُ الْوُجْهَتَیْنِ نَاشِزُ الْجَبْہَةِ کَثُّ اللَّحْمِیۃِ مَخْلُوْقِ الرَّأْسِ مُشْمَرُ الْبَازِرِ: فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ اَتَقِی اللّٰہَ فَقَالَ: وَیَلَّکَ اَوَلَسْتُ اَحَقَّ اَهْلَ الْاَرْضِ اَنْ یَّتَقِیَ اللّٰہَ؟ ثُمَّ وَلِی الرَّجُلُ، فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ یَا رَسُولَ اللّٰهِ اَلَا اَصْرَبُ عَنْقَهُ فَقَالَ: لَا لَعَلَّہُ اَنْ یَّکُوْنَ یُصَلِّیْ قَالَ خَالِدٌ: وَکُمْ مِنْ مُّصَلٍّ یَقُوْلُ بِلِسَانِہٖ مَا فِی قَلْبِہٖ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: اِنِّیْ لَمْ اَوْمَرْ اَنْ اَقْبَّ عَنْ قُلُوْبِ النَّاسِ وَلَا اَشَقَّ بَطُوْنَهُمْ قَالَ ثُمَّ نَظَرَ اِلَیْہِ وَهُوَ مُقَفٌّ فَقَالَ: اِنَّہٗ یَخْرُجُ مِنْ ضِلْضِیۃٍ ہَذَا قَوْمٌ یَّکْتُلُوْنَ کِتَابَ اللّٰهِ رَطْبًا لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرُہُمْ، یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّہْمُ مِنَ الرِّمِیۃِ قَالَ اَظُنُّہُ قَالَ: لَیْسَ اَدْرَکْتَهُمْ لَأَقْتُلْنَهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ وَفِی رَوَاۃٍ: یَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَیَدْعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ کَمَا یَمْرُقُ السَّہْمُ مِنَ الرِّمِیۃِ لَیْسَ اَدْرَکْتَهُمْ لَأَقْتُلْنَهُمْ قَتْلَ عَادٍ



ترجمہ:- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم پر اعتراض کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم مجھے امین نہیں قرار دیتے حالانکہ میں اُس کا امین ہوں جو آسمانوں میں ہے۔ میرے پاس صبح وشام آسمانی خبریں آتی ہیں۔ ایک آدمی کھڑا ہوا جس کی دونوں آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں اور دونوں گال پھولے ہوئے تھے، پیشانی اُبھری ہوئی تھی، داڑھی گھٹی، سر منڈا ہوا تھا اور تہہ بند پنڈلیوں سے اونچا تھا، اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے ڈریے! آپ نے فرمایا: تجھے عذاب ہو، کیا روئے زمین پر میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا سب سے زیادہ حقدار نہیں ہوں؟ پھر وہ شخص پشت پھیر کر چل دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید وہ نمازی ہو! حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: کتنے ہی نمازی ایسے ہیں جو ایسی باتیں کہتے ہیں جو اُن کے دل میں نہیں ہوتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس کا مکلف نہیں کیا گیا کہ میں لوگوں کے دل چیر کر دیکھوں یا اُن کے پیٹ پھاڑ کر دیکھوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی طرف دیکھا اور وہ پیٹھ پھیر کر جا رہا تھا اور فرمایا: اس کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کو بڑے مزے سے پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نہیں اترے گا اور وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں ان کو پالیتا تو قوم خود کی طرح قتل کر دیتا۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور کافروں کو چھوڑیں گے۔ اگر میں ان لوگوں کو (یعنی ان کا زمانہ) پالیتا تو قوم عادی طرح ان کو قتل کر ڈالتا۔

﴿بخاری حدیث نمبر ۲۳۵۱ کتاب المعازی باب بعث علی بن ابی طالب﴾

﴿مسلم حدیث نمبر ۱۰۶۲ کتاب الزکوٰۃ باب ذکر الخوارج﴾

﴿مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۱۹۳ باب المعجزات﴾

اس حدیث میں فرمایا گیا کہ ”لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور کافروں کو چھوڑیں گے“، یعنی مسلمانوں کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ وہ اس کا حل یہ نکالیں گے کہ پہلے وہ مسلمانوں پر شرک و کفر کا فتویٰ صادر کریں گے اور پھر اُن کے قتل کو باعثِ ثواب سمجھیں گے اور جن کو وہ بزمِ خویشِ مشرک سمجھیں گے۔ وہ مشرک نہیں ہوں گے اور قاتلین اپنے دل کو یہ کہہ کر تسلی دیں گے کہ ہم تو مشرکوں کو قتل کر رہے ہیں۔ مقتولین ہی درحقیقت سچے مسلمان ہوں گے۔

مفتی احمد یار خاں صاحب لکھتے ہیں کہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یعنی جیسے قوم عادِ تباہ کی گئی کہ ان کا ایک فرد بھی نہ بچا ایسے ہی میں انہیں قتل کرتا۔ ان کا ایک فرد بھی باقی نہ رہتا۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو قتل نہ کرنے دیا۔ اس کی ذریت کے قتل کے متعلق فرمایا کیونکہ ابھی یہ شخص مسلمانوں کے مقابل نہ آیا تھا۔ اس کی ذریت طاقت حاصل کر کے سلطانِ اسلام کے مقابل آئے گی، اس لئے اس وقت قتل کی مستحق ہوگی۔ یہ کام حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ نے کیا۔ ﴿مرآۃ ۸۶-۲۰۱﴾

محمد انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں کہ

محمد بن عبد الوہاب نجدی پلید شخص تھا، کم علم تھا، اور بہت جلد کفر کا حکم لگاتا تھا حالانکہ تکفیر اس شخص کو کرنی چاہئے جس کا علم بہت پختہ ہو اور وہ حاضر دماغ ہو اور کفر کی وجوہ اور اس کے اسباب کا جاننے والا ہو۔ ﴿فیض الباری شرح بخاری جلد ۱ ص ۱۷۱﴾

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں کہ

بارہویں صدی ہجری میں محمد بن عبد الوہاب نجدی کا ظہور ہوا۔ اس کا عقیدہ یہ تھا کہ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرنا اور ان سے شفاعت طلب کرنا شرک ہے اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے، وہ کافر ہے اور اس کو قتل کرنا مباح ہے۔



چنانچہ محمد بن عبد الوہاب نجدی لکھتے ہیں کہ

وعرفت ان اقرارهم بتوحيد الربوبية لم يدخلهم في الاسلام  
وان قصدهم الملائكة والانباء أو الأولياء يريدون شفاعتهم،  
والتقرب إلى الله بذلك: هو الذي احل دمانهم واموالهم -

﴿كشف الشبهات ص ۹﴾

تم یہ جان چکے ہو کہ لوگ اللہ کی ربوبیت کا اقرار کرنے کے باوجود اسلام میں داخل  
نہیں ہوتے اور فرشتوں اور نبیوں سے شفاعت کا ارادہ کرنے سے اور ان کے توسل سے  
اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی وجہ سے ان کو قتل کرنا اور ان کا مال لوٹنا حلال ہو گیا ہے۔

﴿شرح مسلم سعیدی جلد ۷ ص ۲۳۴، تبیان القرآن جلد ۲ ص ۶۲﴾

حدیث ۸

بے ادب گروہ قرآن و حدیث کی طرف بلائے گا

لیکن قرآن و حدیث سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوگا

اور یہ لوگ ساری مخلوق سے بدتر ہیں

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى  
الله عليه وآله وسلم: سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي اخْتِلَافٌ وَفُرْقَةٌ قَوْمٌ يُحْسِنُونَ  
الْقَوْلَ وَيُسَمُّونَ الْفِعْلَ، يَكْفُرُونَ الْقُرْآنَ لَا يَجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمُرُّونَ  
مِنَ الدِّينِ مَرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَةِ لَا يَرْجِعُونَ حَتَّى يَرْتَدَّ عَلَى فَوْقِهِ،  
هُمْ شَرُّ النَّاسِ وَالْخُلَفَاءُ طُوبَى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتْلُوهُ يَدْعُونَ إِلَى كِتَابِ  
اللَّهِ وَلَكُسُوفًا مِنْهُ فِي شَيْءٍ مَنْ قَاتَلَهُمْ كَانَ أَوْلَى بِاللَّهِ تَعَالَى مِنْهُمْ قَالُوا  
يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا سَيَمَّاهُمْ؟ قَالَ التَّحْلِيْقُ

ترجمہ:- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم نے فرمایا: میری امت میں بڑا اختلاف وافتراق ہوگا۔ ایک قوم ہوگی جو کلام اچھا  
کرے گی اور کام بُرے کرے گی۔ وہ قرآن مجید پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے  
نہیں اترے گا اور وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکلتا ہے  
اور پھر وہ دین میں واپس نہیں آئیں گے جب تک تیر اپنی جگہ پر واپس نہ لوٹ آئے۔ وہ  
تمام انسانوں اور تمام مخلوق میں بدتر ہیں۔ خوشخبری ہے اُسے جو ان لوگوں کو قتل کرے اور  
اسے جس کو وہ لوگ قتل کریں۔ وہ کتاب اللہ کی طرف بلائیں گے اور کتاب سے ان کا  
کوئی تعلق نہ ہوگا۔ جو ان سے جنگ کرے گا وہ خدا کا مقرب ترین بندہ ہوگا۔ صحابہ  
کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ان کی خاص پہچان کیا ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سر  
منڈانا۔

﴿ابوداؤد حدیث نمبر ۴۷۱۵ کتاب السنہ باب فی قتال الخوارج﴾

﴿مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۵۴۲ کتاب القصاص باب قتل اہل الردۃ﴾

مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

جو پختہ خارجی ہو گئے تھے وہ شمشیر حیدری سے نہ تیغ ہوئے بقیہ تتر بتر ہو گئے مگر  
دوبارہ اسلام میں نہ آئے جو پانچ ہزار حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا وعظ سن کر توبہ کر گئے۔  
وہ پختہ خارجی نہ ہوئے تھے بلکہ خوارج کے بہکانے سے وہم و شبہات میں پڑ گئے تھے  
۔ لہذا یہ حدیث بالکل واضح ہے۔ یا تو خلق سے مراد انسان اور خلیقہ سے مراد جانور ہیں یا  
دونوں ہم معنی ہیں تاکید اور لفظ ارشاد ہوئے۔ معلوم ہوا کہ بے دین تمام مخلوق سے بدتر  
ہے حتیٰ کہ کتے سوار اور گدھے سے بھی۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿أُولَٰئِكَ هُمُ شَرُّ  
الْبَرِيَّةِ﴾ وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں۔ (سورۃ البینہ: ۶) جیسے کہ مومن کامل تمام مخلوق  
حتیٰ کہ فرشتوں سے بھی اعلیٰ ہے۔ ﴿مرآۃ ۵-۲۶۹﴾



## بے ادب ٹولہ ہر دور میں موجود رہے گا اور آخر میں دجال کے ساتھ مل جائے گا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال : اُتِیَ رَسُولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِمَالٍ فَفَقَسَمَهُ فَأَعْطَى مَنْ عَنْ يَمِينِهِ وَمَنْ عَنْ شِمَالِهِ وَكُلُّهُ يُقَطُّ مَنْ وَرَاءَهُ شَيْئًا فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ وَرَائِهِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَا عَدَلْتَ فِي الْقِسْمَةِ رَجُلٌ أَسْوَدُ مَظْمُومٌ الشَّعْرُ عَلَيْهِ ثُوبَانِ أَبْيَضَانِ فَغَضِبَ رَسُولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غَضَبًا شَدِيدًا وَقَالَ وَاللَّهِ لَا تَجِدُونَ بَعْدِي رَجُلًا هُوَ أَعْدَلُ مِنِّي ثُمَّ قَالَ: يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَانُوا هَذَا مِنْهُمْ يَفَرُّونَ وَالْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ سَبِيحًا هُمْ التَّخْلِيقُ لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ فَإِذَا لَقِيْتُمُوهُمْ فَأَقْتُلُوهُمْ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلْقِ

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ مال لایا گیا۔ آپ نے وہ مال تقسیم فرمایا۔ اپنے دائیں بائیں والوں کو دیا اور اپنے پیچھے والوں کو کچھ نہ دیا۔ آپ کے پیچھے سے ایک شخص جس کا رنگ کالا، بال منڈے ہوئے اور لباس سفید تھا، کھڑا ہوا اور بولا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے تقسیم میں انصاف نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت ناراض ہوئے اور فرمایا: تم لوگ میرے سوا مجھ سے زیادہ عادل شخص کوئی نہ پاؤ گے پھر فرمایا: آخر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی، شاید یہ بھی اُن میں سے ہو۔ وہ قرآن بہت پڑھیں گے لیکن قرآن اُن کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔ وہ دین اسلام سے اس طرح خارج ہو جائیں گے جیسے تیر شکار

سے نکل جاتا ہے۔ ان کی علامت سر منڈانا ہے، یہ نکلے ہی رہیں گے حتیٰ کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔ جب تم ان سے ملو تو تم انہیں قتل کرو اور جان لو کہ یہ بدترین مخلوق ہیں۔

﴿نسائی حدیث نمبر ۴۱۱۴ کتاب التحريم باب من شہر سيفه﴾

﴿مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۵۵۳ کتاب الفصا ص باب قتل اهل الردۃ﴾

حدیث نمبر ۱۰

## بے ادبوں کے پاس علم تو ہوگا لیکن عقل نہ ہوگی

عن علی رضی اللہ عنہ قال : سَمِعْتُ رَسُولَ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: سَخِرَ جُرْجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَشْيَانِ سُفَهَاءُ الْأَخْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَفَرُّونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ فَإِذَا لَقِيْتُمُوهُمْ فَأَقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ عِنْدَ اللہِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ:- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اخیر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی جو کم عمر اور کم عقل ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث بیان کریں گے، قرآن مجید کو پڑھیں گے اور وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا اور دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکلتا ہے اور جب تم ان سے ملاقات کرو تو ان کو قتل کرنا کیونکہ جو اُن سے جنگ کریگا اور اُن کو قتل کریگا۔ قیامت کے دن اُس کو اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر ملے گا۔

﴿مسلم حدیث نمبر ۱۰۶۶ کتاب الزکوٰۃ باب ذکر الخوارج۔ بخاری

حدیث نمبر ۶۹۳۰ کتاب استنابة المرتدين باب قتل الخوارج۔ مشکوٰۃ



حدیث نمبر ۳۵۳۵ کتاب القصاص باب قتل اہل الردۃ  
معلوم ہوا کہ غوراج، باغی اور مرتد کا قتل جائز ہی نہیں بلکہ کارثواب بھی ہے۔ مگر یہ  
قتل بادشاہ اسلام کرے گا نہ کہ عام مسلمان۔ ﴿مرآۃ ۲۶۳/۵۶﴾  
حدیث نمبر ۱۱

### قرن الشیطان کا ظہور اور اس کے قتل کا حکم

عن انس رضی اللہ عنہ قال : کان فی عہدِ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجلٌ یُعْجِبُنَا تَعَبُّدُهُ وَاجْتِهَادُهُ فَذَكَرْنَا لَهُ رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِاسْمِهِ فَلَمْ یَعْرِفْهُ وَوَصَفْنَا لَهُ بِصِفَتِهِ فَلَمْ یَعْرِفْهُ فَبَيْنَمَا نَحْنُ نَذْكُرُهُ إِذْ طَلَعَ الرَّجُلُ قُلْنَا هَا هُوَ ذَا قَالَ اذْكُمْ لَتُعْبِرُونَنِي عَنْ رَجُلٍ اِنَّ عَلٰی وَجْهِهِ سَفْعَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاَقْبَلْتُ حَتَّى وَقَفَ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُسَلِّمْ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَشَدُّ تُكَ بِاللَّهِ اَحَدْتُ نَفْسَكَ اِنِّمَا اَنْتَ لَيْسَ فِی الْقَوْمِ رَجُلٌ اَفْضَلُ مِنْكَ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ دَخَلَ يُصَلِّي فَقَالَ رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ یَقْتُلُ الرَّجُلَ فَقَالَ اَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللہ عَنْهُ اَنَا فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَوَجَدَهُ قَائِمًا یُصَلِّي فَقَالَ سُبْحَانَ اللہ ! اَقْتُلْ رَجُلًا یُصَلِّي وَقَدْ نَهٰی رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنْ قَتْلِ الْمُصَلِّیْنَ فَخَرَجَ فَقَالَ رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : مَا فَعَلْتَ قَالَ كَرِهْتُ اَنْ اُكْتَلَهُ وَهُوَ یُصَلِّي وَقَدْ نَهٰی عَنْ قَتْلِ الْمُصَلِّیْنَ فَقَالَ رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ یَقْتُلُ الرَّجُلَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللہ عَنْهُ اَنَا فَدَخَلَ فَوَجَدَهُ وَاَضِعًا وَجْهَهُ فَقَالَ اَبُو بَكْرٍ اَفْضَلُ مِنِّیْ فَخَرَجَ فَقَالَ رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَا قَالَ وَجَدْتُهُ وَاَضِعًا وَجْهَهُ فَكَرِهْتُ اَنْ

اُكْتَلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ یَقْتُلُ الرَّجُلَ فَقَالَ عَلٰی رَضِيَ اللہ عَنْهُ اَنَا قَالَ اَنْتَ اِنْ اُذِرْکَہُ فَدَخَلَ عَلَیْیَ فَوَجَدَهُ قَدْ خَرَجَ فَخَرَجَ اِلَیْ رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ مَا قَالَ وَجَدْتُهُ قَدْ خَرَجَ قَالَ لَوْ قُتِلَ مَا اخْتَلَفَ فِیْ اُمَّتِیْ رَجُلَانِ کَانَ اَوَّلُهُمْ وَاٰخِرُهُمْ وَفِیْ رَوَايَ هَذَا اَوَّلُ قَرْيَةٍ مِنَ الشَّيْطَانِ طَلَعَ فِیْ اُمَّتِیْ اَمَّا اِذْکُمْ لَوْ قَتَلْتُمُوْهُ مَا اخْتَلَفَ مِنْکُمْ رَجُلَانِ

ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک آدمی تھا کہ ہم اس کی عبادت اور اجتہاد کو پسند کرتے تھے۔ ہم نے اس کا نام لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو نہیں پہچانا۔ ہم نے اس کی صفت بیان کی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے نہ پہچانا۔ ہم اس کا تذکرہ کر رہے تھے کہ اسی دوران اچانک وہ سامنے آ گیا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ہے وہ آدمی جس کا ہم ذکر کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم مجھے اس شخص کے متعلق بتا رہے ہو جس کے چہرے پر میں سیاہ شیطانی دھبہ دیکھتا ہوں۔ وہ آیا صحابہ کرام کے پاس کھڑا ہوا اور اس نے سلام نہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کیا تو ابھی دل میں کہہ رہا تھا کہ قوم میں تجھ سے افضل کوئی انسان نہیں ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ پھر وہ مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھنا شروع کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو اس کو قتل کرے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں قتل کروں گا۔ جب آپ اس کے پاس گئے تو آپ نے اس کو حالت قیام میں پایا۔ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! میں نمازی کو قتل کروں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازیوں کے قتل سے منع فرمایا ہے۔ وہ باہر نکلتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے کیا کیا؟ انہوں نے عرض کی: میں نے اُسے حالت نماز میں قتل کرنا پسند نہیں کیا کیونکہ



آپ نے نمازیوں کے قتل سے منع فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو اس کو قتل کرے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں قتل کروں گا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے تو آپ نے اس کو حالت سجدہ میں پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابوبکر مجھ سے افضل تھے۔ وہ باہر نکلے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے کیا کیا؟ انہوں نے عرض کی: میں نے اسے حالت سجدہ میں پایا اور اس کے قتل کو ناپسند کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو اس کو قتل کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں قتل کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم ضرور اس کو قتل کر دو گے اگر تم اس کو پالو۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے تو وہ جا چکا تھا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف واپس آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو نے کیا کیا؟ عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! میرے وہاں بچنے تک وہ جا چکا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آج اگر وہ قتل کر دیا جاتا تو میری امت میں دو آدمیوں میں بھی اختلاف نہ ہوتا۔ میری امت کے جملہ فتنہ پردازوں میں سے یہ پہلا اور آخری شخص ثابت ہوتا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ یہ پہلا شیطان کا سینگ ہے جو میری امت میں نکلا۔ اگر تم اس کو قتل کر دیتے تو تم میں سے دو شخصوں کا بھی آپس میں اختلاف نہ ہوتا۔

اس حدیث کو ناصر الدین البانی غیر مقلد نے اپنی کتاب ”سلسلة الاحاد بیث الصحیحہ“ میں صحیح قرار دیا ہے۔

مزید دیکھیں: حدیث نمبر ۲۴۹۵۔ اور مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۱۸۶۴ جلد ۱۰ ص ۱۵۵۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۱۷۱ عربی۔ اخرج ابو شیبہ و ابو یعلیٰ جلد ۱ ص ۹۰ والبزار والبیہقی

اس حدیث سے بہت سے فوائد حاصل ہوئے:

﴿:﴾ ایک یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دلوں کے حالات سے باخبر ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بے ادب کے دل کی بات بتادی اور اس نے اس کا اقرار بھی کیا۔

﴿:﴾ دوسرا یہ کہ کوئی عبادت تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر قبول نہیں اور جو عبادت عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خالی ہو اُس سے چہرہ پر نور نہیں ہو سکتا۔  
﴿:﴾ تیسرا یہ کہ جو اپنے آپ کو نبی کی مثل بتائے یا جو اپنے آپ کو صحابہ سے یا نبی سے افضل سمجھے وہ قرن الشیطان ہے۔

﴿:﴾ چوتھا یہ کہ گستاخ رسول واجب القتل ہے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے قتل حکم دے دیا اگرچہ تقدیر الہی یہ تھی کہ وہ ابھی قتل نہ ہوتا کہ اس کی ذریت ظاہر ہو سکے اور اگر وہ قتل ہو جاتا تو گستاخ رسول پیدا نہ ہوتے اور دوزخ خالی رہ جاتی۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تلاش کا حکم نہیں دیا۔ صحابہ کرام کو گستاخ رسول کا حکم بتا دیا کہ ان کے کلمہ، نماز، روزہ اور عبادت کو نہ دیکھنا ان کے عقیدہ کو دیکھنا جب گستاخ رسول واجب القتل ہے تو اس سے پیار و محبت دوستی رکھنا اور اس کو نماز میں امام بنانا اور ان کے ساتھ کھانا پینا ان کو سلام کرنا اور ان سے شادی بیاہ کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ ان کے لاکھ سجدے بھی کام آ نہیں سکتے عظمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قلب جس کا خالی ہے۔

مولانا جلال الدین روم فرماتے ہیں:

دور شوازا اختلاط یارب بد بدتر بود از مارب بد

مار بد تنہا ہمیں برا جاں زندہ یارب بد بر جان و برایماں زندہ

ترجمہ:- بد مذہب دوست کے میل جول سے دور رہ کہ بد مذہب دوست زہریلے سانپ سے بھی زیادہ بُرا ہے۔ بُرا سانپ صرف جان پر حملہ کرتا ہے لیکن بد عقیدہ دوست جان و ایمان دونوں پر حملہ آور ہوتا ہے۔ ﴿مثنوی شریف﴾



حدیث نمبر ۱۲

## بے ادبوں کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی لیکن دل بھیڑیوں کی طرح ہونگے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم: یُخْرِجُ فِی آخِرِ الزَّمَانِ رَجُلًا یُحْتَلُونَ الدُّنْیَا بِالذِّہْنِ یُكْبَسُونَ لِلنَّاسِ جُلُودَ الضَّأْنِ مِنَ الرِّثْنِ أَلْسِنَتُهُمْ أَمْحَلَى مِنَ السُّكَّرِ (أَمْحَلَى مِنَ الْعَسَلِ) وَقُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الذِّنَابِ یَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَبِی یُخْتَرُونَ اَمْ عَلٰی یُخْتَرُونَ؟ فِیْہِ حَلَقَتْ لَاجَعَتْنِ عَلٰی اُولٰئِكَ مِنْہُمْ فِتْنَةٌ تَدْعُ الْحَلِیْمُ مِنْہُمْ حَمْرًا

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آخر زمانہ میں کچھ لوگ ظاہر ہوں گے جو دھوکہ فریب کے ساتھ دین کے ذریعے دنیا کمائیں گے، لوگوں کو نرمی دکھانے کے لئے بھیڑ کی کھال پہنیں گے! ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی اور ایک روایت میں ہے کہ شہد سے زیادہ میٹھی ہوں گی اور ان کے دل بھیڑیوں کے سے ہونگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا تم میرے ساتھ دھوکہ کرتے ہو یا مجھ پر جرات کرتے ہو؟ مجھے اپنی ہی قسم ہے کہ میں ان لوگوں پر ان ہی میں سے ضرور فتنہ بھیجوں گا جو ان میں سے بردبار کو بھی حیران و پریشان کر دے گا۔

﴿ترمذی ۲۴۰۴ مشکوٰۃ ۵۳۲۳ کتاب الرقاق باب الریاء﴾

مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

آج کل یہ دونوں باتیں بد مذہبوں خصوصاً مرزائیوں، وہابیوں میں بہت دیکھی جاتی ہیں یہ لوگ زبان کے بہت میٹھے ہوتے ہیں، دلوں میں کفر و بے دینی کا زہر ہوتا ہے بعض سانپ بہت ہی خوبصورت ہوتے ہیں مگر بڑے زہریلے ان کو دور ہی سے دیکھو

قریب نہ جاؤ۔

یعنی اس جرم کی سزا آخرت میں جو ملے گی سولے گی۔ دنیا میں یہ سزا ملے گی کہ ایسے لوگوں پر ظالم بادشاہ مسلط ہوں گے یا قوم میں خون خرابے اور فساد برپا ہوں گے یا عام قحط سالی، عام وبائی بیماریاں پھیلیں گی جس سے بڑے حوصلے والے لوگ بھی حیران ہو جائیں گے۔ ﴿مرآۃ ۷-۱۳۳﴾

حدیث نمبر ۱۳

## کفار کے متعلق نازل شدہ آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کرنا بے ادبوں کی واضح نشانی ہے

وَكَانَ بَنُ عُمَرَ يَرَاهُمُ شِرَكَاءَ خَلَقَ اللّٰهُ وَقَالَ: اِنَّهُمْ اُتْلَقُوا اِلٰی اٰیَاتِ ذٰلِكَ فِی الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلٰی الْمُؤْمِنِیْنَ  
ترجمہ:- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں کو بدترین مخلوق سمجھتے تھے اور فرمایا یہ لوگ کفار کے حق میں نازل شدہ آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔

﴿بخاری حدیث نمبر ۶۹۳۰ کتاب استنباط المرتدین باب قتل الخوارج﴾

یہ نشانی اتنی واضح ہے کہ جس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ ان کی کوئی کتاب اٹھا کر دیکھ لو یا کوئی تقریر سن کر دیکھ لو سب میں کفار اور بتوں کے متعلق نازل شدہ آیات مسلمانوں پر چسپاں ہونگی اور انبیاء اور اولیاء کو من و دون اللہ قرار دیا گیا ہوگا حالانکہ من دون اللہ سے مراد بت ہیں۔



## تبصرہ

ان حدیثوں پر مختصر تبصرہ اور تجزیہ

بخاری شریف کے مترجم فاضل شبیر عالم نبیل مولانا عبد الحکیم خاں اختر شاہجہانپوری کی زباں سے لکھتے ہیں: معلوم ہوا کہ بارگاہ رسالت میں اتنی جرأت کرنے والا شخص بھی واجب القتل تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رعایت برقی اور اُس کو قتل کرنے کی اجازت نہ دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چونکہ قیامت تک کے حالات و واقعات بھی کف دست کی طرح نظر آتے رہتے تھے لہذا انہیں خدا داد معجزانہ نگاہوں سے دیکھ کر صحابہ کرام کو بتایا کہ اس شخص کی سگت یعنی ذریت قیامت تک مختلف رنگوں میں منظر عام پر آتی رہے گی۔ یہ مسلمانوں میں خدائی فوج دار اور سرکاری نمبردار بن کر رہیں گے۔ اور غیر مسلموں کے ایجنٹ اور راز دار ہوں گے۔ مختلف احادیث میں انکی کافی نشانیاں بتائی گئی ہیں جبکہ احادیث مطہرہ میں انکے ظاہر و باطن کا حال یوں مذکور ہوا ہے۔

(۱)..... ان کے اکثر لوگ نمازی ہوں گے اور نمازیں بھی خوب بنا سنوار کر پڑھیں گے جس کے باعث اصلی اور قدیمی مسلمان اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں حقیر جانیں گے۔

(۲)..... نمازوں جیسا ہی حال ان کے اور اصلی مسلمانوں کے روزوں کے درمیان ہوگا۔

(۳)..... اصلی اور قدیم مسلمانوں کی نسبت قرآن کی تلاوت یہ لوگ بہت زیادہ کریں گے۔

(۴)..... قرآن مجید کا ان کی زبانوں پر تو بہت ورد ہوگا لیکن اُس کا اُن کے دلوں

پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ ملت ذوالخویصرہ کے حلق سے نیچے اترنے نہیں پائے گا۔

(۵)..... وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیرشکار سے پار نکل جاتا ہے۔

یہ باتیں ہر کسی کو عجیب معلوم ہوں گی کہ نماز روزہ اور دیگر عبادات میں امتیازی شان رکھنے کے باوجود وہ دین سے نکلے ہوئے کیوں قرار پائے؟ اصل میں اُن کے دین سے نکلنے کی وجہ یہ ہوگی کہ وہ توہین و تنقیص رسالت کی بیماری میں مبتلا ہوں گے جس کے باعث ایک جانب آدمی ایمان کی دولت سے محروم ہو جاتا ہے تو دوسری طرف اُس کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں لہذا ضائع شدہ اعمال و عبادات کا ظاہری حسن و جمال اس صورت میں انسان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

(۶)..... دین میں واپس نہیں آئیں گے جیسے کمان سے نکلا ہوا تیر واپس نہیں آتا۔ اسی طرح وہ اسلام کے ٹھیکیدار بننے والے دین میں واپس نہیں آئیں گے۔ جب کہ وہ مسلمان کہلائیں گے، مسلمانوں ہی میں شمار کئے جائیں گے بلکہ ظاہری اعمال و عبادت کے لحاظ سے وہ بڑے پکے مسلمان نظر آئیں گے۔ اُن کا دین میں واپس نہ آنا کس وجہ سے ہے؟ بات درحقیقت یہ ہے کہ وہ بعض غلط عقائد و نظریات اور خصوصاً توہین رسالت کے باعث اپنی ایمانی دولت ضائع کر چکے ہوں گے جن کے باعث اُن کے بظاہر خوشناما اعمال ﴿اِنَّ تَحْبَطُ اَعْمَالُكُمْ﴾ کی خدائی وعید کے تحت ضائع ہو جاتے ہیں جس کے باعث وہ شمار میں نہیں آئیں گے اور اُن پر اخروی ثواب مرتب نہیں ہوگا جیسے غیر مسلموں کے نیک اعمال پر آخرت میں ثواب مرتب نہیں ہوگا۔

(۷)..... آپ نے اُن کی یہ خصلت بھی بتائی کہ ﴿يَكْتُلُونَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ﴾ وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے۔ مسلمان کہلانے کے باوجود وہ اپنے ہاتھوں کو اصلی مسلمانوں کے خون سے رنگیں کیوں کریں گے؟ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ اصلی اور قدیمی مسلمان اُن کی نگاہوں میں سرے سے مسلمان ہی نہیں ہوں گے جس کے باعث انہیں قتل کرنے کو یہ اعلیٰ درجہ کی نیکی شمار کریں گے اور جس جگہ انہیں تسلط حاصل ہو جائے گا۔



وہاں اصلی اور قدیمی مسلمانوں کے لئے یہ بلائے ناگہانی ثابت ہوں گے اور اُن پر قیامت قائم کر دیں گے۔ دنیا میں اُنکے غیظ و غضب کا نشانہ صرف اصلی مسلمان ہی ہونگے۔

(۸).....فرمان رسالت ہے کہ (يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدْعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ) وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر شرک سے نفرت کے باعث مسلمانوں کو قتل کرتے تو بت پرستوں کو نظر انداز نہ کرتے لیکن درحقیقت اصل اسلام و مسلمین کی دشمنی اُن کے ہر رگ و ریشے میں سماؤ ہوئی ہوگی۔ جس کے باعث اصلی مسلمانوں سے ہمیشہ محاذ آرائی رکھیں گے۔ اُن پر رات دن طرح طرح کے الزامات عائد کرتے رہیں گے اور اُن کے راستوں میں کانٹے بچھانے میں کبھی کسی کوتاہی کے مرتکب نہیں ہوں گے لیکن بت پرستوں کے اس طرح یا ر اور غم خوار بن کر رہیں گے کہ اُن کے گلے کا ہار اور گاندھویت کے علمبردار نظر آئیں گے۔

(۹).....حدیث میں حکم دیا گیا ہے کہ انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کر دو کیونکہ اُن کے قاتل کو روز قیامت ثواب ملے گا۔ معلوم ہوا کہ وہ گستاخ رسول ہوں گے کیونکہ گستاخ رسول کے سوا اور کسی کو قتل کرنے کی عام اجازت نہیں ہے۔

(۱۰).....اگر میں انہیں پاؤں تو قوم شمود کی طرح قتل کر ڈالوں؟ آخر آپ نے انہیں قتل کرنے کے لئے کیوں فرمایا؟ جبکہ وہ تو کلمہ گو ہوں گے۔ نماز روزے سے اصلی مسلمانوں سے کئی قدم آگے ہوں گے قرآن کریم زیادہ پڑھ رہے ہوں گے۔ دریں حالات منبر و محراب کی زینت ثابت ہونے والے اُن مسلمانوں کو آپ نے قوم شمود کی طرح قتل کر دینے کے متعلق کیوں فرمایا۔ اسی بات پر ٹھنڈے دل سے غور کر لیا جائے تو اس سلسلے کی بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔

﴿وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾

حدیث نمبر ۱۴

مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی کہنا بھی

بے ادب گروہ کی نشانی ہے

عن حذيفة بن اليمان رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ( إِنَّ مِمَّا اتَّخَذَ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ قَرَأَ الْقُرْآنَ حَتَّى إِذَا رُوِيَ عَنْهُ بَهَجَتْهُ عَلَيْهِ وَكَانَ رَدَاءُ الْإِسْلَامِ اغْتِرَاةً إِلَى مَا شَاءَ اللَّهُ أَسْلَخَ مِنْهُ وَتَبَذَهُ وَرَأَى ظَهْرَهُ وَسَعَى عَلَى جَارِهِ بِالسَّيْفِ وَرَمَاهُ بِالشِّرْكِ ) قَالَ: قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَيُّهُمَا أَوْلَى بِالشِّرْكِ الْمَزْمِيُّ أَوِ الرَّامِيُّ؟ قَالَ ( بَلِ الرَّامِيُّ )

ترجمہ:- حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک مجھے تم پر ایک ایسے شخص کا خوف ہے جو اتنا قرآن پڑھے گا کہ اس کے چہرے پر قرآن کی رونق بھی نظر آنے لگے گی اُس کا اوڑھنا بچھونا بھی اسلام بن جائے گا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا اس کو یہ حالت لاحق رہے گی پھر اس سے یہ حالت چھین جائے گی اور وہ شخص قرآن حکیم اور اسلام کو پس پشت ڈال کر اپنے پڑوسیوں پر شرک کا فتویٰ صادر کر کے اُن سے جنگ کرے گا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ)! ان دونوں میں سے شرک کا حق دار کون ہوگا جن پر شرک کا فتویٰ لگے گا وہ، یا شرک کا فتویٰ صادر کرنے والا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلکہ شرک کا فتویٰ صادر کرنے والا ہی شرک کا حق دار ہوگا۔ مسند ابویعلیٰ امام احمد بن حنبل اور بخاری بن معین نے اس کی توثیق کی ہے۔



سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ میں ناصر الدین البانی غیر مقلد نے اس کو صحیح قرار دیا ہے دیکھو

حدیث 3201

یہ بات بڑی قابل غور ہے کہ شرک کا فتویٰ لگانے والا خود کیوں مشرک ہو جائے گا۔ اس لئے کہ جس بات کو وہ شرک کہے گا حقیقت میں وہ شرک نہیں ہوگی تو اس کا فتویٰ اسی پہ لوٹ آئے گا جیسا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں ”دور سے یا رسول اللہ کہنا شرک ہے، وفات شدگان بزرگوں کو مدد کے لئے پکارنا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت طلب کرنا، ان کا وسیلہ اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنا، انہیں اللہ کی عطا سے مشکل کشا اور حاضر و ناظر سمجھنا اور کسی کو داتا سمجھنا بھی شرک ہے حالانکہ ان میں سے کوئی بات بھی شرک نہیں ہے کیونکہ یہ سب باتیں قرآن وحدیث اور صحابہ اور بزرگان دین کے عمل سے ثابت ہیں۔ ایک آدمی نے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشکل کشا سمجھنا شرک ہے اس لئے کہ مشکل کشا اللہ ہے۔

میں نے کہا: تو پھر کسی کو حکیم، شہید، وکیل، کفیل یا مولانا کہنا بھی شرک ہوگا کیونکہ حکیم، شہید، وکیل، کفیل اور مولانا بھی تو اللہ تعالیٰ ہے۔

جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ﴿سورة النساء ۳۳﴾

بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر شہید ہے

وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿سورة النساء ۱۱﴾

اور اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے:

وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ﴿سورة الانعام ۱۰۲﴾

اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر وکیل ہے:

وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ﴿سورة النحل ۹۱﴾

اور تم نے اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کو کفیل بنایا ہے:

اَلَمْ تَوْفِّرْنَا فَالْصُّرُنَا عَلَى الْكُفْرَيْنِ ﴿سورة البقرة ۲۸۶﴾

اے اللہ تو ہمارا مولا ہے، کافر قوم پر ہماری مدد فرما۔

تم جو اسماعیل دہلوی اور احسان الہی ظہیر کو شہید اور اشرف علی تھانوی کو حکیم الامت کہتے ہو اور سیالکوٹ کے ایک اہل حدیث کو حکیم صادق کہتے ہو اور اپنے عالم کو مولانا کہتے ہو اور عدالتوں میں اپنے اور جج کے درمیان وسیلہ بننے والے کو وکیل کہتے ہو اور سعودی عرب میں کوئی غیر ملکی کفیل کے بغیر نہیں رہ سکتا تو کیا ان کو خدا سمجھتے ہو یا خدا کا شریک سمجھتے ہو کیا آپ کی منطق کے مطابق جہان میں کوئی آدمی مسلمان رہ سکتا ہے؟ بلکہ کسی کو زندہ سمجھنا یا سننے والا یاد کیمنے والا سمجھنا بھی شرک ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی وقیوم ہے اور سمیع و بصیر ہے اگر اپنی توحید پہچانی ہے تو سب کو مردہ اندھا اور بہرہ سمجھو ورنہ شرک ہو جائے گا۔

یہ سب دلائل سن کر وہ حیران رہ گیا اور کہنے لگا تو حید سمجھ میں آ گئی ہے الفاظ اگر ایک ہوں تو شرک نہیں ہوتا جب تک معنی میں برابری نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی شہید، حکیم اور کفیل ہے بندہ بھی شہید، حکیم اور کفیل ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی سمیع و بصیر ہے اور بندہ بھی سمیع و بصیر ہے لیکن چونکہ معنی میں زمین و آسمان کا فرق ہے اس لئے شرک نہیں۔

میں نے کہا سن لو اللہ تعالیٰ بھی داتا ہے اور بندہ بھی داتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ داتا بننے میں کسی کا محتاج نہیں یعنی اس کی یہ صفت ذاتی اور مستقل ہے لیکن بندہ داتا بننے میں اسی کا محتاج ہے اس کی یہ صفت عطائی ہے یا یوں کہہ لو کہ اللہ تعالیٰ حقیقی داتا اور حقیقی حاجت روا، مشکل کشا، حقیقی کفیل، حقیقی وکیل اور حقیقی حکیم ہے کہ بندہ کی تمام صفات مجازی اور عطائی ہیں۔ لفظ اگرچہ ایک جیسے ہیں لیکن معنا بے شمار فرق ہے۔ شرک کہتے ہی برابری کو ہیں۔ جب برابری نہ رہی تو شرک بھی نہ رہا جو اس فرق کو نہ سمجھ سکا صرف ظاہری الفاظ کو دیکھ کر شرک کا فتویٰ لگا دیا تو اس کا انجام وہی ہوگا جو اس حدیث میں مذکور ہے کہ شرک کا فتویٰ لگانے والا ہی مشرک ہوگا۔



ع: سمجھ میں نکتہ توحید آ تو سکتا ہے تیرے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہئے  
(ڈاکٹر اقبال)

اب بیدار کیجئے آپ کا کام ہے کہ کس گروہ نے مسلمانوں کو مشرک قرار دیا ہے۔  
(۱) مولوی اسماعیل دھلوی لکھتا ہے:

یہی پکارنا اور فتنیں مانتا اور نذر و نیاز کرنا اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ ﴿تقوالا یمان پہلا باب ص ۲۱﴾

ہر مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سفارشی سمجھتا ہے کہ آپ دنیا اور آخرت میں شفاعت فرمائیں گے اور آج دنیا میں ہر مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز میں السلام علیک ایہا النبی کہہ کر پکارتا ہے اور آخرت میں سب شفاعت کے لئے انبیاء کرام کو پکاریں گے کیا یہ سب مشرک اور ابو جہل کے برابر ہیں؟ اور پچھریوں میں کوئی کام وکیل کے بغیر نہیں ہوتا کیا یہ سب مشرک ہیں؟

انبیاء کرام پر شرک کا فتویٰ (نحوذ باللہ)

ابن عبد الوہاب نے کتاب التوحید میں ایک باب قائم کیا جس کا نام رکھا ہے:

من الشرك أن يستغیث بغير الله أو يدعو غیرہ۔

ترجمہ:- غیر اللہ کو پکارتا یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے فریاد کرنا شرک ہے۔

﴿کتاب التوحید ص ۵۰﴾

اس میں تمام آیات وہی پیش کی گئی ہیں جو بتوں کے متعلق ہیں اور ایک حدیث سے استدلال کیا ہے جو ضعیف اور باطل ہے۔

محمد بن عبد الوہاب لکھتے ہیں: فاعلم أن شرك الأولین أخف من شرك

اہل زماننا۔ ﴿کشف المشبات ص ۷۱﴾

ترجمہ:- پہلے مشرکین کا شرک ہمارے زمانہ کے مشرکین سے ہلکا تھا۔

اس کتاب میں عام مسلمانوں کو مشرک قرار دیا گیا ہے۔  
اگر عام مسلمانوں کو مشرک سمجھا جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پر ایمان نہیں رہتا۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا  
وَأَنَا وَاللَّهُ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَكَفَى أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا

﴿بخاری حدیث نمبر ۱۳۴۴ کتاب الجنائز باب الصلوة علی الشہید﴾

﴿مسلم حدیث نمبر ۲۲۹۶﴾

یہ کیسی توحید ہے جس کے ماننے سے قرآن و حدیث پر سے ایمان اٹھ جائے۔  
معلوم ہوا کہ یہ خود ساختہ توحید ہے جس کا قرآن و حدیث سے کوئی تعلق نہیں۔ بہر حال یہ بات واضح ہو گئی کہ مسلمانوں پر شرک کا فتویٰ لگانے والے کون لوگ ہیں اور ان کا انجام کیا ہوگا۔

قرآن میں غیر اللہ سے مدد مانگنے کا ثبوت

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے مدد مانگی اور فرمایا:

”أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بَعْرُ شَهَا“

میرے پاس باقیس کا تخت کون لائے گا؟ ﴿سورۃ النمل آیت ۲۸﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

”مَنْ أَصَارَ إِلَى اللَّهِ“

کون ہے جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کریں۔ ﴿سورۃ القف آیت ۱۳﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو مدد کے لئے پکارا:

”وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أَحْرَاقِكُمْ“

اور دوسری جماعت میں رسول تمہیں پکار رہے تھے۔ ﴿سورۃ آل عمران آیت ۱۵۳﴾

ان جیسی تمام آیات میں غیر اللہ سے مدد مانگی گئی ہے اگر اس اصول کو صحیح تسلیم کر لیا



جائے تو غیر اللہ کو پکارنا یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے فریاد کرنا شرک ہے۔ تو پھر انبیاء کرام پر نعوذ باللہ شرک کا فتویٰ لگ جائے گا۔ معلوم ہوا کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک نہیں بلکہ انبیاء کرام کی سنت ہے جو معصوم عن الخطاء ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے مدد طلب کرنا صحابہ کرام کی سنت ہے کیونکہ صحابہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ) میں آپ سے حدیثیں سنتا ہوں لیکن بھول جاتا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی فریادری فرمائی۔ ﴿بخاری حدیث نمبر ۱۹۹۹ کتاب العلم﴾

(۱۵) پندرھویں نشانی ﴿انبیاء کرام پر شرک کا فتویٰ لگانا﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ“ ﴿سورہ النساء آیت: ۸۰﴾  
جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے بیشک اللہ کی اطاعت کی۔

شان نزول

مفسر شہیر علامہ فخر الدین رازی (سن وصال 606ھ) اپنی شہرہ آفاق تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ سے محبت کی اس نے درحقیقت اللہ عزوجل سے محبت کی اور جس نے میری اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ عزوجل کی اطاعت کی منافقوں نے کہا یہ ہمیں غیر اللہ کی عبادت سے روکتے ہیں حالانکہ یہ خود شرک کے قریب ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ ہم انہیں رب مان لیں جیسا کہ عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم کو مانا رب مانا اس پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا:

”مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ“ ﴿سورہ النساء آیت: ۸۰﴾  
جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے بیشک اللہ کی اطاعت کی۔

﴿تفسیر کبیر و تفسیر خازن﴾

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کو شرک کہنے والا منافق ہوتا ہے اس سے ہمیں

منافقوں کی ایک نشانی کا پتہ چل گیا اب موجودہ دور کے منافقین کی پہچان آسان ہوگئی

حضرت آدم علیہ السلام پر شرک کا فتویٰ

شیخ محمد بن عبد الوہاب نے ”کتاب التوحید“ میں یہ موضوع روایت درج کی کہ: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فلما ۱ اتھما صالحا جعل لہ شرکاء کی تفسیر میں کہا: کہ حضرت آدم اور حضرت حوا علیہم السلام آپس میں ملے تو حضرت حوا حاملہ ہو گئیں تو شیطان ان دونوں کے پاس آیا اور کہا میں وہی ہوں جس نے تمہیں جنت سے نکالا تھا تم میری بات مان کر اپنے بچے کا نام عبد الحارث رکھو ورنہ اس کے سر پر بارہ سنگا کے دو سیٹنگ بنا دوں گا جس کے ذریعہ وہ تمہارا پیٹ چیر کر باہر نکلے گا انہوں نے اس کی بات نہ مانی تو وہ بچہ مردہ حالت میں پیدا ہوا دوسری مرتبہ پھر حاملہ ہوئیں شیطان نے پھر اسی طرح کہا لیکن انہوں نے بات نہ مانی تو بچہ مردہ پیدا ہوا تیسری مرتبہ پھر حاملہ ہوئیں شیطان نے پھر آ کر بہکانا شروع کیا اس مرتبہ وہ شیطان کے بہکاوے میں آ گئے اور بچے کی محبت ان پر غالب آ گئی اور اس کا نام عبد الحارث رکھ دیا (ابن ابی حاتم)

شیخ محمد بن عبد الوہاب نے ”کتاب التوحید“ میں قتادہ تابعی کی طرف یہ قول منسوب کیا

(شرکاء فی طاعنتہ ولم یکن فی عبادتہ)

ان دونوں یعنی حضرت آدم اور حضرت حوا علیہم السلام نے اطاعت میں شرک کیا عبادت میں شرک نہیں کیا (نعوذ باللہ)

﴿کتاب التوحید عربی ص: ۱۳۱، باب فلما ۱ اتھما صالحا جعل لہ شرکاء﴾

حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

یہ روایت اہل کتاب بنی اسرائیل کے آثار سے ہے اور اہل کتاب کی روایات تین قسمیں ہیں بعض وہ ہیں جن کا صحیح ہونا ہمیں کتاب و سنت معلوم ہے اور بعض وہ ہیں جن کا



کذب ہمیں کتاب و سنت معلوم ہے اور بعض وہ ہیں جن کا کذب یا صدق متعین نہیں ہے اور اس روایت کا کذب ہمیں معلوم ہے کیونکہ اگر دونوں میاں بیوی سے مراد حضرت آدم اور حضرت حوا علیہم السلام ہوں تو لازم آئے گا کہ وہ دونوں مشرک ہوں اور حضرت آدم علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں اور معصوم ہیں ان کا شرک کرنا عادتاً محال ہے اور امام عبد الرزاق کی روایت کلبی سے ہے اور اس کا حال سب کو معلوم ہے۔

﴿تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۲۶۵ مطبوعہ دارالاندلس بیروت﴾  
ابن کثیر نے اس روایت کو من گھڑت قرار دیا ہے حیرت ہے کہ ایسی جھوٹی روایات توحید کے نام پر لوگوں میں پھیلانی جارہی ہیں اور علماء خاموش ہیں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

ہم اس مسئلہ میں امام حسن بصری رحمہ اللہ کے مسلک پر ہیں کہ اس آیت میں حضرت آدم اور حضرت حوا علیہم السلام مراد نہیں ہیں بلکہ اس سے مراد مشرکین اور ان کی اولاد ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (فَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ) تو اللہ کو برتری ہے ان کے شرک سے۔ کیونکہ یُشْرِكُونَ جمع کا صیغہ ہے اور آدم اور حوا علیہم السلام کے لئے ثننیہ کا صیغہ ہونا چاہئے تھا۔ ﴿تفسیر ابن کثیر﴾

اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اور وہ دنیا سے شرک مٹانے کے لئے آتے ہیں ایسی ہر روایت جو انبیاء کرام علیہم السلام کو گنہگار یا مشرک ثابت کرے مردود اور من گھڑت ہے انبیاء کرام علیہم السلام اور مسلمانوں کو مشرک قرار دینے کا نام اگر توحید ہے تو ایسی توحید سے ہماری ہزار بار توبہ۔ جس روایت کا سہارا لے کر اللہ کے نبی کو مشرک کہا وہ اسرائیلی موضوع من گھڑت ہے موضوع روایات پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھنا یہ ابن عبد الوہاب کا ہی کام ہے، اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ جس روایت سے انبیاء کرام علیہم السلام معصوم نہ رہتے ہوں وہ روایت مردود ہے اگرچہ بخاری اور مسلم یا صحاح ستہ میں لکھی ہو کیونکہ ہمارا ایمان قرآن پر ہے اور ہم ہر اس حدیث کو مانتے ہیں جو قرآن کے

موافق ہو قرآن فرماتا ہے ﴿وَلَوْ أَكْثَرُكُمْ أَكْفَرُوا لَحَبَطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ اگر انبیاء علیہم السلام شرک کرتے تو ان کے اعمال ضائع ہو جاتے۔

﴿سورۃ الانعام آیت: ۸۸﴾

شیطان نے کہا تھا

وَلَا غُورِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿سورۃ الحجر: ۳۹-۴۰﴾

میں ان سب کو بے راہ گردوں کا مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں

إِنَّ عِبَادِي لَأَشَدُّ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ﴿سورہ بنی اسرائیل آیت: ۶۵﴾

بے شک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں

معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہیں اور بعض اولیاء محفوظ۔ معصوم وہ جو گناہ نہ کر سکے محفوظ وہ جو گناہ کر تو سکے مگر کرے نہیں، نبوت کے لئے عصمت لازم ہے مگر ولایت کے لئے حفاظت لازم نہیں جسے رب چاہے محفوظ رکھے جیسے خلفاء راشدین وغیرہم۔ ﴿تفسیر نور العرفان﴾

علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور منافقین کی نشانیاں

مولانا حضرت حسن رضا رحمہ اللہ کی زبان میں

واقف غیب کا ارشاد سناؤں جس نے ☆ کھول دی تجھ سے بہت پہلے حقیقت تیری زلزلے نجد میں پیدا ہوں فتن برپا ہوں ☆ یعنی ظاہر ہو زمانہ میں شرارت تیری ہو اسی خاک سے شیطان کی سنگت پیدا ☆ دیکھ لے آج ہے موجود جماعت تیری سرمندے ہوں گے تو پا جائے کھٹنے ہو گئے ☆ سر سے پانک بھی پوری ہے شہادت تیری اذعا ہوگا حدیثوں پہ عمل کرنے کا ☆ نام رکھتی ہے یہی اپنا جماعت تیری اُن کے اعمال پہ رشک آئے مسلمانوں کو ☆ اس سے تو شاد ہوئی ہوگی طبیعت تیری لیکن اُترے ۹ نہ قرآن گلوں سے نیچے ☆ ابھی گھبرا نہیں باقی ہے حکایت تیری



نکلیں گے دیں سے یوں جیسے نشانہ سے تیر ☆ آج اُس تیر کی ٹچر ہے سگیت تیری اپنی حالت کو حدیثوں سے مطابق کر لے ☆ آپ کھل جائیگی پھر تجھ پہ خباثت تیری خاک منہ میں تیرے کہتا ہے کہ خاک کا ڈھیر ☆ مٹ گیا دیں ملی خاک میں عزت تیری تیرے نزدیک ہوا کذب الہی ممکن ☆ تجھ پہ شیطان کی پھنکار یہ ہمت تیری علم شیطان کا ہوا علم نبی سے زائد ☆ پڑھوں لاحول نہ کیوں دیکھ کے صورت تیری بزم میلاد ہو کاٹا کے جہنم سے بدتر ☆ ارے اندھے ارے مردود یہ جرات تیری علم غیبی میں مجاہدین و بہائم کا شمول ☆ کفر آمیز جنوں زا ہے جہالت تیری یادِ خیر سے ہونمازوں میں خیال ان کا بُرا ☆ اُف جہنم کے گدھے اُف یہ خرافت تیری اُن کی تعظیم کرے گا نہ اگر وقتِ نماز ☆ ماری جائے گی تیرے منہ پہ عبادت تیری کھلے لفظوں میں کہے قاضی شوکان مددے ☆ یا علی بن کے بگڑ جائے طبیعت تیری ہم جو اللہ کے پیاروں سے اعانت چاہیں ☆ شرک کا چرک اُگلنے لگی ملت تیری

### (۱۶) سولہویں نشانی

بے ادب لوگ حضور ﷺ کے والدین اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کو بھی مسلمان نہیں سمجھتے آپ کسی بھی بے ادب کی پہچان کرنا چاہیں تو اس سے حضور ﷺ کے والدین کریمین کے متعلق سوال کریں اگر وہ ان کے متعلق زبان درازی کرے یا ان کی شان میں گستاخی کرے تو سمجھ لیں کہ اس کا تعلق کس گروہ سے ہے۔

اگر خدا نخواستہ ہم حضور ﷺ کے والدین کریمین کو مسلمان نہ سمجھیں تو یہ بات قرآن کے خلاف ہے کیونکہ آپ کے والدین بلکہ تمام آباء اجداد کا مومن موحد ہونا قرآن سے ثابت ہے۔ اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کے والد کا مومن موحد ہونا بھی قرآن سے ثابت ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد دعا مانگ رہے ہیں رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِينَ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةٌ مُّسْلِمَةٌ لَكَ وَارِنَا مِنْكَ سَكَنًا وَكُتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

اے رب ہمارے اور گروہ ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے والا اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرمانبردار اور ہمیں ہماری عبادت کے قاعدے بتا اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما بیشک تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

رَبَّنَا وَأَنْتَ فَتَنَّهُمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

اے رب ہمارے اور بھیج اُن میں سے ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت کرے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب سحرا کرے بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔ ﴿سورہ بقرہ آیت: 129-128﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی کہ ہماری اولاد میں سے ایک امت مسلمہ رہے اور پھر دوسری آیت میں یہ دعا ہے کہ اسی امت مسلمہ سے ایک رسول بھیج۔ یعنی اس امت مسلمہ میں نبی آخر الزماں کو بھیج دے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ امت مسلمہ میں پیدا ہوئے اور حضور ﷺ کے آباء اجداد مومن موحد تھے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا قبول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے والدین بلکہ تمام آباء اجداد کو شرک، کفر، اور زنا سے پاک صاف رکھا۔

### رسول اللہ ﷺ کے والدین اہل فترت سے تھے

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے سوا ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا گیا۔ اس بناء پر اس نبی کی ذریت اور اس قوم کے سوا سب لوگ اہل فترت ہو گئے اور والدین کریمین عیسیٰ علیہ السلام کی اولاد سے نہ تھے، نہ ان کی قوم سے، اس لئے یہ بات ہر قسم کے شک و شبہ سے



بالا تر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین اہل فترت سے تھے اور اہل فترت کے نجات یافتہ ہونے پر درج ذیل آیات دلالت کرتی ہیں۔

﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ ﴿سورہ اسراء آیت: ۱۵﴾

ہم اس وقت تک عذاب دینے والے نہیں جب تک کہ رسول کو نہ بھیج دیں۔

﴿وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُمْ بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَلْعَالُونَ رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا

فَنُنَبِّئَهُمْ بِآيَاتِكَ مِن قَبْلِ أَنْ نَذِلَّ وَنَخْذِلَى﴾ ﴿طہ آیت: ۱۳۴﴾

اور اگر ہم ان کو اس سے پہلے عذاب سے ہلاک کر دیتے تو وہ ضرور کہتے

اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف رسول کیوں نہیں بھیجا تا کہ ہم ذلیل اور

رسوا ہونے سے پہلے تیری آیات کی پیروی کر لیتے۔

قرآن مجید کی ان آیات سے واضح طور معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عادت جاریہ

یہ ہے کہ جب تک کسی قوم میں نبی نہ بھیجے اس وقت تک ان کو مکلف قرار دیتا ہے نہ ان

کو مستحق عذاب قرار دیتا ہے اور یہی لوگ اہل فترت ہیں اور از روئے قرآن نجات

یافتہ ہیں، اس اصول کے اعتبار سے رسول اکرم ﷺ کے والدین نجات یافتہ

قرار پائے۔ ﴿الحادی للفتاویٰ ۲/ 202-210﴾

آپ ﷺ کے تمام آباء اور امہات اہل ایمان سے ہیں

اس پر علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے یہ دلیل قائم کی ہے کہ قرآن مجید میں ہے

﴿الَّذِي يَدْرَأُكَ جَهَنَّمَ تَكُونُ مِّنَ السَّاجِدِينَ﴾ ﴿سورہ الشعراء: ۲۱۹﴾

وہ جو تمہیں دیکھتا رہتا ہے خواہ تم قیام میں ہو خواہ ساجدین میں منتقل ہو رہے ہو۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ کہتے ہیں امام رازی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”اسرار التنزیل“ میں

یہ تقریر کی کہ رسول اللہ ﷺ کا نور ساجدین میں سے ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی

طرف منتقل ہوتا رہا ہے یعنی آپ کے تمام آباء اور امہات اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے والے

اور مؤمن تھے اور اس کی تائید رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے لَمْ أَزَلْ

أَقْلُبُ مِنْ أَصْلَابِ الطَّاهِرِينَ إِلَى أَصْلَابِ الطَّاهِرَاتِ میں ہمیشہ پاک پشتوں

سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا رہا ہوں۔ خلاصہ یہ کہ آپ کے تمام آباء اور امہات

سجدہ گزار، طیب و طاہر اور مؤمن تھے۔

اس نظریہ پر دوسری دلیل یہ ہے کہ روئے زمین کبھی اہل ایمان سے خالی نہیں رہی

اور آپ کا نور ہر دور کے بہترین بنو آدم میں رہا از روئے قرآن اہل ایمان سے بہتر کوئی

نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ بَدْعُ مَومِن

مشرک سے بہتر ہے ﴿سورہ بقرہ: ۲۲۱﴾ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کا نور ہر دور

کے مومنوں میں گردش کرتا رہا جس سے ثابت ہوا کہ ہر دور میں آپ کے والدین کریمین

مومن تھے۔

زمین کبھی اہل ایمان سے خالی نہیں رہی اس پر دلیل یہ ہے کہ امام عبدالرزاق نے

مصنف میں ابن مسیب سے روایت کیا کہ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمْ يَزَلْ

عَلَى وَجْهِ الدَّهْرِ فِي الْأَرْضِ سَبْعَةُ مَسْلُومُونَ فَصَاعِدًا فَلَوْلَا ذَلِكَ هَلَكَتِ

الْأَرْضُ وَمَنْ عَلَيْهَا حَضَرَتْ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَرَمَاتے ہیں: ہمیشہ روئے زمین پر کم از کم سات

مسلمان رہے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین اور زمین والے سب ہلاک ہو جاتے۔ علامہ

سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث کی سند ”بخاری اور مسلم“ کی شرط کے مطابق صحیح

ہے اور یہ بات اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے لیکن چونکہ محض عقل سے یہ بات نہیں

کہی جاسکتی اس لئے یہ حدیث حکماً مرفوع ہے۔

رہا یہ کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ بنو آدم کے بہترین افراد امت سے مبعوث ہوئے اس

پر دلیل یہ ہے۔



و عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: بُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ قُرُونِ بَنِي آدَمَ قُرُونًا فَكُرْنَا حَتَّى كُنْتُ مِنَ الْقُرُونِ الَّتِي كُنْتُ مِنْهُ۔ ﴿بخاری: 3557 مشکوٰۃ: 5739﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ہر زمانہ میں بہترین لوگوں میں مبعوث ہوتا رہا حتیٰ کہ ان لوگوں میں مبعوث ہوا جن میں ہوں۔

عَنْ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَأَنَّهُ سَمِعَهُ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: مَنْ أَنَا؟ فَقَالُوا: أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ، قَالَ: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلَبِ. إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ، ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَأَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا شاید حضور ﷺ تک خبر پہنچی تھی کہ بعض لوگ ہمارے نسب پاک میں طعن کرتے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے منبر پر قیام فرما کر پوچھا بتاؤ میں کون ہوں؟ سب نے کہا: آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، آپ ﷺ پر اللہ کا سلام ہو فرمایا: میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو ہم کو بہتر مخلوق میں سے کیا۔۔۔۔۔ پھر ان کے دو حصے کئے (عرب و عجم) تو ہم کو ان سے بہتر یعنی عرب میں سے کیا۔۔۔۔۔ پھر عرب کے چند قبیلے بنائے ہم کو ان کے بہتر یعنی قریش میں سے کیا۔۔۔۔۔ پھر قریش کے چند خاندان بنائے ہم کو ان کے سب سے بہتر خاندان یعنی بنی ہاشم میں سے کیا

..... تو میں ان سب میں ذات کے لحاظ سے بہتر ہوں اور خاندان کے لحاظ سے بھی بہتر

ہوں۔ ﴿ترمذی حدیث: ۳۶۰۸، مشکوٰۃ حدیث: ۵۷۵۷ کتاب الفضائل﴾

ان تمام احادیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبد اللہ ﷺ تک خیر ابویں میں رکھا ہے اور خیر بہر حال مومن ہے اور مشرکین نجس ہیں اس لئے آپ کے سلسلہ نسب کے تمام والدین مومن تھے۔

آزاد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا

ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ آپ کے سلسلہ نسب کے تمام والدین مومن تھے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام جو آپ کے آباء میں سے ہیں ان کے والد کو بھی مومن ہونا چاہئے تھا حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد آزاد نضر قرآن سے کافر ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ لغت عرب اور قرآن وحدیث میں ”اب“ کا اطلاق چچا پر ہوتا ہے اور اہل تاریخ کی تصریحات سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تاریخ تھے اور آزاد آپ کے چچا تھے امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ ”اسرار التنزیل“ میں لکھا ہے: کہ آزاد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد نہیں چچا تھے کیونکہ نبی کریم ﷺ کے آباء و اجداد کافر نہیں تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ وَتَقْلَبُكَ فِي السَّاجِدِينَ

وہ جو تمہیں دیکھتا رہتا ہے خواہ تم قیام میں ہو خواہ ساجدین میں منتقل ہو رہے ہو

﴿سورة الشعراء: 219﴾

رسول اللہ ﷺ کا نور ساجدین میں سے ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ سَبَّ مُشْرِكِينَ مَحْضٌ نَجَسٌ ہیں۔ ﴿سورة التوبة آیت: 28﴾

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَمْ أَزَلْ أَقْعَلُ مِنْ أَصْلَابِ الطَّاهِرِينَ إِلَى أَزْوَاجِ الطَّاهِرَاتِ میں ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا رہا



ہوں۔ اس لئے واجب ہے کہ آپ کے آباؤ اجداد میں سے کوئی مشرک نہ ہو۔

اس پر مزید دلیل یہ ہے کہ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے چچا آزر کے لئے استغفار کرتے رہے لیکن جب وہ کفر پر فوٹ ہو گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ان سے بیزار ہو گئے اور پھر ان کے لئے استغفار نہیں کیا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ابراہیم کا اپنے چچا کے لئے استغفار کرنا اس وعدہ کی وجہ سے تھا جو چچا نے ان سے کیا تھا جب انہیں معلوم ہو گیا کہ ان کا چچا اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گئے۔ ﴿توبہ: 114﴾ علامہ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ محمد بن کعب، قتادہ، مجاہد اور حسن وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آزر کی حیات میں اس کے ایمان کی توقع رکھتے تھے اور جب وہ مشرک پر فوٹ ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اس سے بیزار ہو گئے اس کے بعد نارنورد کا واقعہ پیش آیا اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت کی اور وہاں حضرت سارہ کی وجہ سے ظالم بادشاہ کا واقعہ پیش آیا جس کے نتیجے میں حضرت ہاجرہ آپ کو بطور باندھی ملیں پھر آپ شام کو لوٹ گئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ہاجرہ اور ان کے فرزند سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو مکہ کی وادی غیر ذی زرع میں ٹھہرایا جہاں حسب قرآن آپ نے یہ دعا کی اے اللہ میں نے اپنی اولاد کو ایک بنجر وادی میں ٹھہرا دیا اور اس کے بعد یہ دعا مانگی ”اے ہمارے رب میری مغفرت کر اور میرے والدین کی اور قیامت کے دن تمام مسلمانوں کی“۔ ﴿سورہ ابراہیم آیت: 41﴾

اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا کے ہلاک ہونے کے کافی عرصہ بعد اپنے والدین کے لئے مغفرت کی دعا کی جس سے ثابت ہوا کہ قرآن کریم میں جس کے کفر اور جس کے استغفار کے بیزاری کا ذکر کیا گیا ہے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا تھے والد نہ تھے کیونکہ اگر والد ہوتے تو بعد میں ان کے لئے استغفار نہ کرتے، اس سے ثابت ہوا کہ قرآن کریم میں جس آزر کے نام اور ”اب“ کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے

وہ آپ کے چچا ہیں۔ ﴿الحادی للختاوی 213/2-215﴾

### ایک اشکال کا جواب

ایک اشکال یہ کیا جاتا ہے کہ صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میرا باپ کہاں ہے آپ ﷺ نے فرمایا فی النار ”جہنم میں“ جب وہ چلا گیا تو آپ ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا: إِنَّ أَبِيَّ وَكَانَكَ فِي النَّارِ میرا باپ اور تیرا باپ جہنم میں ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں بھی باپ سے مراد چچا ہے

کیونکہ قرآن کریم میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی موت کے وقت اپنے بیٹوں سے کہا مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ الْهَيْكَلِ وَالْآبَاءَ اِبْرَاهِيمَ وَاسْمَاعِيلَ وَاسْحَقَ مِیرے بعد کس کی عبادت کرو گے انہوں نے کہا ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے اور آپ کے آباء ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق علیہم السلام کے معبود کی۔ ﴿سورہ بقرہ: 133﴾

حضرت یعقوب علیہ السلام کے باپ کا نام اسحاق علیہ السلام ہے اور اسماعیل علیہ السلام چچا ہیں اور ابراہیم علیہ السلام دادا ہیں لیکن ان سب کو ”آباء“ کہا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ چچا پر بھی ”اب“ کا اطلاق ہوتا ہے۔ ہاں! والد سوائے باپ کے کسی پر نہیں بولا جاتا اور حضور ﷺ نے ”اب“ کا لفظ استعمال فرمایا ہے ”والد“ کا لفظ نہیں بولا جس سے ثابت ہو گیا کہ اس سے آپ کے چچا ابو طالب مراد ہیں۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ایک جامع اور کلی جواب یہ دیا ہے کہ جو احادیث بظاہر والدین کریمین کے ایمان اور ان کی مغفرت کے خلاف ہیں ان سب کا حکم قرآن کریم کی اس آیت سے منسوخ ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ہم اس وقت تک عذاب دینے والے نہیں جب تک کہ رسول کو نہ بھیج دیں۔

﴿سورہ اسراء آیت: 15﴾

﴿شرح مسلم سعیدی 872/2-868 تفسیر تبیان القرآن 1/540﴾



(۱۷) سترھویں نشانی: بے ادب لوگ حیات النبی ﷺ کے منکر ہیں

بے ادبوں کا عقیدہ یہ ہے حضور ﷺ تو (نعوذ باللہ) سچے ہیں آپ کا صرف دین باقی ہے

لیکن اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ..... میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے چنانچہ اسماعیل دھلوی صاحب لکھتے ہیں نبی کریم ﷺ میں بل گئے ہیں (تقویۃ الایمان) اور سعودی عرب کے سکولوں میں پڑھائی جانے والی کتابوں میں یہ عقیدہ درج ہے میرے سامنے پرائمری گریڈ سکول کی تیسری جماعت کی کتاب التوحید ہے جس کا نام ہے ”مقرر التوحید للسنة الثالثة الابتدائية“ اس کا صفحہ نمبر گیارہ ہے

س: إذا قيل لك من نبيك؟

ج: فقولی: محمد بن عبد الله بن عبد المطلب ﷺ

س: إذا قيل لك هل هو ميت أم حي؟

ج: فقولی: ميت ودينه باق إلى يوم القيامة.

جب تجھ سے کہا جائے کہ نبی کریم ﷺ مردہ ہیں یا زندہ تو تو جواب میں کہہ کہ وہ تو مردہ ہیں لیکن ان کا دین قیامت تک باقی ہے۔

اس عقیدہ کو اگر صحیح تسلیم کر لیا جائے تو قرآن پر ایمان نہیں رہتا۔ کیونکہ قرآن اعلان کر رہا ہے کہ شہید زندہ ہیں ان کو مردہ مت کہو ولا تقولوا لمن يقتل فی سبیل اللہ اموات بل احياء ولكن لا تشعرون ﴿سورہ بقرہ آیت: 154﴾ اور دوسری جگہ ان کو مردہ گمان کرنے سے بھی روک دیا گیا فرمایا وہ زندہ ہیں انہیں رزق بھی دیا جاتا ہے ولا تحسبن الذين قتلوا فی سبیل اللہ اموات بل احياء عند ربهم يرزقون۔ ﴿سورہ آل عمران آیت: 169﴾

## مودودی کا شہداء کی زندگی کا انکار

اسی طرح جماعت اسلامی کے مودودی صاحب نے انبیاء اولیاء اور شہداء کی زندگی کا انکار کیا ہے جو صریح قرآن کے خلاف ہے۔

چنانچہ سورہ النحل آیت نمبر ۱۹-۲۰ کی تفسیر میں لکھتا ہے من دون اللہ سے مراد انبیاء، اولیاء شہداء صالحین اور دوسرے غیر معمولی انسان ہی ہیں جن کو عالی داتا، مشکل کشا، فریادرس، غریب نواز، گنج بخش اور نہ معلوم کیا کیا قرار دے کر اپنی حاجت روائی کے لئے پکارنا شروع کر دیتے ہیں۔ ﴿تفہیم القرآن جلد ۲ ص ۵۳۲﴾

قرآن تو کہہ رہا ہے شہید زندہ ہیں اور نبی شہید کیا ساری مخلوق سے افضل ہیں تو جوان کو مردہ کہے کیا اس کا قرآن پر ایمان رہے گا؟ حدیث نمبر ۱۷

## انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں

عن اوس بن اوس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ:

اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيْهِ قُبُضُ وَفِيْهِ النَّفْثَةُ وَفِيْهِ الصُّفْةُ فَاُحْيَرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ فَاِنْ صَلَّاتُكُمْ مَعْرُوفَةً عَلَيَّ قَالُوا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَعْرِضُ صَلَاتِنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرْمَتْ يَقُوْلُوْنَ بَلَكُنْتَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيَّ اُجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ۔

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے بہترین دنوں میں سے جمعہ کا دن ہے اس دن میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی میں وفات دیئے گئے اور اسی میں صور پھونکا جائے گا اور اسی میں بے ہوشی ہے لہذا اس دن میں مجھ پر درود زیادہ پڑھو کیونکہ تمہارے درود مجھ پر پیش ہوتے ہیں لوگ بولے یا رسول اللہ



ہمارے درود آپ پر کیسے پیش ہو گئے آپ تو ریم ہو چکے ہو گئے (یعنی گلی ہڈی) آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے۔

﴿ابوداؤد حدیث (۱۰۴۷) کتاب الصلاۃ باب فضل یوم الجمعۃ﴾

﴿ابن ماجہ ۱۶۳۶، نسائی ۴۳۳۳، شکاۃ حدیث (۱۳۶۱) کتاب الصلاۃ باب یوم الجمعۃ﴾

اس حدیث کو ناصر الدین البہانی نے صحیح قرار دیا ہے

اب جو انبیاء کرام کو مردہ کہے کیا اس کا اس حدیث پر ایمان رہے گا؟  
مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۝ عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ  
حدیث نمبر ۱۸

**انبیاء کرام زندہ بھی ہیں اور رزق بھی دیئے جاتے ہیں**

عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ:  
اَحْبِرُوا الصَّلَاةَ عَلٰی يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهُ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ  
وَإِنَّ أَحَدًا لَّنْ يُصَلِّيَ عَلٰی اِلَّا عَرَضَتْ صَلَاتُهُ حَتَّى يَغْرَعَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ  
وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ وَبَعْدَ الْمَوْتِ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلٰی الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ  
أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللَّهِ حَتَّى يُرْزَقَ

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر جمعہ کے دن زیادہ درود پڑھو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں

اور مجھ پر کوئی درود نہیں پڑھتا مگر اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے حتیٰ کہ اُس سے فارغ ہو جائے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کیا موت کے بعد بھی فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے پس اللہ کا نبی زندہ ہے روزی بھی دیا جاتا۔ ﴿ابن ماجہ حدیث (۱۶۳۷) مشکوٰۃ حدیث (۱۳۶۶)﴾

﴿الجامع الصغیر: ۱۴۰۳/ علامہ سیوطی نے اسے حسن کہا ہے﴾

حدیث نمبر ۱۹

**ہر امتی کا درود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سماعت فرماتے ہیں**

عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ:  
لَنْ يَمُوتَ مِنْ عِبْدِي يُصَلِّيْ عَلٰی الْاَنْبِيَاءِ صَوْتُهُ حَيْثُ كَانَ قُلْنَا  
وَبَعْدَ وَفَاتِكَ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِي إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلٰی الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ  
أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا:  
تم میں سے جو شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کے درود کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے  
خواہ وہ جہاں میں کہیں بھی ہو ہم نے عرض کیا وصال کے بعد بھی؟ فرمایا ہاں بیشک اللہ  
نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کرام کے جسموں کو کھائے۔

﴿طبرانی جلاء الانہام ص: ۱۲۷ حدیث ابی الدرداء الباب الاول﴾

حدیث نمبر ۲۰

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ:

اَلْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا:

انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

﴿سلسلة الاحادیث الصحیحة از ناصر الدین البہانی حدیث: ۶۲۱/ تہذیب فی حیاة الانبیاء﴾

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے



## بے ادبوں کا انجام

آیت نمبر ۱

وَلَكِنَّ سَأَلْتَهُمْ لِيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبَا اللَّهِ وَآيَاتِهِ  
وَرَسُولُهُ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ

﴿سورہ توبہ (۶۵-۶۶) پارہ (۱۰) رکوع (۱۳)﴾

اور اے محبوب ﷺ اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم یونہی نہیں کھیل کر رہے  
تھے تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ہو مسلمان  
ہو کر

شان نزول

ابن ابی شیبہ وابن جریر وابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابوالشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

کسی کی اونٹنی گم ہو گئی اس کی تلاش تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اونٹنی فلاں جنگل  
میں فلاں جگہ ہے اس پر ایک منافق بولا محمد رسول اللہ ﷺ بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ  
ہے (وَمَا يَكْدِرُ عَلَيَّ) محمد غیب کیا جانیں اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ  
اتاری ﴿کیا اللہ اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ  
کے کہنے سے کافر ہو چکے ہو﴾۔

﴿تفسیر امام ابن جریر رحمہ اللہ تفسیر درمنثور امام جلال الدین سیوطی (تمہید ایمان ماز علی حضرت ﷺ ص ۲۰-۳۱)﴾

مسلمانو! دیکھو محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے سے کہ وہ غیب کیا  
جانیں کلمہ گوئی کام نہ آئی اور اللہ نے صاف فرمادیا بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ہو مسلمان  
ہو کر یہاں سے وہ حضرات بھی سبق لیں جو رسول اللہ ﷺ کے علوم غیب کے مطلقاً منکر

ہیں اور معلوم ہوا حضور کی گستاخی کفر ہے اگرچہ گستاخی کی نیت نہ کرے کیونکہ استہزاء کو کفر  
قرار دیا گیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا گستاخ مرتد ہے۔

﴿تفسیر نور العرفان: ۳۱۳﴾

جن منافقین کا اس آیت میں ذکر ہے انہوں نے ایک دفعہ نبی ﷺ کے علم غیب کا  
مذاق اڑایا تھا کہ بھلا حضور کب روم پر غالب آسکتے ہیں (تفسیر قرطبی) اس گستاخی کو رب  
کی آیتوں کی گستاخی قرار دے کر ان کے کفر کا فتویٰ صادر کیا کس نے؟ کسی مولوی نے  
نہیں! بلکہ خود اللہ عزوجل شانہ نے۔ ﴿علم القرآن﴾

بالکل اسی انداز سے اسماعیل دہلوی لکھتا ہے

کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلاں کے دل میں کیا ہے یا فلاں نے کی شادی کب ہوگی  
یا فلاں نے درخت میں کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں  
یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر

﴿تقویۃ الایمان الفصل الخامس فی ذکر رد الاشراک فی العادات ص ۵۵ میر محمد کتب خانہ کراچی﴾

آیت نمبر ۲

## منافقین اور مسلمین کا اتحاد ناممکن ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے

مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ  
مِنَ الطَّيِّبِ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُظِلَّكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَكَيِّنَ اللَّهُ لِيُجْتَنِبَ مِنْ  
رَسُولِهِ مَنْ يَشَاءُ۔ ﴿سورہ آل عمران آیت (۱۷۹) پارہ (۳) رکوع (۹)﴾

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو جب تک جدا نہ  
کردے گندے کو ستھرے سے اور اللہ کی شان یہ نہیں اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم  
دیدے ہاں! اللہ جن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے



## نبی کریم ﷺ کے علم کا انکار منافقین کا طریقہ ہے

قال السدی قال رسول الله ﷺ:

عُرِضَتْ عَلَى أُمِّي فِي صُورِهَا فِي الطُّنِّ كَمَا عُرِضَتْ عَلَى آدَمَ وَأَعْلِمْتُ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ وَمَنْ يَكْفُرُ بِهِ، فَبَلَغَ ذَلِكَ الْمُنَافِقِينَ، فَقَالُوا: اسْتَهْزَأَ زَعَمَ مُحَمَّدٌ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ وَمَنْ يَكْفُرُ مِنْ لَمْ يُحَلِّقْ بَعْدُ وَنَحْنُ مَعَهُ وَمَا يَعْرِفُكَ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَكْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: مَا بَالُ أَقْوَامٍ طَعَنُوا فِي عِلْمِي، لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ فِي مَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ إِلَّا أَكْبَأْتُكُمْ بِهِ، فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ، فَقَالَ مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ:

حُذَافَةُ، فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِالْقُرْآنِ إِمَامًا وَبِكَ نَبِيًّا فَأَعْفُ عَنَّا عَفَا اللَّهُ عَنْكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَهَلْ أَكْتَمْتُمْ مُنْتَهُونَ فَهَلْ أَكْتَمْتُمْ مُنْتَهُونَ

رسول کریم ﷺ نے فرمایا خلقت و آفرینش سے قبل جبکہ میری امت مٹی کی شکل میں تھی اسی وقت وہ میرے سامنے اپنی صورتوں میں پیش کی گئی جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی اور مجھے علم دیا گیا کون مجھ پر ایمان لایگا کون کفر کریگا یہ خبر جب منافقین کو پہنچی تو انہوں نے براہ استہزاء کہا کہ محمد ﷺ کا گمان ہے کہ وہ یہ جانتے ہیں کہ جو لوگ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے انکے ایمان و کفر کے متعلق جانتے ہیں باوجودیکہ ہم ان کے ساتھ ہیں اور وہ ہمیں نہیں پہچانتے اس پر سید عالم ﷺ نے منبر پر قیام فرما کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا اُن لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں آج سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اُس میں سے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کا تم مجھ

سے سوال کرو اور میں تمہیں اس کی خبر نہ دے دوں حضرت عبد اللہ بن حذافہ بھی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا میرا باپ کون ہے یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا: حذافہ۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم اللہ کی ربوبیت پر راضی ہوئے، اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوئے، قرآن کے امام ہونے پر راضی ہوئے، آپ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے، ہم آپ سے معافی چاہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تم باز آؤ گے، کیا تم باز آؤ گے، پھر منبر سے اتر آئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿تفسیر خازن ارہ نمبر ۳ زیر آیت "مَا كَانَ اللَّهُ لِيُذْخِرَ الْمُؤْمِنِينَ"﴾

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سید عالم ﷺ کو قیامت تک کی تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا گیا اور حضور ﷺ کے علم غیب میں طعن کرنا منافقین کا طریقہ ہے۔

﴿تفسیر خزائن العرفان ص ۱۰۸﴾

اب جو کہے کہ (معاذ اللہ) اکثر صحابہ مجھے ہوئے منافق تھے جو حضور کے بعد غلیفہ بھی بن گئے وہ اس آیت کا منکر ہے حضور نے وفات سے بہت پہلے مخلص، منافق علیحدہ کر کے دکھا دیئے تھے۔ ﴿تفسیر نور العرفان ص ۱۱۶﴾

اس سے معلوم ہوا نبی ﷺ کے علم کا انکار منافقین کا کام ہے اور اُسے تسلیم کرنا مومنوں کا جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر تسلیم و رضا کا اظہار کیا یہی مومن کی شان ہے اور اعتراض کرنا منافق کی پہچان۔

حدیث (۱۶)

## منافقین کو رسوا کر کے مسجد سے نکال دیا گیا

عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: خطبنا رسول الله ﷺ فقال في خطبته (أيها الناس إن منكم منافقين فمن سميت فليقم قم يا



فُلَانٌ قَمٌ يَا فُلَانٌ حَتَّى عَدَّ سِتًّا وَكَلَاثِينَ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو تم میں بعض منافق ہیں جس منافق کا نام لوں وہ کھڑا ہو جائے آپ ایک ایک کا نام لیتے گئے اے فلاں کھڑا ہو جائے اے فلاں کھڑا ہو جائے اے فلاں کھڑا ہو جائے یہاں تک کہ آپ نے چھتیس منافقین کا نام لیا۔

﴿تتلی / خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۱۷۷ باب اخبار ﷺ بالمنافقین / تفسیر روح المعانی﴾

حدیث (۱۷)

### منافقین نبی کریم ﷺ کے وسیلہ کے منکر تھے

عن ثابت البنانی قال: اجتمع المنافقون فتكلموا بينهم فقال رسول الله ﷺ (إن رجلاً منكم اجتمعوا فقالوا كذا وقالوا كذا فعوموا فاستغفروا الله واستغفر لكم فلم يعوموا فقال ذلك ثلاث مراتب فقال لتقومن أو لأسمينكم بأسماءكم، فقال: قم يا فلان فقاموا خزايا متنعين

حضرت ثابت البنانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منافقین نے جمع ہو کر باہم گفتگو کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہت سے لوگ جمع ہوئے انہوں نے ایسا کہا اور ایسا کہا تم لوگ اٹھو اور اللہ سے توبہ و استغفار کرو میں بھی تمہارے لیے دعائے مغفرت کرتا ہوں مگر منافقین نہیں اٹھے (کیونکہ ان کا عقیدہ تھا نبی ﷺ کو ہمارا علم نہیں) آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہی فرمایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اب تم لوگ اٹھو میں تمہیں تمہارے نام سے پکارتا ہوں چنانچہ آپ ﷺ نے نام لے لے کر پکارا اور منافقین ذلیل و خوار منہ چھپائے ہوئے اٹھے۔ ﴿خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۱۷۷ باب اخبار ﷺ بالمنافقین﴾

اس سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ منافقین اللہ کی توحید کے قائل تھے لیکن حضور

ﷺ کے وسیلہ کے منکر تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگ اٹھو اور اللہ سے توبہ و استغفار کرو میں بھی تمہارے لیے دعائے مغفرت کرتا ہوں“ مگر منافقین نہیں اٹھے اگر نبی ﷺ کے علم کے یا حضور ﷺ کے وسیلہ کے قائل ہوتے تو عرض کرتے یا رسول اللہ (ﷺ) ہمارے لئے استغفار کریں جیسا کہ صحابہ کہتے تھے انہوں نے ایسا نہیں کیا، تو پتہ چل گیا کہ وہ وسیلہ کے منکر تھے آج بھی جو وسیلہ کا منکر ہے وہ انہی کے طریقہ پر ہے۔

جس دن سے یہ مسجد سے نکالے گئے اُس دن سے ان کو آرام و چین نہیں، ان کی نیندیں اڑ گئی ہیں، ان کا کوئی ٹھکانہ نہیں، بستر کا نہ ہے پر ہے اور پختے کی دال جیبوں میں ہے، پھر رہے ہیں گلی گلی، گاؤں گاؤں، کہ ہم تو نکالے گئے، دوسروں کو بھی چین سے نہیں بیٹھنے دینگے

ٹھوکروں کے سوا اور پائے گا کیا ☆ جس کی منزل کا کوئی نہ ہو رہنما اپنی منزل پہ ہرگز نہ پہنچے گا وہ ☆ ہاتھ میں جس کے دامن تمہارا نہیں جو ترے در سے یار پھرتے ہیں ☆ در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں پھر کے گلی گلی جاہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

میں آپ سے سوالیہ نشان بن کر پوچھتا ہوں جس منافق کو اللہ نے کافر قرار دیا تھا اس نے کیا کہا تھا؟ صرف اتنی بات کہی تھی آپ ﷺ غیب کیا جانیں اور جن منافقین کو حضور ﷺ اور صحابہ کرام نے مسجد سے نکالا تھا انہوں نے کیا کہا تھا؟ صرف اتنی بات کہی تھی آپ ﷺ کو ہمارے نفاق کا علم نہیں اُن میں کوئی ایسا تو نہیں تھا جس نے آپ ﷺ کے علم پاک کو بچوں اور جانوروں کے ساتھ تشبیہ دی ہو جیسا کہ اشرف علی تھانوی لکھا ہے ”دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ﷺ کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و



عمرو بلکہ ہر مصلیٰ (بچے) مجنون (پاگل) حیوانات اور بہائم (چوپائیوں) کے لیے بھی حاصل ہے۔“ (حفظ الایمان اشرف علی تھانوی ص ۸)

اگر یہی بات کوئی اشرف علی تھانوی کے لئے لکھ دے کہ ”تھانوی صاحب کا علم جانوروں بچوں اور پاگلوں جیسا ہے“ تو ان کے معتقدین غصہ میں آپے سے باہر ہو جائیں لیکن مقام حیرت ہے کہ جو بات یہ اپنے عالم کے لئے پسند نہیں کرتے اسے امام الانبیاء ﷺ کے لئے برداشت کرتے ہیں کیا یہی ایمان ہے یہ شخصیت پرستی اور فرقہ پرستی نہیں تو اور کیا ہے؟

علم غیبی میں مجاہدین و بہائم کا شمول ☆ کفر آمیز جنوں زاپہ جہالت تیری اُن میں کوئی ایسا تو نہیں تھا جس نے یہ کہا ہو ”شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم ﷺ کی وسعت علمی کی کوئی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے“

(براہین قاطعہ خلیل احمد انیسوی مصدقہ رشید احمد گنگوہی ص ۵۵)

خلاصہ اس کا یہ ہے شیطان اور ملک الموت کو تمام روئے زمین کا علم ہے اور یہ (قرآن و حدیث) کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے لہذا شیطان و ملک الموت کے لیے ایسا علم جو محیط روئے زمین ہو ماننا ضروری ہے لیکن حضور ﷺ کے لیے وسعت علم پر کوئی نص نہیں ہے لہذا حضور ﷺ کے لیے ایسا علم ماننا شرک ہے۔

اسی حضرت مولانا حسن رضا خاں رحمہ اللہ فرماتے ہیں

علم شیطان کا ہوا علم نبی ہے زائد ☆ پڑھوں لا حول نہ کیوں دیکھ کے صورت تیری اسماعیل دہلوی نے لکھا:

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۳)

رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۵)

ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا اللہ کی شان کے آگے چہرے سے بھی ذلیل ہے۔

(تقویۃ الایمان ص ۲۵) ”لعوذ باللہ“

میں کہتا ہوں نبی کی شان میں ایسی ایسی گستاخانہ عبارتیں لکھنے والوں نے شیطان اور منافقین کو پیچھے چھوڑ دیا ہے

یہ وہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود اگر صحابہ ایسی عبارتیں سنتے تو ہرگز برداشت نہ کرتے جبکہ فاروق اعظم اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ کی تقسیم غنیمت پر اعتراض کرنے والے کے لیے قتل کی اجازت طلب کی تھی۔ میرے پیارے سنیوں انبی ﷺ کی عظمت پر قربان ہونے والے سنیوں! مجھے بتاؤ جب منافقین نے نبی ﷺ کے علم پر اعتراض کیا تھا تو نبی ﷺ اور صحابہ نے اُن کے علم، کلمہ، نماز، روزہ، کو دیکھا تھا، نہیں! ہرگز نہیں۔ بلکہ ذلیل و خوار کر کے مسجد سے نکال دیا تھا کیونکہ وہ سچے محبت تھے تو اب وہ لوگ جن کی گستاخیاں منافقین سے بھی زیادہ ہیں تو انہیں دوست بناتا ہے اور اُن سے رشتے ناطے کرتا ہے نبی کریم ﷺ کو کیا منہ دکھائے گا کیا تو پیغام اعلیٰ حضرت بھول گیا ہے؟

نہ سمجھو گے تو منٹ جاؤ گے غافل مسلمانوں ☆ تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں

### پیغام اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ ہر سنی کے نام

پیارے بھائیو! تم مصطفیٰ ﷺ کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں، تمہیں فتنے میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم لے جائیں، ان سے بچو اور دور بھاگو، دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے، غرض کتنے ہی فتنے ہوئے اور ان سب سے نئے گاندھوی ہوئے (مودودیت ان سب کے بعد میں اُٹھنے والا فتنہ ہے) جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑیے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔



حضور اقدس ﷺ رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں حضور ﷺ سے صحابہ روشن ہوئے، اُن سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، اُن سے آئمہ مجتہدین روشن ہوئے، اُن سے ہم روشن ہوئے، اب ہم تم سے کہتے ہیں کہ نور ہم سے لے لو..... ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو..... وہ نور یہ ہے کہ اللہ ورسول کی سچی محبت، اُن کی تعظیم اور اُن کے دوستوں کی خدمت اور اُن کی تکریم اور اُن کے دشمنوں سے سچی عداوت، جس سے خدا ورسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ، پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو، فوراً اُس سے جدا ہو جاؤ..... جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو، پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو، اپنے اندر سے اُسے دُودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو (وصایا شریف، حسنین رضا)

سونا جنگل، رات اندھیری، چھائی بدلی کالی ہے  
سونے والے جاگتے رہو، چوروں کی رکھوالی ہے  
آنکھ سے کامل صاف پڑالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں  
تیری گٹھڑی تاکي ہے، اور تو نے نیند نکالی ہے  
سونا پاس ہے سونا بن ہے سونا زہر ہے اُنھ پیارے  
تو کہتا میٹھی نیند ہے تیری مت ہی زالی ہے  
آنکھیں ملنا جھنجھلا پڑنا لاکھوں بجائی انگڑائی  
نام پر اُنھنے کے لڑتا ہے اُنھنا بھی کچھ گالی ہے

اگر کوئی آدمی تجھے تیرے باپ یا تیری ماں کو گالی دے تو کیا تو اُسے سینے سے لگائے گا یا گالی کا جواب گالی سے اور اینٹ کا جواب پتھر دے گا اگر تو اُس کو سینے سے لگائے گا تو لوگ بے غیرت کہیں گے تو کیا وہ لوگ جنہوں نے اولیاء کرام صحابہ کرام نبی ﷺ کی آل اور نبی کریم ﷺ کی بے ادبیاں اور گستاخیاں کی ہیں ان کو دشمن سمجھے گا یا اُن سے رشتے نا طے کریگا جو لوگ اُن سے دوستیاں کرتے ہیں آخر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتے

ہیں

کتنا سادہ ہے اپنا اصول دوستی کوثر ☆ جو ان سے لا تعلق ہے ہمارا ہونہیں سکتا

پیغام برادر اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب رحمہ اللہ

مرے پیارے، مرے اپنے، مرے سنی بھائی ☆ آج کرنی ہے مجھے تجھ سے شکایت تیری  
تجھ سے جو کہتا ہوں تو دل سے سُن ☆ انصاف بھی کر کرے اللہ کی توفیق حمایت تیری  
گر ترے باپ کو گالی دے کوئی بے تہذیب ☆ غصہ آئے ابھی کچھ اور ہو حالت تیری  
گالیاں دیں انھیں شیطان لعین کے بیرو ☆ جن کے صدقے میں ہے ہر دولت و نعمت تیری  
اُن کے دشمن سے تجھے ربط رہے میل رہے ☆ شرم اللہ سے کر کیا ہوئی غیرت تیری  
تو نے کیا باپ کو سمجھا ہے زیادہ اُن سے ☆ جوش میں آئی جو اس درجہ حرارت تیری  
اُن کے دشمن کو اگر تو نے نہ سمجھا دشمن ☆ وہ قیامت میں کریں گے نہ رفاقت تیری  
اُن کے دشمن کا جو دشمن نہیں سچ کہتا ہوں ☆ دعویٰ ہے اصل ہے جھوٹی ہے محبت تیری  
بلکہ ایمان کی پوچھے تو ہے ایمان یہی ☆ اُن سے عشق اُن کے عدو سے ہو عداوت تیری  
اہل سنت کا عمل تیری غزل پر ہو حسن ☆ جب میں جانوں کہ ٹھکانے لگی محنت تیری  
وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا ☆ ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ ﷺ کی  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّازٍ رُءُوسَهُمْ  
وَدَايِبُهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَعْصِمُونَ ۝ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ  
أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ  
اور جب اُن سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ ﷺ تمہارے لیے معافی چاہیں

(بخشش کی دعا کریں) تو وہ اپنے سر گھماتے ہیں اور تم انہیں دیکھو کہ غرور کرتے ہوئے  
منہ پھیر لیتے ہیں۔ ان پر ایک سا ہے تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے



گا بے شک اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

﴿سورہ منافقون (۵-۶) پارہ ۲۸-۲۹ رکوع ۱۳﴾

### شان نزول

غزوہ مریسج سے فارغ ہو کر جب نبی کریم ﷺ نے سرچاہہ نزول فرمایا تو وہاں یہ واقعہ پیش آیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اجر حجابہ غفاری اور ابن ابی کے حلیف سنان بن دبر کے درمیان جنگ ہو گئی حجابہ نے مہاجرین کو اور سنان نے انصار کو پکارا اس وقت ابن ابی منافق نے حضور سید عالم ﷺ کی شان میں بہت گستاخانہ اور بے ہودہ باتیں کہیں اور یہ کہا کہ مدینہ پہنچ کر ہم میں سے عزت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے اور اپنی قوم سے کہنے لگا کہ اگر تم انہیں اپنا جھوٹا کھانا نہ دو تو یہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں اب ان پر کچھ خرچ نہ کرو تا کہ یہ مدینہ سے بھاگ جائیں اُس کی یہ ناشائستہ گفتگو سن کر زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو تاب نہ رہی انہوں نے اُس سے فرمایا کہ خدا کی قسم تو ہی ذلیل ہے اپنی قوم میں بغض ڈالنے والا اور سید عالم ﷺ کے سرمہارک پر معراج کا تاج ہے حضرت رحمن جل جلالہ نے انہیں عزت و قوت دی ہے ابن ابی کہنے لگا چپ میں تو ہنسی سے کہہ رہا تھا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے یہ خبر حضرت کی خدمت میں پہونچائی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ابن ابی کے قتل کی اجازت چاہی سید عالم ﷺ نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ لوگ کہیں گے کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں حضور انور ﷺ نے ابن ابی سے دریافت فرمایا کہ تو نے یہ باتیں کہی تھیں وہ مکر گیا اور قسم کھا گیا کہ میں نے کچھ بھی نہیں کہا اُس کے ساتھی جو مجلس شریف میں حاضر تھے وہ کہنے لگے کہ ابن ابی بوڑھا شخص ہے یہ جو کہتا ہے ٹھیک ہی کہتا ہے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو شاید دھوکا ہوا ہو اور بات یاد نہ رہی ہو پھر جب اوپر کی آیات نازل ہوئیں ابن ابی کا جھوٹ ظاہر ہو گیا تو ابن ابی سے کہا گیا کہ جاسید عالم ﷺ سے درخواست کر حضور تیرے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں تو گردن پھیری اور کہنے لگا کہ تم نے کہا ایمان لاؤ میں ایمان لے آیا تم نے کہا زکوٰۃ دے تو میں نے زکوٰۃ دی اب یہی

باقی رہ گیا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کو سجدہ کروں اس پر یہ آ یہ کر یہ نازل ہوئی۔ ﴿تفسیر نزہۃ العرفان﴾ اور جب اُن سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ ﷺ تمہارے لیے معافی چاہیں (بخشش کی دعا کریں) تو وہ اپنے سر گھماتے ہیں اور تم انہیں دیکھو کہ غرور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں ان پر ایک سا ہے تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا بے شک اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ ﴿سورہ منافقون (۵) پارہ ۲۸-۲۹ رکوع ۱۳﴾

یعنی اے محبوب میں انہیں بخشوں کیسے یہ تو آپ کے صحابہ کے دشمن ہیں اور لوگوں کو ان کی خدمت کرنے سے روکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کا دشمن کبھی نہ بخشا جائے گا، صحابہ کی خدمت ایمان کی سند ہے۔ ﴿تفسیر نور العرفان﴾

خیال رہے کہ حضور ﷺ کی یہ دعا قبول نہ ہونا حضور کی انتہائی تعظیم ہے مطلب یہ ہے کہ جو مردود خود کو آپ سے بے نیاز جانے اور آپ کے واسطے کے بغیر ہم تک پہنچنا چاہے اور آپ اپنی رحمت سے اس کے لئے دعا کریں ہم نہ بخشیں گے، ہم تو صرف اسے بخشیں گے جو آپ کا نیاز مند ہو اور آپ کے وسیلے اور ذریعہ سے ہم تک پہنچے اس کی تائید اس آیت سے بھی ہوتی ہے

﴿اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پائیں﴾ ﴿سورۃ النساء آیت ۶۴﴾

یعنی اللہ کی رحمت اور بخشش حاصل کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی سفارش اور شفاعت ضروری ہے۔ اسی لئے عاشق کہتا ہے

کسی کو کچھ نہیں ملتا تیری عطا کے بغیر اور خدا بھی کچھ نہیں دیتا تیری رضا کے بغیر وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ ﷺ لا اور ب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا بقی ہے کو نین میں نعمت رسول اللہ ﷺ بے ان کے واسطے خدا کچھ عطا کرے حاشا غلط غلط یہ حوس بے بصر کی ہے



پہلے کفار بھی رب کی توحید کے قائل تھے رب تعالیٰ فرماتا ہے

”اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین اور کام میں لگائے سورج

اور چاند تو ضرور کہیں گے اللہ نے“ ﴿سورہ العنکبوت آیت: ۶۱﴾

اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی حضور ﷺ کا انکار کر کے رب تعالیٰ کی توحید اور تمام صفات کا قائل ہو وہ مومن نہیں مشرک و کافر ہے دیکھو یہ مشرکین اللہ تعالیٰ کو تمام صفات سے موصوف مانتے تھے پھر مشرک تھے کیونکہ حضور ﷺ کے انکاری تھے۔ شیطان اللہ کی توحید، صفات اور تمام ایمانیات کو مانتا ہے مگر پھر بھی کافر ہے مشرک ہے کیوں؟ نبی کے انکار کی وجہ سے۔ ﴿تفسیر نور العرقان ص: ۶۳۳﴾

حدیث (۱۸)

بدعقیدہ اور بے ادب کے پاس بیٹھنے سے ایمان کو خطرہ ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یَکُونُ فِی آخِرِ الزَّمَانِ دَجَالُونَ کَذَّابُونَ یَأْتُونُکُمْ مِنَ الْأَحَادِیثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا الْکُتْمَ وَلَا أَبَاؤُکُمْ فَلَیْسَ بِکُمْ وَلَا یُضِلُّوْکُمْ وَلَا یُغْنُوْکُمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اخیر زمانہ میں جھوٹے دجال لوگوں کا ظہور ہوگا اور وہ تم کو ایسی احادیث سنائیں گے جن کو نہ تم نے سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادا نے جس قدر ممکن ہو تم ان سے دور رہنا اور ان کو اپنے سے دور رکھنا کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں فتنہ میں ڈال دیں۔

﴿مسلم حدیث: ۵۴۳۰ کتاب الایمان باب الاعتصام﴾

اس سے معلوم ہوا کہ بد مذہبوں سے بچنا ضروری ہے ان کی صحبت دین ایمان کے

لئے خطرہ ہے۔

حدیث (۱۹)

بدعقیدہ کا درس قرآن وحدیث بھی سننا جائز نہیں

عن اسماءَ بنِ عبیدٍ قال: دَخَلَ رَجُلَانِ مِنَ أَصْحَابِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيَّ ابْنِ سِيرِينَ فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ نَحْدِثُكَ بِحَدِيثٍ قَالَ: لَا قَالَا: فَتَقْرَأُ عَلَيْكَ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ قَالَ: لَا لَتَقُومَانِ عَنِّي أَوْ لَأَقُومَنَّ قَالَ: فَغَرَجَاهُ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: يَا أَبَا بَكْرٍ وَمَا كَانَ عَلَيْكَ أَنْ يَقْرَأَ عَلَيْكَ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ قَالَ: لَئِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْرَأَ عَلَيَّ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَيُحَرِّقَ لَهَا فَيَقْرَأَ عَلَيْكَ فِي قَلْبِي

اسماء بن عبید بیان کرتے ہیں کہ بد مذہبوں میں سے دو شخص (امام بخاری و مسلم) کے استاد امام ابن سیرین کے پاس آئے اور کہا اے ابو بکر! ہم آپ کو ایک حدیث سنائیں آپ نے کہا نہیں انہوں نے کہا پھر ہم آپ کے سامنے کتاب اللہ سے ایک آیت پڑھیں آپ نے کہا: نہیں! تم یہاں سے اٹھ کر چلے جاؤ ورنہ میں اٹھ جاؤں گا، سو وہ دونوں چلے گئے۔ کسی نے کہا اے ابو بکر! اگر وہ آپ کو قرآن مجید کی ایک آیت سنا دیتے تو کیا حرج تھا؟ آپ نے کہا: نہیں مجھے یہ خوف تھا کہ وہ میرے سامنے ایک آیت پڑھیں گے، پھر اس میں معنوی تحریف کریں گے، کہیں ان کی بیان کردہ باطل تاویل میرے دل میں بیٹھ نہ جائے۔ ﴿سنن دارمی حدیث: ۳۹۹ تہذیب القرآن سعیدی: ۳/۵۳۵﴾

حضرات کہاں وہ امام وقت عظیم محدث جو علم و تقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے تعبیر الروایا کے امام اور امام بخاری اور مسلم کے استاد تھے بد مذہبوں سے اس قدر نفرت اور پرہیز اور کہاں آج کل نے نام نہاد مجتہد ماڈرن مولوی گستاخان رسول اور گستاخ صحابہ و اہل بیت کو منبر رسول پر بٹھا کر ان سے تقریریں سنتے ہیں اور لوگوں کو سناتے ہیں خود بھی گمراہ اور لوگوں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں حالانکہ ایسے لوگوں کو منبر پر بٹھانا ہی منبری تو ہیں



ہے۔

اور اس سے وہ لوگ بھی عبرت حاصل کریں جو جاہل ہونے کے باوجود ہر محفل میں چلے جاتے ہیں اور جب ان کا ایمان اور عقیدہ برباد ہوتا ہے تو پتہ بھی نہیں چلتا مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

دور شو از اختلاط یار بد ☆ یار بد بدتر بود از مار بد

مار بد تھا ہمیں بڑا جاں زد ☆ یار بد بڑا جان و بر ایماں زد

بد مذہب دوست کے میل جول سے دُور رہ کہ بد مذہب دوست زہریلے سانپ سے بھی زیادہ بُرا ہے۔ بُرا سانپ صرف جان پر حملہ کرتا ہے لیکن بد مذہب جان و ایمان دونوں پر حملہ کرتا ہے۔

رو اشدُّ علی الکفار باش ☆ خاک بزدل داری اغیار پاش

دشمن دین نبی را خار دار ☆ بر سر منبر منہ بر دار دار

اے راہ حق پہ چلنے والے تو ہمیشہ کافروں پر سخت رہ اور غیروں کی دوستی پر خاک ڈال دے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے دشمن کو کاٹنا سمجھو اور اُسے منبر پر جگہ مت دو بلکہ پھانسی دے دو۔

امام اہل سنت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

جب تک خدا جل جلالہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہ رکھی جائے

اُس وقت تک خدا جل جلالہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت نہیں ہو سکتی۔

﴿مکتوب نمبر ۲۶۶ ج ۱/۲۲۵﴾

میری نظر میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ نفرت و عداوت رکھنے کے برابر اس کو راضی کرنے والا کوئی عمل نہیں۔ ﴿مکتوب نمبر ۲۶۶ ج ۱/۳۲۶﴾

اُن کے دشمن کا جو دشمن نہیں، سچ کہتا ہوں دعویٰ بے اصل ہے جھوٹی ہے محبت تیری

بلکہ ایمان کی پوجھے تو ہے ایمان یہی اُن سے عشق اُن کے عداوت سے ہو عداوت تیری حدیث (۲۰)

صحابہ کا بے ادب و گستاخ ملعون ہے

اور اس کا ہر عمل باطل ہے

عن عویم بن ساعدة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى اخْتَارَنِي وَأَخْتَارَ لِي أَصْحَابًا فَجَعَلَ لِي مِنْهُمْ ذُرَّاءَ وَكَصَّارًا وَأَصْهَارًا لَا تَسْبُوا أَصْحَابِي فَمَنْ سَبَّهُمْ فَقَلْبُهُ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لئے میرے صحابہ کو منتخب فرمایا اور ان میں سے میرے لئے ذُرّاء، انصار (مددگار) اور اصہار (خسر) بنائے میرے صحابہ کو گالی نہ دی جائے جس نے ان کو گالی دی اس پر اللہ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اُس کا نہ فرض قبول ہے اور نہ نفل۔

﴿المستدرک للحاکم جلد ۳ ص ۳۲۷ کتاب الشفا عربی جلد ۲ ص ۳۰۸﴾

جب صحابہ کے گستاخ و بے ادب سے شادی بیاہ ممنوع ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرے اُس سے بدرجہ اولیٰ شادی بیاہ ممنوع ہے۔

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا صحابہ کے بے ادب اور گستاخ کے ساتھ قطع تعلق

واجب ہے تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ صحابہ کی شان زیادہ ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

جب گستاخ صحابہ کے پیچھے نماز جائز نہیں تو گستاخ رسول کے پیچھے بھی جائز نہیں۔



### بد عقیدہ اور بے ادب سے شادی بیاہ ممنوع ہے

عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تُسَبُّوا أَصْحَابِي فَإِنَّهُ يَجِيءُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ يَسُبُّونَ أَصْحَابِي فَلَا تُصَلُّوا عَلَيْهِمْ وَلَا تَصَلُّوا مَعَهُمْ وَلَا تَنَاجِحُواهُمْ وَلَا تَجَالِسُواهُمْ وَإِنْ مَرَضُوا فَلَا تَعُودُواهُمْ

وفی رواية ابن ماجه: وَإِنْ لَقِيتُمُوهُمْ فَلَا تَسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کو گالی نہ دی جائے آخر زمانہ میں ایک قوم آئے گی جو میرے صحابہ کو گالی دے گی تم ان کی نماز (جنازہ) نہ پڑھنا اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھنا (یعنی ان کو امام نہ بنانا) ان سے شادی بیاہ نہ کرنا اور نہ ان کے ساتھ نشست و برخاست رکھنا اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت بھی نہ کرنا۔

ابن ماجہ کی روایت میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اگر ملیں تو سلام نہ کرو

﴿کتاب الفتن العربی جلد ۲ ص ۳۰۸﴾ (شرح شفا لماعلی قاری ص: ۵۵۵)

﴿کتاب الکبائر امام ذہبی کبیرہ نمبر ۷ ص ۲۵۰، الصواعق المخرجة ص ۳۲ مطبوعۃ کتبہ التاہرہ مصر﴾

﴿نظیر الطائفتین ص ۲۸۸﴾ (السنۃ للخلال جلد ۲ ص: ۲۸۳ حدیث ۷۶۹)

﴿ابن ماجہ حدیث: ۸۹﴾

شیخ علی قاری ”شرح شفا“ میں فرماتے ہیں (اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھنے کا مطلب ہے تم ان کی امامت میں نماز نہ پڑھنا کیونکہ یہ بد مذہب ہیں) (ان صلوا اماما فانہم اہل بدعة)

### اہل بیت اور صحابہ کرام سے محبت رکھنے والا

### رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من احب الحسن والحسين فقد احبني ومن ابغضهما فقد ابغضني

جس نے حسن حسین رضی اللہ عنہما سے پیار کیا اُس نے مجھ سے پیار کیا اور جس نے اُن سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے دشمنی رکھی۔ ﴿ابن ماجہ﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں کو پکڑ کر فرمایا:

من احبني واحب هذين واباهما وامهما كان معي في درجتي يوم القيامة

جس نے مجھ سے محبت رکھی اور ان دونوں سے اور ان کے والدین سے محبت رکھی وہ قیامت کے میرے ساتھ میرے درجہ میں گا۔ ﴿احمد حدیث ۵۷۷﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من احب اصحابي وازواجي واهل بيتي ولم يطعن في احد منهم وخرج من الدنيا على محبتهم كان معي في درجتي يوم القيامة

جس نے میرے صحابہ میری ازواج اور اہل بیت کرام سے محبت کی اور ان میں سے کسی پر زبان طعن دراز نہ کی اور ان کی محبت پر اس کا خاتمہ ہوا تو وہ قیامت کے میرے ساتھ میرے درجہ میں گا۔ ﴿ریاض النضر ۱: ۱۹۲﴾



اب جو لوگ یزید کو حق پر اور امام حسین علیہ السلام کو باغی سمجھتے ہیں اور جنتی نو جوانوں کے سردار کی شان میں نازیبا الفاظ بولتے ہیں وہ اس حدیث سے عبرت حاصل کریں اہل بیت کی دشمنی رسول اللہ کی دشمنی ہے اور رسول اللہ کی دشمنی اللہ کی دشمنی ہے ان کے دشمن پہ لعنت اللہ کی رحم پانے کے قابل نہیں ہے یہ میت ہے کسی بے ادب کی منہ دکھانے کے قابل نہیں ہے

جن کا کوڑ ہے جنت ہے اللہ کی

جن کے خادم پہ شفقت ہے اللہ کی

دوست پہ جن کے رحمت ہے اللہ کی

جن کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی

ان سب اہل محبت پہ لاکھوں سلام

### اہل بیت کے محبت صرف سنی ہیں

شیعہ مجتہد شیخ صدوق نے جامع الاخبار میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کیا ہے

مَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ عَلَى السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ

جو اہل بیت کی محبت میں مرا وہ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ پر مرا ہے

جامع الاخبار مصنف شیخ صدوق ص: ۱۸۹ الفصل الحادی والثلثون والیاض فی الموت مطبوعہ

نجف اشرف

### اہل سنت وجماعت ناجی جماعت ہے

وَكُلُّ مَنْ عَلَى مَنْ مَاتَ عَلَى السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ عَذَابُ الْقَبْرِ وَلَا شِدَّةَ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ

جو اہل سنت وجماعت کے عقیدہ پر مرا اُسے نہ عذاب قبر ہوگا اور قیامت کی

پریشانی۔

جامع الاخبار راجع شیخ صدوق ص ۸۷ الفصل السادس والثلثون فی صلاة الجمعة مطبوعہ نجف

اشرف

شیعہ حضرات کی دونوں حدیثوں سے ثابت ہو گیا کہ اہل بیت کی محبت میں مرنا اسی کو نصیب ہوتا ہے جو اہل سنت والجماعت ہو اور اہل سنت کو عذاب قبر ہوگا اور نہ قیامت کی پریشانی اور حضرت علی علیہ السلام سے محبت کا تقاضا ہے کہ سنی بن جائیں کیونکہ آپ کا مسلک اہل سنت تھا، جیسا کہ آپ نے فرمایا:

وَأَمَّا أَهْلُ السُّنَّةِ فَالْمُتَمَسِّكُونَ بِمَا سَنَّهُ اللَّهُ لَهُمْ وَرَسُولُهُ

اہل سنت تو وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے ان طریقوں کو مضبوطی سے

تھامنے والے ہیں جو ان کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

احتجاج طبری مصنف احمد بن ابی طالب شیعہ جلد اول ص ۲۳۶ مطبوعہ قم جدید طبع قدیم ص ۹۰

مطبوعہ نجف اشرف

اور اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضرت علی علیہ السلام شیعوں کے امام نہیں بلکہ سنیوں

کے امام ہیں۔

### شیعہ اہل بیت کے منکر ہیں

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شیعہ اہل بیت کے محبت ہیں وہ صرف صحابہ سے بغض

رکھتے ہیں لیکن یہ ان کی غلط فہمی ہے کیونکہ شیعہ اہل بیت کے منکر ہیں اس لئے کہ نبی کریم

ﷺ کی چار بیٹیاں ہیں حضرت زینب حضرت رقیہ حضرت ام کلثوم حضرت فاطمہ رضی

اللہ عنہن وہ ان چاروں میں سے صرف ایک کو مانتے ہیں باقی تینوں کا انکار کرتے ہیں یہ

اہل بیت سے بغض اور ان کا انکار نہیں تو اور کیا ہے؟

سب سے پہلے حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کا نکاح حضرت عثمان علیہ السلام سے

ہوا اور وہ ۲ ہجری غزوہ بدر کے وقت وفات پا گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی دوسری



بٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کر دیا۔ ۹ ہجری کو ان کا بھی انتقال ہو گیا چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں آئی تھیں اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کہتے ہیں یعنی دونوں والے۔

نور کی سرکار سے پایادو شالہ نور کا ☆ ہو مبارک تجھ کو ذوالنورین جوڑ انور کا  
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان بہت بلند ہے کہ ان کے نکاح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی آئی جس کے نکاح میں نبی کی ایک بیٹی آئے وہ شان والا ہے تو جس کے نکاح کے میں نبی کی دو بیٹیاں آئیں وہ کتنی شان والا ہوگا؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتی تو میں یکے بعد دیگرے انہیں تیرے نکاح میں دیتا جاتا یہاں تک کہ ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہتی۔

☆ ابن عساکر تاریخ الخلفاء عربی ص ۱۸۱

نور کی سرکار سے پایادو شالہ نور کا ☆ ہو مبارک تجھ کو ذوالنورین جوڑ انور کا

### لطیفہ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے زمانے میں ایک شخص امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بڑی دشمنی رکھتا تھا حتیٰ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ یہودی کہتا تھا حضرت امام صاحب کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے اسے بلایا اور اس سے فرمایا کہ میں نے تمہاری لڑکی کے لئے ایک مناسب رشتہ تلاش کیا ہے۔ لڑکے میں ہر قسم کی خوبی موجود ہے صرف اتنی سی بات ہے کہ وہ لڑکا یہودی ہے اس شخص نے جواب دیا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ اتنے بڑے امام ہو کر ایک مسلمان لڑکی کا نکاح ایک یہودی سے جائز سمجھتے ہو میں تو ہرگز اس نکاح کو جائز نہیں سمجھتا حضرت امام نے فرمایا: سبحان اللہ تمہارے جائز نہ سمجھنے سے کیا ہوتا ہے جب کہ خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو

صاحبزادیوں کا نکاح ایک یہودی سے کر دیا تھا وہ شخص فوراً سمجھ گیا کہ حضرت امام کس بات کی ہدایت فرما رہے ہیں چنانچہ اسی وقت اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ذات پاک کے متعلق باطل خیال سے توبہ کی اور حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کی برکتوں سے مالا مال ہو گیا۔

سبق ہمارے امام اعظم بہت بڑے امام اور ہادی تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی گستاخی دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہے۔

قرآن پاک سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیوں کا ثبوت ملتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْرِكُنَّ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَدٍ مِّمَّهِنَّ ﴿سورة الاحزاب آیت ۵۹﴾

اے نبی اپنی بیٹیوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ازواج اور بنات جمع کے لفظ استعمال فرمائے ہیں اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک بیٹی ہوتی تو بنات کی بجائے بنت فرمایا جاتا اس سے ثابت ہو گیا کہ نبی کی بیٹیوں کا انکار قرآن کا انکار ہے اور نبی کی بیٹیاں نبی کی اہل بیت ہیں اور اہل بیت کا انکار کرنے والا محبت اہل بیت نہیں منکر اہل بیت ہے اور دشمن اہل بیت پر جنت حرام ہے

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں لعنۃ اللہ علیکم دشمنان اہل بیت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج بھی اہل بیت میں سے ہیں

اسی طرح نبی کی ازواج کا اہل بیت میں سے ہونا قرآن سے ثابت ہے

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک (۱۲۰) سو بیس سال اور حضرت سارہ کی عمر (۹۹) ننانوے سال ہوئی تو فرشتے نے انہیں بیٹے کے ولادت کی خوشخبری سنائی تو حضرت



سارہ رضی اللہ عنہا نے یہ بشارت سن کر کہا: ہائے خرابی کیا میرے بچہ ہوگا اور میں بوڑھی ہوں اور میرے شوہر بوڑھے بیشک یہ تو بہت عجیب بات ہے تو فرشتوں نے کہا ﴿قَالَ وَاتَّعَجِبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحِمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ﴾ کیا اللہ کے کام سے تعجب کرتی ہو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اے اس گھر والو۔ ﴿سورۃ ہود آیت ۷۲-۷۳﴾

نص قطعی سے ثابت ہو گیا کہ نبی کے گھر والے نبی کے اہل بیت ہیں لیکن شیعہ ازواج کے نہایت گستاخ اور بے ادب ہیں اور ان پر سب دشمتم کرتے ہیں ازواج میں سے صرف حضرت خدیجہ کو مانتے ہیں باقی کے منکر ہیں جو نبی کے اہل بیت یعنی ازواج کو نہ مانے وہ اہل بیت کا محب ہے یا منکر؟ جو اہل بیت کا منکر ہو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے دوزخ کی آگ تیار کر رکھی ہے۔

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوان اہل بیت  
تم کو مژدہ ناز کا دشمنان اہل بیت  
اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں  
لعنۃ اللہ علیکم دشمنان اہل بیت

ہم اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ آل علی آل عقیل آل جعفر آل عباس نبی کی ازواج بیٹیاں اور نواسے اور نواسیاں تمام اہل بیت ہیں ان سب کو آل محمد کہا جاتا ہے شیعہ صرف پانچ کو پاک مانتے ہیں لیکن ہمارا عقیدہ یہ ہے

مؤمن کی پہچان

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ازواج کو امت کی مائیں قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾

یہ نبی مؤمنوں کا ان کی جان سے بھی زیادہ مالک ہے اور اس کی ازواج مؤمنوں کی مائیں ہیں۔ ﴿سورۃ الاحزاب آیت ۵﴾  
رب تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو مؤمنوں کی ماں فرمایا ہے تو مؤمن وہی ہے جو ان کو ماں مان کر ان کا ادب و احترام اور تعظیم کرے اور جو ان کو ماں نہ مانے اور ان کی شان میں بے ادبی کرے وہ مؤمن ہی نہیں۔

عام ماں کی شان بہت بلند ہے کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے اور ماں کا نانا فرماں جنت میں داخل نہیں ہو سکتا یہ تو عام ماں کی بات ہے اس ماں کی شان کا اندازہ کون کر سکتا ہے جو تمام جہان کے مؤمنوں کی ماں ہو جسے قرآن نے ماں فرمایا ہو اس کی شان میں بے ادبی کرنے والا جنت میں کیسے جاسکتا ہے۔

شیعہ ازواج مطہرات کے گستاخ اور بے ادب ہیں

گستاخی نمبر ۱

شیعوں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے

امام جعفر صادق ہر فرض نماز کے بعد چار مردوں اور چار عورتوں پر لعنت کیا کرتے تھے یعنی خلفاء راشدین حضرت ابو بکر عثمان رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ حضرت ہند اور ام الحکم رضی اللہ عنہا پر۔

﴿فروع کافی کتاب الصلاة باب التعقيب بعد الدعاء﴾

گستاخی نمبر ۲

امام قائم ظاہر ہو کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو زندہ کریں گے اور ان پر حد قائم کریں گے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے انتقام لیں گے۔

﴿حق الثقلین ص ۲۱۹ اور بیان رجعت﴾

اور یہ بھی شیعہ کتب میں لکھا ہے ہر گناہ کی توبہ قبول ہو سکتی ہے مگر گستاخ سیدہ عائشہ



کی توبہ قبول نہیں ہو سکتی۔ ﴿منہج الصادقین جلد ششم ص ۲۶۸﴾

شیعہ کے گستاخ اہل بیت و گستاخ صحابہ ہونے میں کوئی شک نہیں مگر یہ پڑھ کر میری حیرت کی انتہاء نہ رہی کہ اپنے آپ کو سنی کہلانے والے بھی امہات المؤمنین کے گستاخ اور بے ادب ہو سکتے ہیں چنانچہ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر مودودی صاحب کا امہات المؤمنین کے متعلق نظریہ پڑھو۔ نقل کفر نباشد۔

مودودی صاحب شیعوں کے نقش قدم پر

جماعت اسلامی کے بانی مودودی صاحب امہات المؤمنین کے متعلق لکھتے ہیں:-  
”وہ نبی کریم ﷺ کے مقابلے میں کچھ زیادہ جری ہو گئیں تھیں اور حضور ﷺ سے زبان درازی کرنے لگیں تھیں۔“ (ہفت روزہ ایشیاء، ۱۹ نومبر ۱۹۷۶ء)

(کتاب کے آخر میں تفصیل آرہی ہے)

اب اگر ان کا کوئی عقیدت مند یہ کہہ ڈالے کہ مودودی صاحب کی اہلیہ ان کے سامنے زبان درازی کرتی ہے تو مودودی صاحب اس فقرہ میں اپنی نفرت اور ہتک عزت محسوس کرینگے پس جو فقرہ مودودی صاحب کے حق میں گستاخی تصور کیا جاتا ہے میں نہیں سمجھتا کہ وہ حضور ﷺ اور امہات المؤمنین کے حق میں سوء ادب کیوں نہیں۔

حدیث (۲۳) کعبہ کا بے ادب امامت کے لائق نہیں

عن السائب بن خلاد رضی اللہ عنہ قال: أَنَّ رَجُلًا أَمَّ قَوْمًا فَبَصَقَ فِي الْعِبْلَةِ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْظُرُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
حِينَ فَرَغَ: لَا يُصَلِّيْكُمْ، فَأَرَادَ بَعْدَ ذَلِكَ أَنْ يُصَلِّيَ لَهُمْ فَمَنْعُوهُ  
وَأُخْبِرُوهُ بِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ:  
نَعَمْ، وَحَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّكَ أَذَيْتَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے قوم کی امامت کی اور

قبلہ کی طرف تھوک دیا حضور ﷺ دیکھ رہے تھے۔ تب نبی کریم ﷺ نے فراغت پر فرمایا آئندہ یہ تمہیں نماز نہ پڑھائے۔ اس کے بعد اُس نے نماز پڑھانی چاہی، لوگوں نے روک دیا، اور حضور ﷺ کے فرمان سے اُسے آگاہ کیا، اس نے یہ واقعہ نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: تو نے اللہ اور اُس کے رسول کو ایذا دی۔

﴿ابوداؤد حدیث (۴۸۱) کتاب اصلاۃ باب فی کرامۃ الخواص فی المسجد﴾

﴿مشکوٰۃ حدیث: ۷۴۷۷ ص ۱۱۹﴾

اس سے معلوم ہوا جو کعبہ کا بے ادب ہو امامت کے لائق نہیں تو جو انبیاء کرام و اولیاء کرام کا بے ادب ہو جن کی شان کعبے سے بھی زیادہ ہے امامت کے لائق کیسے ہو سکتا ہے۔

امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی کا فتویٰ

مسئلہ 52: 21 محرم الحرام 1339ء

کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ امامت کس کس شخص کی جائز ہے۔ اور کس کس کی ناجائز اور مکروہ اور سب سے بہتر امامت کس شخص کی ہے؟ بیہوا توجروا

الجواب

جو قرأت غلط پڑھتا ہو جس سے معنی فاسد ہوں، یا وضو، یا غسل صحیح نہ کرتا ہو، یا ضروریات میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہو۔ جیسے وہابی، رافضی، غیر مقلد، نیچری، قادیانی، چکڑالوی وغیرہم ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔

اور جس کی گمراہی حد کفر تک نہ پہنچی ہو، جیسے تفضیلیہ کہ مولیٰ علی کو شیخین سے افضل بتاتے ہیں یا تفسیقیہ کہ بعض صحابہ کرام مثل امیر معاویہ و عمرو بن عاص و ابوموسیٰ اشعری اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم کو برا کہتے ہیں ان کے پیچھے نماز بکراہت شدیدہ تحریمہ مکروہ ہے



کہ انہیں امام بنانا حرام، اور ان کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور جہنمی پڑھی ہوں سب کا پھیرنا واجب۔ ..... نہ ان کی نماز، نماز ہے نہ ان کے پیچھے نماز، نماز۔ بالفرض وہی جمعہ یا عیدین کے امام ہوا اور کوئی مسلمان امامت کے لئے نڈل سکے تو جمعہ و عیدین کا ترک فرض ہے جمعہ کے بدلے ظہر پڑھے اور عیدین کا کچھ عوض نہیں۔

﴿احکام شریعت از امام احمد رضا ص ۱۱۱﴾

### گستاخانِ اولیاء کا عبرت ناک انجام

علامہ ملا علی قاری صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن علی تہمی شافعی بیان کرتے ہیں کہ میں تحصیل علم کے لیے بغداد آیا اور مدرسہ نظامیہ میں داخلہ لیا ابن سقا میرا ہم جماعت اور ہم سبق تھا ہم دونوں عبادت کرتے اور اہل اللہ کی زیارت کے لیے نکل جاتے بغداد میں ایک شخص کے لیے مشہور تھا کہ وہ غوث وقت ہے اور جب چاہتا ہے ظاہر ہوتا ہے اور جب چاہتا ہے غائب ہو جاتا ہے۔ ایک دن میں، ابن السقاء اور نو عمری کے زمانہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اس غوث کی زیارت کو گئے۔ راستہ میں ابن السقاء نے کہا آج میں ان سے ایک ایسا علمی مسئلہ پوچھوں گا جس کا وہ جواب نہیں دے سکیں گے۔ میں نے کہا میں بھی ایک مسئلہ پوچھوں گا دیکھیے اس کا وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا معاذ اللہ میں تو ان سے کوئی مسئلہ نہیں پوچھوں گا بلکہ مجلس میں بیٹھ کر فیض زیارت اور فیض صحبت ہی حاصل کروں گا جب ہم تینوں ان کے مکان پر پہنچے تو دیکھا کہ وہ اپنی جگہ پر موجود نہیں ہیں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ان کو وہاں بیٹھے پایا۔ انہوں نے ابن السقاء کی طرف قہر آلود نگاہوں سے دیکھا اور غصہ سے فرمایا اے ابن السقاء! خدا تیرا بھلا نہ کرے تو مجھ سے وہ مسئلہ پوچھے گا جس کا مجھے جواب نہ آئے گا نہ کھول کر سن! تیرا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے بیشک میں تجھ میں کفر کی بھڑکتی ہوئی آگ دیکھ رہا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے میری طرف متوجہ

ہو کر فرمایا: اے عبد اللہ! تم مجھ سے مسئلہ پوچھو گے کہ دیکھو میں کیا جواب دیتا ہوں تمہارا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے تمہاری بے ادبی کے سبب میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا تیرے کانوں کی لوتک پہنچ چکی ہے پھر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے قریب بٹھا کر بہت احترام کیا اور فرمایا اے عبد القادر تم نے ادب کی وجہ سے اللہ و رسول عزوجل صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر لیا ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ تو بغداد کے منبر پر بیٹھا ہوا وعظ کہہ رہا ہے اور لاکھوں انسان تیرے بیان سے فیض یاب ہو رہے ہیں اور تو کہہ رہا "قَدْ صَبَّحَ هَذَا عَلَيَّ دَقِيقَةٌ كُلُّ وَلِيِّ اللَّهِ" میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے اور مجھے یہ بھی نظر آ رہا ہے کہ تمام اولیاء اللہ نے تیری بزرگی کے سامنے اپنی گردنوں کو جھکا دیا ہے وہ غوث یہ فرما کر ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئے پھر ہم نے انہیں نہیں دیکھا۔ ابن سقاء نے ہر علم میں شاندار کامیابی حاصل کی ساری دنیا میں اُس کے علم کا چرچا ہونے لگا بڑے بڑے علماء اس سے مناظرہ میں شکست کھا گئے عباسی خلیفہ نے اُسے اپنے خاص مصاحبوں میں داخل کیا اور روم کے بادشاہ کی طرف اُسے سفیر بنا کر بھیجا روم کے عیسائی بادشاہ نے اپنے تمام پادریوں کو جمع کیا اور ابن سقا کو مناظرہ کی دعوت دی ابن سقا نے تمام پادریوں کو شکست فاش دی اور لا جواب کر دیا بادشاہ اس صورت حال سے سخت پریشان ہوا اچانک اُس کی جوان لڑکی پر اُس کی نظر پڑ گئی اور وہ اُسے دل دے بیٹھا بادشاہ سے نکاح کی درخواست کی اس نے کہا عیسائیت قبول کر لو تو مجھے کوئی عذر نہیں ابن سقا نے فوراً اسلام کو خیر باد کہا اور مرتد ہو گیا بادشاہ نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا نکاح کے ساتھ ہی اُس کے جسم میں کوڑھ کی بیماری پھیل گئی بادشاہ نے اُسے اٹھوا کر شہر سے باہر پھینک دیا جو آدمی اُس کے پاس سے گزرتا تھا اُس پر لعنت بھیجتا تھا لوگ کہتے تھے یہ وہ آدمی ہے جس نے ایک ولی اللہ کی بے ادبی کی آخروہ اسی حالت میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گیا۔

راوی کا بیان ہے کہ میں دمشق آیا سلطان نور الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے محکمہ



اوقاف کا وزیر بنادیا اور دنیا میرے کانوں کی لوتک پہنچ گئی میرے معاملہ میں بھی غوث کا کہنا صحیح ہوا مگر ایمان سلامت رہا کیونکہ میری بے ادبی اُس سے کم تھی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ بغداد کی جامع مسجد میں کھڑے ہو کر فرما رہے ہیں میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے۔

﴿نزهة القاطر الفاتر از ملا علی قاری صاحب مرقات﴾

اُن کے دشمن پہ لعنت اللہ کی رحم پانے کے قابل نہیں ہے  
یہ میت ہے کسی بے ادب کی منہ دکھانے کے قابل نہیں ہے  
حدیث (۲۴)

### ولی کے بے ادب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان جنگ

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ:  
إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْمَا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اُس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں جن چیزوں کے ذریعے بندہ میرا قرب حاصل کرتا ہے اُن میں سب سے پسندیدہ چیز میرے نزدیک فرائض ہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اُس سے محبت کرتا ہوں تو اُس کی سماعت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور اُس کی بصارت بن جاتا ہوں

جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور اُس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور اُسے عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ پکڑے تو ضرور میں اُسے پناہ دیتا ہوں۔

﴿بخاری کتاب الرقاق حدیث: ۶۵۰۲، مشکاۃ کتاب الدعوات حدیث: ۲۲۶۶﴾

اس حدیث سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو بتوں والی آیات پڑھ کر نبیوں و لیوں کے اختیار کی نفی کرتے ہیں اور انہیں من دون اللہ ثابت کرتے ہیں حالانکہ من دون اللہ ناپاک اور بت ہیں اور ”اولیاء اللہ“ اللہ کے دوست اور محبوب ہیں جب ولی کے دشمن اور بے ادب کو اللہ تعالیٰ کی طرف اعلان جنگ ہے تو جو صحابہ کی شان میں یا اہل بیت کی شان میں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کرے اور اُن کی گستاخی کرے وہ ضرور اللہ کا دشمن اور بے ایمان ہے۔

اُن کے دشمن پہ لعنت اللہ کی رحم پانے کے قابل نہیں ہے  
یہ میت ہے کسی بے ادب کی منہ دکھانے کے قابل نہیں ہے  
حدیث نمبر (۲۵)

### بے ادب کا منہ ٹیڑھا ہو گیا

عن عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما قال:  
كَانَ الْحَكَمُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ يَجْلِسُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا تَكَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ اخْتَلَجَ بِوَجْهِهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ كُنْ كَذَلِكَ فَلَمْ يَزَلْ يَخْتَلِجُ حَتَّى مَاتَ.

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حکم بن العاص رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا جب آپ ﷺ کچھ ارشاد فرماتے تو وہ اپنا منہ ٹیڑھا کرتا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”كُنْ كَذَلِكَ“ اسی طرح ہو جا، پھر اس گستاخ کا منہ مرتے دم



تک سید حانہ ہوا۔

﴿خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۱۳۲﴾ (عربی) رواہ الحاکم وصحیحہ والبیہقی والطبرانی  
 اُن کے دشمن پہ لعنت اللہ کی رحم پانے کے قابل نہیں ہے  
 یہ میت ہے کسی بے ادب کی منہ دکھانے کے قابل نہیں ہے  
 وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں  
 اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام  
 حدیث نمبر (۲۶)

### گستاخ رسول کو زمین بھی قبول نہیں کرتی

عن انس رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَكْتُمُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَرَادَ ذَلِكَ الرَّجُلُ عَنِ الْإِسْلَامِ فَلَحِقَ بِالْمُشْرِكِينَ وَقَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِمُحَمَّدٍ إِنَّ كُنْتُ لَا كُتُبُ مَا شِئْتُ فَمَاتَ ذَلِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ الْأَرْضَ لَا تَقْبَلُهُ فَدُفِنَ فَلَمْ تَقْبَلْهُ الْأَرْضُ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ: فَقَدِمْتُ الْأَرْضَ الَّتِي مَاتَ فِيهَا فَوَجَدْتُه مَبْنُودًا فَقُلْتُ مَا شَأْنُ هَذَا الرَّجُلِ؟ قَالُوا: نَحْنُ دَفَنَاهُ مَرَارًا فَلَمْ تَقْبَلْهُ الْأَرْضُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کاتب وحی تھا وہ اسلام سے پھر گیا اور مشرکین سے جا ملا اور کہنے میں محمد ﷺ سے زیادہ عالم ہوں میں جو چاہتا تھا لکھ دیا کرتا تھا وہ مر گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: اسے زمین قبول نہیں کرے گی وہ دفن کیا گیا زمین نے اس کو قبول نہ کیا حضرت ابو طلحہ کہتے ہیں کہ جہاں وہ دفن کیا گیا تھا وہاں میں گیا تو میں نے اسے زمین کے اوپر پھینکا ہوا پایا میں نے کہا اس میت کا کیا حال ہے لوگوں نے کہا اس کو بار بار دفن کیا گیا مگر زمین نے اسے قبول نہ کیا۔

﴿مسند احمد بن حنبل حدیث ۶۹ ص ۱۱۷ صحیح ابن حبان حدیث ۴۴۷ جلد ۳ ص ۱۹﴾

﴿خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۳۰﴾ باب معجزۃ من مات ولم تقبلہ الارض

﴿بخاری حدیث ۳۶۱۷ کتاب المناقب باب علامات النبوة فی الاسلام مسلم ۲۷۸۱﴾

﴿مشکوٰۃ حدیث ۵۸۹۸ کتاب الفضائل باب المعجزات﴾

اس سے معلوم ہوا کہ زمین بھی حضور ﷺ کے دوست دشمن کو پہچانتی ہے اور حضور ﷺ کے حکم کے تابع ہے جیسا حضور ﷺ نے فرمایا بالکل ویسا ہی ہوا لیکن افسوس ہے اُن مسلمانوں پر جو حضور ﷺ کے گستاخوں کو پہچانتے ہوئے بھی ان سے دوستی بلکہ رشتہ داری کرتے ہیں ایسے لوگوں سے تو زمین اچھی ہے جو گستاخوں پر لعنت بھیجتی ہے اور یہ انسان اشرف المخلوقات ہوتے ہوئے حضور ﷺ کی بے ادبی کرنے والوں کو سینے سے لگاتا ہے۔

اُن کے دشمن پہ لعنت اللہ کی رحم پانے کے قابل نہیں ہے  
 یہ میت ہے کسی بے ادب کی منہ دکھانے کے قابل نہیں ہے  
 حدیث نمبر (۲۷)

### درندے بھی حضور ﷺ کے گستاخ کو پہچانتے ہیں

عن عروۃ بن الزبیر رضی اللہ عنہما أَنَّ عَثْبَةَ أَرَادَ الْخُرُوجَ إِلَى الشَّامِ فَقَالَ لَأَكْبِيَنَّ مُحَمَّدًا فَلَمَّا وَفَّيْنَاهُ فَأَتَاهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ هُوَ كَافِرٌ بِالنَّبِيِّ إِذَا هُوَ ثُمَّ تَغَلَّ فِي وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَلَيْسَ سَلَطَ عَلَيْهِ كَلْبًا مِنْ كِلَابِكَ فَرَجَعَ عَثْبَةُ إِلَى أَبِيهِ فَأَخْبَرَهُ ثُمَّ خَرَجُوا إِلَى الشَّامِ فَنَزَلُوا مَدْرَلًا فَأَشْرَفَ عَلَيْهِمُ الرَّاهِبُ مِنَ الدَّيْرِ فَقَالَ لَهُمْ يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ مَا أَلَزَكُمُ هَذِهِ الْبِلَادَ فَإِنَّهَا يَسْرَعُ الْأَسَدُ فِيهَا كَمَا تَسْرَعُ الْقَنْمُ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ لِأَصْحَابِهِ أَغِيثُونَا يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ هَذِهِ اللَّيْلَةُ فَإِنِّي أَخَافُ عَلَى ابْنِي مِنْ دَعْوَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَأَجْمِعُوا مَتَاعَكُمْ



إِلَى هَذِهِ الصُّومَةِ وَأَكْرَشُوا لَاتِبِي عَلَيْهَا ثُمَّ أَكْرَشُوا حَوْلَهَا فَفَعَلْنَا فَبَاءَ  
الْأَسَدُ فَشَمَّ وَجْوهَنَا فَلَمَّا لَمْ يَجِدْ مَا يُرِيدُ تَغَيَّضَ فَوَقَّبَ وَكَبَّ فَإِذَا هُوَ  
فَوْقَ الْمَتَاعِ فَشَمَّ وَجْهَهُ ثُمَّ هَزَمَهُ هَزْمَةً فَفَسَخَ رَأْسَهُ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ قَدْ  
عَرَفْتُ أَنَّهُ لَا يَتَغَلَّتْ عَنْ دَعْوَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عتبہ بن ابولہب نے شام جانے  
کا ارادہ کیا اور کہا کہ میں محمد ﷺ کے پاس جا کر انہیں ضرور ایذا دوں گا چنانچہ وہ آیا اور کہا  
اے محمد میں اس آیت (بِالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ) کا انکار کرتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ کی  
گستاخی کرتے ہوئے آپ ﷺ کے چہرہ انور پر تھوک دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے  
خلاف یہ دعا کی ”اے اللہ اپنے کتوں میں سے کسی کتے کو اس پر مسلط کر دے“ پھر عتبہ اور  
اس کا باپ دیگر ساتھیوں کے ساتھ ملک شام گئے راستہ میں ایک جگہ اترے اور ان کی  
طرف گرجہ سے ایک راہب نکلا اور کہا اے گروہ قریش تم اس جگہ کس لئے اترے ہو  
یہاں پر شیر بکریوں کی طرح نکلتے ہیں ابولہب نے ساتھیوں سے کہا اے گروہ قریش اس  
رات میری مدد کرو میں اپنے بیٹے پر محمد ﷺ کی دعائے ضرر سے ڈرتا ہوں تم اپنا سامان  
اس گرجہ کی طرف جمع کرو اور اس کے اوپر میرے بیٹے کا بستر بچھاؤ اور اپنے بستر اس کے  
ارد گرد بچھاؤ انہوں نے ایسا کیا لیکن جب شیر آیا تو اس نے ایک ایک کا منہ سونگھا کسی کو  
کچھ نہیں کہا اس کا مطلوب جب اس کو نہ ملا تو اس نے سامان کے اوپر چھلانگ لگائی اور ابو  
لہب کے بیٹے عتبہ کو سونگھا اور قتل کر دیا اور سرتن سے جدا کر دیا تو ابولہب نے کہا کہ میں  
پہچان گیا تھا کہ یہ محمد ﷺ کی دعائے ضرر سے رہائی نہیں پاسکتا۔

﴿تفسیر ابن کثیر سورۃ نجم ص ۸۳﴾

ابن عساکر نے عتبہ بن ابی لہب کے باب میں یہ روایت نقل کی ہے  
اس سے معلوم ہوا کہ گستاخ رسول کے منہ سے ایک خاص قسم کی بو آتی ہے جسے  
درندے بھی پہچانتے ہیں اور گستاخ رسول عذاب الہی سے بچ نہیں سکتا۔

اُن کے دشمن پہ لعنت اللہ کی رحم پانے کے قابل نہیں ہے  
یہ میت ہے کسی بے ادب کی منہ دکھانے کے قابل نہیں ہے  
حدیث نمبر (۲۸)

گستاخ رسول کو قتل کرنا سنت صحابہ رضی اللہ عنہم ہے

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما: أَنَّ أَعْمَى كَانَ لَهُ أُمٌّ وَلَكِنْ  
تَشْتَمُ النَّبِيَّ ﷺ وَتَقَعُ فِيهِ فَيَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهَى وَيَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجُرُ قَالَ:  
فَلَمَّا كَانَ ذَلِكَ لَيْلَةً جَعَلْتُ تَقَعُ فِي النَّبِيِّ ﷺ وَتَشْتَمُهُ فَأَخَذَ الْيَمْعُولُ  
فَوَضَعَهُ فِي بَطْنِهَا وَأَتَاكَ عَلَيْهَا فَتَقْتَلُهَا فَلَمَّا أَضْبَحَ ذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ  
فَجَمَعَ النَّاسُ فَقَالَ: (( أَكْشِدُ اللَّهَ رَجُلًا فَعَلَ مَا فَعَلَ لِي عَلَيْهِ حَقٌّ إِلَّا قَامَ  
فَقَامَ الْأَعْمَى يَتَخَطَّى النَّاسَ وَهُوَ يَتَزَلُّزِلُ حَتَّى قَعَدَ بَيْنَ يَدَيِ  
النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا صَاحِبُهَا كَانَكَ تَشْتَمُكَ وَتَقَعُ فِيكَ  
فَأَكْهَاهَا فَلَا تَنْتَهَى وَأَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجُرُ فَلَمَّا كَانَ الْبَارِحَةَ جَعَلْتُ  
تَشْتَمُكَ وَتَقَعُ فِيكَ فَأَخَذْتُ الْيَمْعُولَ فَوَضَعْتُهُ فِي بَطْنِهَا وَأَتَاكَ  
عَلَيْهَا حَتَّى قَتَلْتَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( أَلَا أَشْهَدُكَ أَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی کی ایک لونڈی تھی جو  
حضور ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی کیا کرتی تھی وہ اسے بے ادبی سے روکتے تھے اور  
جھڑکتے تھے لیکن وہ باز نہ آتی تھی ایک رات جب وہ حضور ﷺ کی شان میں بکواس  
کر رہی تھی تو انہوں نے یمغول (چھوٹی تلوار) لی اور اس کو اسے کے پیٹ میں رکھا اور  
اوپر بیٹھ گئے یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا۔

جب صبح ہوئی تو لوگوں نے حضور ﷺ سے ذکر کیا جب لوگ جمع ہوئے تو حضور  
ﷺ نے فرمایا: ”میں اس آدمی کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے یہ کام کیا ہے میرا اس پر حق



یہ ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے چنانچہ نابینا صحابی لوگوں کے درمیان چلتے ہوئے کانپتے ہوئے حضور ﷺ کے سامنے جا بیٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں ہی اس کا قاتل ہوں یہ آپ کی شان اقدس میں نازیبا الفاظ استعمال کرتی تھی میں اسے روکا کرتا تھا جب اس نے رات کو آپ کی شان میں بے ادبی کی تو میں مغول پکڑی اور اسے اس کے پیٹ پر رکھا اور اس کے اوپر بیٹھ گیا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گواہ ہو جاؤ اس کا خون رائیگاں اور باطل ہے“ (یعنی اس کے خون کا کوئی قصاص نہیں کیونکہ وہ گستاخی کی وجہ سے اپنا خون حلال کر چکی ہے اور اس کا قتل حلال ہے) ﴿ابوداؤد حدیث ۴۳۶۱ کتاب الحدود باب احکم من سب النبی ﷺ﴾

حدیث ۲۹:

### اہل مدینہ کو ڈرانے والا ملعون ہے

عن عبادة بن الصامت رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: **الْكَلْبُ مَنْ ظَلَمَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ وَأَخَافَهُمْ فَأَخِيفَهُ وَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَايِكَةُ وَالنَّاسُ أَجْمَعِينَ وَلَا يَقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ** حضرت عبادة بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ جو اہل مدینہ پر ظلم کرے اور انہیں ڈرائے تو اسے خوف میں مبتلا کر اور اس پر اللہ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت اور اس کا نہ فرض قبول کیا جائے گانہ نفل۔ ﴿سلسلہ الاحادیث الصحیحہ البانی حدیث (۳۵۱) مجمع الزوائد ۳/۳۰۶ طبرانی فی الکبیر﴾ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل مدینہ پر جو بھی ظلم کرے یا انہیں ڈرائے اس کا اقتدار قائم نہیں رہ سکتا جلد ہی وہ زوال پذیر ہو جائے گا اور آخرت کا عذاب اس کے علاوہ ہے۔

حدیث نمبر (۳۰)

### منافق بدعقیدہ کو قیامت کے دن مخلوق کے سامنے رسوا کیا جائے گا

عن ابن عمر رضي الله عنه قال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: **إِنَّ اللَّهَ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَيَسْتَرُّهُ فَيَقُولُ: اتَّعَرَفُ ذَكَبَ كَذَا اتَّعَرَفُ ذَكَبَ كَذَا فَيَقُولُ نَعَمْ أَيْ رَبِّ حَتَّى إِذَا قَرَّرَهُ بِذُنُوبِهِ وَرَأَى فِي نَفْسِهِ أَنَّهُ هَلَكَ قَالَ: سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَأَنَا أَعْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ فَيُعْطَى كِتَابَ حَسَنَاتِهِ وَأَمَّا الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُونَ فَيَقُولُ الْأَشْهَادُ (هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ)**

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے روز ایک مؤمن رب تعالیٰ اپنے قریب کر لے گا حتیٰ کہ اس کو اپنی رحمت کے پر میں چھپالے گا پھر اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا اور فرمائے گا: کیا تو اس گناہ کو جانتا ہے؟

کیا تو اس گناہ کو جانتا ہے؟ وہ کہے ہاں اے رب یہاں تک کہ سارے گناہوں کا اقرار کرے گا اور سوچے گا کہ اب ہلاک ہو گیا رب تعالیٰ فرمائے گا میں نے دنیا میں تیری پردہ پوشی کی تھی اور آج تیرے گناہوں کو بخش دیا ہے پھر اسے ٹیکوں والی کتاب عطا کر دی جائے گی لیکن جو کافر اور منافق ہوں گے ان کے متعلق گواہ کہیں گے یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا تھا گواہ ہو جاؤ کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

﴿بخاری حدیث: ۲۴۴۱ کتاب المظالم ☆ مسلم حدیث: ۶۸۰۸ کتاب التوبہ﴾

﴿مکتوۃ حدیث: ۵۵۵۱ کتاب حملۃ القیامۃ﴾



اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے گناہوں کا حساب محشر والوں سے چھپایا جائے گا لیکن نیکوں کا حساب اعلانیہ ہوگا بلکہ نیکوں کی نیکیاں چہروں پر نمودار ہوں گی کہ ان کے منہ چمکتے ہوں گے لیکن اگر بندہ اپنے چھپے گناہ کو خود ہی ظاہر کر دے تو ان کا وہاں بھی اعلان ہوگا بلکہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ تمام لوگوں کو اللہ معاف کر دے گا لیکن وہ جو اپنے چھپے گناہ خود ظاہر کر دیتے ہیں ان کی بخشش نہ ہوگی اس لئے کہ وہ رات کو کوئی گناہ کرتے ہیں رب ان کا پردہ رکھتا ہے صبح کو رب کا پردہ اپنے ہاتھ سے کھول دیتے ہیں اور لوگوں کے سامنے بڑے فخر سے اپنا عیب بیان کرتے تھے۔

﴿بخاری حدیث: ۶۰۶۹ ☆ مسلم حدیث: ۲۹۹۰﴾

﴿مشکوٰۃ حدیث: ۲۸۳۱ کتاب الادب باب حفظ اللسان﴾

لیکن اس کے برعکس کافر و منافق کی تمام گناہوں کا حساب اعلانیہ ہوگا ان کی کسی نیکی کا ذکر تک نہ ہوگا کیونکہ وہ سب رد ہو چکیں کیونکہ عقیدہ کے بغیر کوئی نیکی قابل قبول نہیں نیز وہ لوگ اپنی نیکیوں کے عوض دنیا میں اللہ کی نعمتیں استعمال کر چکے ہیں منافقین کے پاس اپنی عبادات کے بلب ٹیوٹیں اور وارننگ بڑی شاندار تھیں لیکن پاور ہاؤس سے ان کا تعلق نہ تھا اس لئے کنکشن حاصل نہ کر سکے اس لئے دن تو انہوں نے بڑی خوشی سے گزار لیا لیکن جب رات ہوئی یعنی قیامت برپا ہوئی تو ہاتھ ملتے رہ گئے اور اپنے ہمسایوں یعنی مومنوں سے سوال کرنے لگے کہ ہمارے گھر میں اندھیرا ہے گرمی سے جان نکل رہی ہے صرف ایک بلب کے لئے وارنر دے دو تاکہ ہم اپنا گھر بھی روشن کر سکیں مومن کہیں گے ہم تو تمہیں دنیا میں کہتے تھے کہ اندھیری قبر اور محشر میں اگر روشنی کی ضرورت ہے تو نور والے اور قائم نعمت نبی ﷺ سے کنکشن لے لو تو تم ہم پر شرک و کفر کے فتویٰ جاری کرتے تھے جاؤ دنیا میں جا کر نور تلاش کرو۔ یہ کنکشن یہاں نہیں بلکہ مدینہ میں ملتا تھا۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے ہر کل نہ مانیں گے قیامت کو گراں گیا

عشق سرکار کی ایک شمع جلا لودل میں ☆ بعد مرنے کے لحد میں اجالا ہوگا جب بھی مانگو وسیلہ سے نبی کے مانگو ☆ اس وسیلہ سے کرم اور بھی بالا ہوگا رب تعالیٰ نے فرمایا: اس دن ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں بائیں دوڑتا ہے.....

جس دن منافق مرد اور عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے اَلْغَطْرُؤُنَا نَقْتَبِسُ مِنْ نُورِكُمْ ہم پر نگاہ کرم کرو ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لے لیں کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹو وہاں نور تلاش کرو جہی ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی۔

﴿سورۃ الحجۃ آیت: ۱۱-۱۲﴾ (پارہ نمبر ۲۷ رکوع ۱۸)

حدیث نمبر (۳۱)

### بدعقیدہ کا انجام بُرا ہوتا ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال:

شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حُنَيْنًا فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِيدًا فَأَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ الَّذِي قُتِلَ لَهُ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيدًا وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى النَّارِ قَالَ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ أَنْ يَرْتَابَ فَبَيَّنَمَا لَهُمْ عَلَى ذَلِكَ إِذْ قِيلَ إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ وَلَكِنَّ بِهِ جِرَاحًا شَدِيدًا فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَضْبِرْ عَلَى الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذَلِكَ فَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنِّي عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ ثُمَّ أَمَرَ بِلَا لَافْنَادِي بِالنَّاسِ إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَإِنَّ اللَّهَ لَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کی



بارگاہ میں حاضر تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے شخص کے بارے میں جو اسلام کا دعویٰ کرتا تھا فرمایا: کہ یہ جہنمی ہے۔ جب میدان کارزار گرم ہوا تو اس شخص نے قتل و قتال میں بڑھ چڑھ کر کارگزاری دکھائی۔ پس وہ زخمی ہو گیا۔ بارگاہ رسالت میں عرض کی گئی کہ جس شخص کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے آج کافروں سے بڑی جان توڑ کر لڑا اور مر چکا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: وہ جہنمی ہے۔ راوی کہتے ہیں بعض صحابہ اس فرمان کی تہہ تک نہ پہنچ سکے۔ اسی ثناء میں کسی نے کہا کہ وہ مرا نہیں بلکہ وہ سخت زخمی ہے۔ جب رات ہوئی تو وہ زخم پر صبر نہ کر سکا اور خودکشی کر لی۔ جب رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتائی گئی تو آپ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پھر آپ نے حضرت بلال کو لوگوں میں یہ اعلان کرنے کا حکم فرمایا کہ ”جنت میں مسلمان کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس دین کی فاجرو فاسق شخص کے ذریعے بھی مدد فرماتا ہے۔“ ﴿بخاری حدیث: ۳۰۶۲ کتاب الجہاد باب﴾

﴿مسلم حدیث: ۱۱۱ کتاب الایمان ۵۸۹۲ کتاب الفتن باب المعجزات﴾  
یعنی بغیر ایمان اور عقیدہ صحیح کوئی نیکی جنت میں پہنچنے کا ذریعہ نہیں تمام نیکیوں کی درستی کے لئے ایمان ایسا ہی ضروری ہے جیسے نماز کے لئے وضو یا جیسے درخت کی سرسبزی کے لئے جڑ کا درست ہونا۔

بہر حال وہ حرام موت مرایا کافر ہو کر مرا یا فاسق ہو کر ظاہر یہ ہے کہ کافر ہو کر مرا ظاہری حالت لوگوں نے دیکھ لی کہ اس نے خودکشی کی دل کی حالت کی خبر حضور ﷺ نے دے دی اُس کا یہ کام اُس کے دلی کفر کی علامت بن گیا خیال رہے کہ خودکشی حرام ہے اور خودکشی کرنے والا حرام موت مرکب دوزخ کا مستحق ہے۔ اگر ایمان پر مرا ہے تو بہت عرصہ دوزخ میں رہے گا اور اگر کافر مرا ہے تو ہمیشہ رہے گا حضور ﷺ کا یہ فرمان کہ یہ اہل نار ہے دونوں کو شامل ہے۔

یہ بات قابل غور ہے کہ بدعقیدہ اگر نبی کریم ﷺ بھی جہاد کرے تو اس کو کوئی فائدہ

نہیں اس لئے کہ جہاد کی شرائط مفقود ہیں وہ ایمان ہے معلوم ہے کہ بدعقیدہ کا جہاد جہاد ہی نہیں تمام نیک اعمال کے لئے ایمان کی شرط ایسے ہے جیسے نماز کے لئے وضو اگر وضو کے بغیر ساری عمر بھی نماز پڑھتا رہے قبول نہیں ہوگی۔ اسی طرح آج جو لوگ جہاد کے نام چندہ اکٹھا کر کے کوٹھیاں بنارہے وہ پہلے اپنا شرعی جہاد تو ثابت کریں یہ لوگ قبلہ کو پشت کر کے نماز پڑھ رہے ہیں اور وہ بھی بغیر وضو کے یہ تو انہیں قیامت کے دن پتہ چلے گا کہ گستاخی رسول کی وجہ سے ہمارے ایمان کا وہ وثوت گیا تھا۔

اگر جہاد کا شوق ہے تو پہلے نبی کریم ﷺ سے تعلق پیدا کریں اور ان کی گستاخیوں سے توبہ کریں ورنہ یاد رکھیں کہ تلوار نفاق کو نہیں مٹا سکتی  
محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے ﴿اسی میں ہوا اگر خامی تو سب کچھ ناکمل ہے محمد کی غلامی سند ہے آزاد ہونے کی﴾ خدا کے دامن تو حید میں آباد ہونے کی حدیث نمبر (۳۲)

## تلوار نفاق کو نہیں مٹا سکتی نجات کے لئے

### عقیدہ کی اصلاح ضروری ہے

عن عُبَيْدِ بْنِ عُرَيْبٍ السَّلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
الْفِتْنَةُ ثَلَاثَةٌ: مُؤْمِنٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِذَا لَقِيَ  
الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتَّى يُقْتَلَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِيهِ فِذْلِكَ الشَّهِيدُ الْمُتَّقِنُ فِي  
خِيَمَةِ اللَّهِ تَحْتَ عَرْشِهِ لَا يُفْضَلُهُ النَّبِيُّونَ إِلَّا بِدَرَجَةِ النَّبَوَةِ  
وَمُؤْمِنٌ خَلَطَ عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي  
سَبِيلِ اللَّهِ إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتَّى يُقْتَلَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِيهِ  
مَنْصِبُ صَبَةِ مَحَبَّةٍ ذُنُوبُهُ وَخَطَايَاهُ إِنَّ السَّيْفَ مَعَاءٌ لِلْخَطَايَا وَأَدْخِلَ  
الْجَنَّةَ مَنْ أَمَى أَبْوَابَ الْجَنَّةِ شَاءَ



وَمُنَافِقٍ جَاهِدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَإِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتَّى يُقْتَلَ  
فَذَلِكَ فِي النَّارِ إِنَّ السَّيْفَ لَا يَمُوتُ الْبَغْيَاقِ  
حضرت عتبہ بن عبد شمس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
مقتولین تین طرح کے ہیں:

وہ مومن جو اپنی جان و مال سے راہ خدا میں جہاد کرے پھر جب دشمن سے ملے تو  
جہاد کرے حتیٰ کہ قتل کر دیا گیا نبی کریم ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا: یہ اللہ کی رحمت میں  
ہے پاک صاف کیا ہوا عرش کے نیچے اللہ کے خیمہ میں حضرات انبیاء کو ان پر صرف درجہ  
نبوت کی وجہ فضیلت حاصل ہے۔

اور ایک وہ مومن جس نے اچھے بُرے مخلوط کام کئے اپنی جان و مال سے راہ خدا  
میں جہاد کرے پھر جب دشمن سے ملے تو جہاد کرے حتیٰ کہ قتل کر دیا گیا نبی کریم ﷺ نے  
فرمایا: اس شہادت میں صفائی ہے اس کے گناہ اور خطائیں مٹا دی گئیں تلواریں خطاؤں کو  
مٹانے والی ہے اور وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل کیا جائے۔

اور ایک منافق جو اپنی جان و مال سے جہاد کرے پھر جب دشمن سے ملے تو جہاد  
کرے حتیٰ کہ قتل کر دیا گیا تو یہ دوزخ میں ہے کیونکہ تلوار نفاق کو نہیں مٹاتی۔

﴿دارمی حدیث: ۲۳۱۱/ کتاب الجہاد﴾

﴿مشکوٰۃ حدیث: ۳۸۵۹/ کتاب الجہاد﴾

یعنی جو اعتقادی منافق جہاد میں چلا جائے اور وہاں اسے سب کچھ خرچ کرنا پڑے  
تب بھی وہ دوزخی ہے کیونکہ ایمان شرط ہے اس لئے جب شرط ہی نہیں تو مشروط بھی نہیں  
جیسے وضو کے بغیر نماز مقبول نہیں ایسے ہی حضور ﷺ کی غلامی محبت اور وسیلہ کے بغیر کوئی  
عمل قابل قبول نہیں اس سے معلوم ہوا کہ منافق کسی نیکی سے جنت میں نہیں جاسکتا اللہ  
تعالیٰ اس دین کی فاجرو فاسق شخص کے ذریعے بھی مدد فرماتا ہے لہذا سب سے پہلے  
عقائد کی اصلاح ضروری ہے۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے ☆ اسی میں ہو کر غامی تو سب کچھ مکمل ہے  
حدیث نمبر (۳۳)

## قرآن پاک کی بے ادبی کرنے والا ملعون ہے

عن عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَى  
كِتَابٍ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ لِفَتًى مَعَهُ مَا فِي هَذَا قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ قَالَ: لُعِنَ  
مَنْ فَعَلَ هَذَا لَا تَضَعُوا بِسْمَ اللَّهِ إِلَّا فِي مَوْضِعِهِ

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ میں پر پڑھی ہوئی  
ایک کتاب کے پاس سے گزرے تو اپنے پاس والے آدمی سے فرمایا: اس میں کیا ہے؟  
اس نے کہا: یہ بسم اللہ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے یہ کام کیا اس پر لعنت کی گئی بسم  
اللہ نہ رکھو مگر اس کی جگہ میں۔ ﴿اخرج ابو داود فی مراسلہ تفسیر الدر المنثور تفسیر سورة الفاتحہ﴾

قرآن پاک کی سب سے زیادہ بے ادبی سعودی عرب میں ہوتی ہے سکول کے  
بچے جب امتحان سے فارغ ہوتے ہیں تو قرآن کی تفسیریں اور حدیثیں بازاروں اور  
گلیوں میں پھینک دی جاتی ہیں جس کے دل میں صاحب قرآن کا ادب نہ ہو وہ نہ  
قرآن کو سمجھ سکتا ہے اور نہ اس کا ادب کر سکتا ہے لیکن اس کے برعکس اہل محبت قرآن کیا  
نبی کریم کی حدیث کا بھی ادب کرتے ہیں اور بغیر وضو یا غسل حدیث کا درس نہیں دیتے  
تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:-

امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

مَا وَضَعْتُ فِي كِتَابِ الصَّحِيحِ حَدِيثًا إِلَّا اغْتَسَلْتُ

قَبْلَ ذَلِكَ وَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ

بخاری شریف میں ہر حدیث لکھنے سے پہلے میں نے غسل کیا اور دو رکعتیں



پڑھیں۔ ﴿مقدمۃ فتح الباری ص ۵﴾

### امام مالک کا ادب حدیث

قَالَ مُطَرِّفٌ: كَانَ إِذَا أَتَى النَّاسُ مَالِكًا خَرَجَتْ إِلَيْهِمُ الْجَارِيَةُ فَتَقُولُ لَهُمْ يَقُولُ لَكُمْ الشَّيْءُ تَرِيدُونَ الْحَدِيثَ أَوِ الْمَسَائِلَ فَإِنْ قَالُوا الْمَسَائِلَ خَرَجَ إِلَيْهِمْ وَإِنْ قَالُوا الْحَدِيثَ دَخَلَ مُغْتَسِلَهُ وَاعْتَسَلَ وَتَطَيَّبَ وَلَبَسَ ثِيَابًا جَدِيدًا وَلَبَسَ سَاجَةً وَتَعَمَّمَ وَوَضَعَ عَلَى رَأْسِهِ رِدَاءً وَتَلَقَّى لَهُ مَنَصَّةً فَيَخْرُجُ فَيَجْلِسُ عَلَيْهَا وَعَلَيْهِ الْخُشُوعُ وَلَا يَزَالُ يَبْخَرُ بِالْعُودِ حَتَّى يَفْرَغَ مِنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ غَيْرُهُ وَلَمْ يَكُنْ يَجْلِسُ عَلَى تِلْكَ الْمَنَصَّةِ إِلَّا إِذَا حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ فَعَمِلَ لِمَالِكٍ فِي ذَلِكَ فَقَالَ أَحَبُّ أَنْ أُعْظِمَ حَدِيثَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ﴿فتح ج ۲ ص ۴۵﴾

حضرت مطرف بیان کرتے ہیں: کہ امام مالک رحمہ اللہ کا معمول یہ تھا کہ جب لوگ آپ کے پاس کچھ چھنے آتے تو خادمہ نکل کر ان سے کہتی امام فرما رہے ہیں کہ حدیث شریف پوچھنے آئے ہو یا فقہی مسئلہ؟ اگر وہ کہتے کہ مسئلہ دریافت کرنے کے لئے آئے ہیں تو امام فوراً باہر تشریف لے آتے اگر وہ کہتے کہ حدیث شریف کے لئے آئے ہیں تو امام غسل فرما کر خوشبو لگاتے پھر نیا لباس پہنتے عمامہ باندھتے اور اس پر چادر اوڑھتے اور آپ کے لئے ایک تخت بچھایا جاتا اس کے بعد مجلس میں آ کر تخت پر بیٹھتے اس وقت آپ سر اپا عجز و اکسار ہوتے اور جتنی دیر آپ حدیث بیان کرتے رہتے عود (خوشبودار لکڑی) سلکتا رہتا تھا اور وہ تخت صرف حدیث شریف بیان کرنے کے لئے مخصوص کیا گیا تھا جب امام موصوف سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اس طرح حدیث رسول ﷺ کی تعظیم کروں۔

﴿فتح شریف از قاضی عیاض رحمہ اللہ ج ۲ ص ۴۵﴾ باب فی سیرۃ السلف فی تعظیم روایۃ حدیث رسول اللہ ﷺ یہ محدثین جب حدیث کا اتنا ادب کرتے تھے نہادھو کر حدیث کو ہاتھ لگاتے تھے تو وہ قرآن کا کتنا ادب کرتے ہوں گے جنہوں نے قرآن و حدیث اور صاحب قرآن و حدیث کا ادب کیا وہ دنیا کے امام بن گئے، جنہوں نے بے ادبی کی وہ امریکہ کے غلام بن گئے۔ یہ وہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمانیں یہود اور یہود و نصاریٰ کے بندے بے دام بن گئے۔ نبی اور ولی کی امداد کو شرک کہنے والے المدد دیا امریکہ کا نعرہ لگانے لگے۔

کھلے لفظوں میں کہے قاضی شوکان مددے  
یاعلیٰ سن کے بگڑ جائے طبیعت تیری  
تیری انکے تو وکیلوں سے کرے استمداد  
اور طبیعوں سے مدد خواہ ہو علت تیری  
ہم جو اللہ کے پیاروں سے اعانت چاہیں  
شرک کا چرک اگنے لگی ملت تیری  
حدیث نمبر (۳۴)

### صحابی پر جھوٹا الزام لگانے والی عورت اندھی ہو گئی

عن هشام بن عروة عن أبيه أن أروى بنت أويس أدعت على سعيد بن زيد أنه أخذ شيئاً من أرضها فأخاصمته إلى مروان بن الحكم فقال سعيد: أنا كنت أخذ من أرضها شيئاً بعد الذي سمعت من رسول الله ﷺ قال وما سمعت من رسول الله ﷺ؟ قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: ((مَنْ أَخَذَ شَيْئاً مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا طَوَّقَهُ إِلَى سَبْعِ أَرْضِينَ)) فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ: لَا أَشَاكَ بَيْنَهُ بَعْدَ هَذَا، فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنْ



كَانَتْ كَاذِبَةً فَعَمَّ بَصَرُهَا وَاقْتُلَهَا فِي أَرْضِهَا قَالَ: فَمَا مَاتَتْ حَتَّى ذَهَبَ بَصَرُهَا ثُمَّ يَكُنَا هِيَ تَنْشِي فِي أَرْضِهَا إِذْ وَقَعَتْ فِي حُقْرَةٍ فَمَاتَتْ

حضرت ہشام اپنے والد عروہ سے روایت کرتے ہیں کہاروی بنت اویس نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر یہ دعویٰ کیا کہ انہوں نے اس کی کچھ زمین لے لی ہے پھر اس نے مروان بن الحکم کے ہاں مقدمہ پیش کیا تو حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں حدیث سننے کے بعد اس کی زمین لے سکتا ہوں؟ مروان نے کہا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے؟ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ”جس نے ایک بالشت زمین بھی ظلماً لی تو (قیامت کے دن) سات زمینوں تک وہ زمین اس کو طوق بنا کر ڈال دی جائے گی“ مروان نے کہا اس کے بعد میں آپ سے اور کسی دلیل کا سوال نہیں کروں گا۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کو اندھا کر دے اور اس کو اس کی زمین میں مار دے۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ عورت مرنے سے پہلے اندھی ہو گئی اور ایک دن اس زمین میں چل رہی تھی کہ ایک گڑھے میں گری اور مر گئی۔

﴿مسلم حدیث: ۱۶۱۰ کتاب المساقاة باب تحریم الظلم﴾

﴿خاری حدیث: ۳۱۹۸ کتاب بدعہ الحق﴾

اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ صحابہ کرام کے گستاخ اور بے ادب کا انجام قابلِ عبرت ہوتا ہے یہ تو معمولی الزام تھا جس کی دنیا میں یہ سزا ملی تو جو صحابہ کرام کو کافر کہتے ہیں وہ دنیا سے بحالتِ ایمان نہیں جاسکتے بلکہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی ایمان سے محروم رہتا ہے۔ یہ تو صحابہ کے گستاخ کی سزا ہے تو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرے اس کے بے ایمان اور مرتد ہونے میں کیا شک ہے۔

اُن کے دشمن پہ لعنت اللہ کی رحم پانے کے قابل نہیں ہے  
یہ میت ہے کسی بے ادب کی منہ دکھانے کے قابل نہیں ہے

گستاخ صحابہ کے پاس بیٹھنے والا آخری وقت کلمہ سے محروم رہا

عن عبد الرحمن محاربی قال: حضرْتُ رجُلًا الوفاةَ فِقِيلَ لَهُ: قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ: لَا أَكْذِبُ كُنْتُ أَصْحَبُ قَوْمًا يَأْمُرُونَنِي بِشَتْمِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا۔

عبد الرحمن محاربی سے روایت ہے کہ ایک آدمی کی موت کا وقت آیا لوگوں نے اُسے کلمہ پڑھنے کو کہا اُس نے کہا میں نہیں پڑھ سکتا کیونکہ میں اُس قوم کے ساتھ رہا کرتا تھا جو مجھ کو حکم کرتی تھی کہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دو۔

﴿شرح الصدور: ۱ باب ما یقولہ الانسان فی مرض الموت﴾

جب گستاخ صحابہ کے پاس بیٹھنے کی یہ سزا ملی کہ موت کے وقت کلمہ نصیب نہیں ہو رہا تو جو گستاخ رسول کے پاس بیٹھے اس کو کیا سزا ملے گی اور جو ان سے نکاح کرے اُس کو کلمہ کیسے نصیب ہوگا۔  
حدیث نمبر (۳۵)

صحابہ سے محبت نبی سے محبت اور

صحابہ سے بغض نبی سے بغض ہے

عن عبد الله بن مغفل رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم:  
اَللّٰهُ اَللّٰهُ فِیْ اَصْحَابِیْ اَللّٰهُ اَللّٰهُ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا  
بَعْدَیْ فَمَنْ اَحْبَبَهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحْبَبَهُمْ وَمَنْ اُبْغَضَهُمْ فَبِیُبْغَضِیْ اُبْغَضَهُمْ  
وَمَنْ اَذَاهُمْ فَقَدْ اَذَانِیْ وَمَنْ اَذَانِیْ فَقَدْ اَذَى اللّٰهِ وَمَنْ اَذَى اللّٰهِ فِیْؤْشِكُ  
اَنْ یَّاخُذَہُمْ

حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
میرے صحابہ کے متعلق اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے متعلق اللہ سے ڈرو میرے بعد



انہیں (تقید) کا نشانہ نہ بناؤ کیونکہ جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا اور جس نے انہیں ستایا اس نے مجھے ستایا اور جس نے مجھے ستایا اُس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی قریب ہے اللہ سے (عذاب میں) گرفتار کرے۔

﴿ترمذی حدیث ۳۸۶۲ کتاب المناقب باب فی فضل من ہالج تحت الشجرۃ﴾

﴿مشکوٰۃ حدیث ۶۰۱۳ کتاب المناقب باب مناقب الصحابہ﴾

اس حدیث میں فرمایا گیا کہ ”اور جس نے انہیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے اللہ کو ایذا دی۔“

اور نبی کو ایذا دینے والے حکم قرآن دنیا و آخرت میں ملعون ہیں:

رب تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ  
وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا۔ ﴿سورۃ الاحزاب آیت ۵۷﴾

بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے اُن کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

حدیث نمبر (۳۶)

نبی کریم ﷺ کے بال مبارک کی بے ادبی

کرنے والے پر جنت حرام ہے

عن علی رضی اللہ عنہ قال:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ شَعْرَةً يَقُولُ:

مَنْ آذَى شَعْرَةً مِنْ شَعْرِي فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جب کہ آپ

ﷺ نے ایک بال پکڑا ہوا تھا فرمایا: جس نے میرے ایک بال کو بھی ایذا دی اس پر جنت حرام ہے۔ ﴿کنز العمال جلد ۶ ص: ۲۷۱﴾

جب صحابہ کو ایذا دینا نبی کریم ﷺ کو ایذا دینا ہے اور نبی ﷺ کو ایذا دینے والے پر جنت حرام ہے تو ثابت ہو گیا اہل بیت یا صحابہ کے دشمن پر جنت حرام ہے۔

حدیث نمبر (۳۷)

صحابہ کرام کو گالی دینے والا کافر ہے

اور اسے کوڑے مارے جائیں

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَام: مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَقَدْ كَفَرَ وَمَنْ سَبَّ  
أَصْحَابِي فَأَجْلِدُوهُ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے صحابی کو گالی دی وہ کافر ہے اور جو میرے صحابی کو گالی دے اسے کوڑے مارے جائیں۔

﴿جامع الاخبار راز شیخ صدوق شیعہ مجتہد ص: ۱۸۳﴾

شیعہ کتاب سے ثابت ہو گیا کہ صحابہ کو گالی دینے والا کافر ہے اب شیعہ حضرات کو چاہئے کہ اگر ایمان پر خاتمہ اور عذاب الہی سے بچنا چاہتے ہیں تو صحابہ کرام کے باادب غلام بن جائیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا تقاضا ہے کہ سنی بن جائیں کیونکہ آپ کا مسلک اہل سنت تھا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا:

وَأَمَّا أَهْلُ السُّنَّةِ فَالْمُتَمَسِّكُونَ بِمَا سَنَّ اللَّهُ لَهُمْ وَرَسُولُهُ

اہل سنت تو وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے ان طریقوں کو مضبوطی سے تھامنے والے ہیں جو ان کے لئے مقرر کئے گئے۔

﴿احتجاج طبری مصنف احمد بن ابی طالب شیعہ جلد اول ص ۲۳۶ مطبوعہ قم طبع جدید طبع

قدیم ص ۹۰ مطبوعہ نجف اشرف﴾



## صحابہ کرام کو گالی دینے والا ملعون ہے

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَسُبُّونَ أَصْحَابِي فَقُولُوا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى شَرِّكُمْ  
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم ان کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا کہتے ہیں تو کہو کہ تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔  
﴿ترمذی حدیث ۳۸۶۱ کتاب المناقب باب فی فضل من بايع تحت الشجرة﴾  
﴿مشکوٰۃ حدیث: ۶۰۱ کتاب المناقب باب مناقب الصحابة﴾

جب صحابہ کرام کی بے ادبی کرنے والا ملعون ہے تو انبیاء کرام کی بے ادبی کرنے والا اس سے بھی بڑا ملعون ہے اور ایسے لوگوں کے پاس بیٹھنا جائز نہیں اور کوئی کسی گستاخ سے گالی سن کر خاموش رہے تو اس کا ایمان خطرہ میں ہے اگر کوئی ہمارے باپ کو گالی دے تو ہم فوراً جواب دیتے ہیں یہ نہیں کہتے کہ پہلے مسئلہ پوچھ لیں کہ فلاں آدمی نے میرے باپ کو گالی دی ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے فوراً اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جاتا ہے لیکن اگر کوئی اولیاء کرام کی گستاخی کرے یا صحابہ کو گالی دے یا نبی کو گالی دے تو خاموشی سے مسئلہ پوچھنے کے لئے چلے آتے ہیں۔ مسئلہ بعد میں پوچھنا پہلے اس گستاخ کی زبان کھینچ لے اس کو گریبان سے پکڑ کر منبر سے نیچے اتار کر جوتے مار اس نے منبر کی توہین کر دی ہے اور انسان نہیں شیطان کا ایجنٹ ہے جو انسانی لباس میں تیرے امتحان لینے آیا ہے کہ وہ دیکھے کہ تجھ میں والدین اور بہن بھائیوں کی محبت زیادہ ہے یا نبی کریم ﷺ کی۔

اور حدیث کے مطابق جس کو اپنی جان اپنے والدین اور بیوی بچوں بلکہ کسی سے بھی زیادہ محبت ہو بہ نسبت نبی کے تو وہ شخص مومن ہی نہیں رہتا۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے ☆ اسی میں ہو گر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

محمد کی غلامی سند ہے آزاد ہونے کی ☆ خدا کے دامن تو حید میں آباد ہونے کی محمد کی محبت آن ملت شان ملت ہے ☆ محمد کی محبت روح ملت جان ملت ہے محمد کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے ☆ یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے بالا ہے محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا ☆ پدر، مادر، برادر مال جان اولاد سے پیارا یہ بھی یاد رکھو کہ منافقین کو مسجدوں سے باہر نکالنا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کی سنت ہے جیسا کہ تم حدیث نمبر 16 ص 83 میں پڑھ چکے ہو۔

گر ترے باپ کو گالی دے کوئی بے تہذیب غصہ آئے ابھی کچھ اور ہو حالت تیری گالیاں دیں انھیں شیطان لعین کے پیرو جن کے صدقے میں ہے ہر دولت و نعمت تیری اُن کے دشمن سے تجھے ربط رہے میل رہے شرم اللہ سے کر کیا ہوئی غیرت تیری تو نے کیا باپ کو سمجھا ہے زیادہ اُن سے جوش میں آئی جو اس درجہ حرارت تیری اُن کے دشمن کو اگر تو نے نہ سمجھا دشمن وہ قیامت میں کریں گے نہ رفاقت تیری اُن کے دشمن کا جو دشمن نہیں سچ کہتا ہوں دعویٰ ہے اصل ہے جھوٹی ہے محبت تیری بلکہ ایمان کی پوچھے تو ہے ایمان یہی اُن سے عشق اُن کے عذو سے ہو عداوت تیری



حدیث نمبر (۳۹)

انصار سے محبت کرنے والا مؤمن اور بغض رکھنے والا منافق ہے

عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ:  
 آيَةُ الْإِيمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ  
 حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان کی نشانی  
 انصار سے محبت ہے اور منافقت کی نشانی انصار سے بغض ہے۔

﴿بخاری حدیث: ۳۷۸۴ کتاب المناقب باب حب الانصار﴾ مسلم حدیث: ۷۴  
 کتاب الایمان ﴿مشکوٰۃ حدیث: ۶۲۱۵ کتاب المناقب باب جامع المناقب﴾  
 حدیث نمبر (۴۰)

انصار سے محبت کرنے والا اللہ کا محبوب اور بغض رکھنے والا مبغوض ہے

عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
 الْأَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ أَحَبَّهُمْ  
 أَحَبَّهُ اللَّهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللَّهُ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
 انصار سے صرف مؤمن ہی محبت رکھتا ہے اور ان سے صرف منافق ہی بغض رکھتا  
 ہے جو ان سے محبت کرے گا اللہ اس سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا اللہ  
 اس سے بغض رکھے گا۔

﴿بخاری حدیث: ۳۷۸۴ کتاب المناقب باب حب الانصار﴾ مسلم حدیث: ۷۵ کتاب الایمان ﴿

﴿مشکوٰۃ حدیث: ۶۲۱۶ کتاب المناقب باب جامع المناقب﴾

والدین کے بے ادب کی شکل تبدیل ہوگئی

عَنِ الْعَوَامِ بْنِ حَوْشَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَزَلَتْ مَرَّةً حَيَا وَإِلَى  
 جَانِبِ ذَلِكَ الْحَيِّ مَقْبَرَةٌ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ الْعَصْرِ انْشَقَّ مِنْهَا قَبْرٌ فَخَرَجَ  
 رَجُلٌ رَأْسُهُ رَأْسُ الْحِمَارِ وَجَسَدُهُ جَسَدُ إِنْسَانٍ فَنَهَقَ ثَلَاثَ ثَمَرٍ انْطَبَقَ  
 عَلَيْهِ الْقَبْرُ فَلَمَّا عَجُوزَ تَغَزَلَ صَوْفًا فَقَالَتْ امْرَأَةٌ تَرَى تِلْكَ الْعَجُوزَ قُلْتُ  
 مَا لَهَا؟ قَالَتْ تِلْكَ أُمُّ هَذَا قُلْتُ وَمَا كَانَ قِصَّتُهُ قَالَتْ كَانَ يَشْرَبُ  
 الْخَمْرَ فَلَمَّا رَاحَ تَقُولُ لَهُ أُمُّهُ يَا بَنِي اتَّقِ اللَّهَ إِلَى مَتَى تَشْرَبُ هَذِهِ الْخَمْرَ  
 فَيَقُولُ لَهَا إِنَّمَا أَنْتِ كَمَا يَنْهَقُ الْحِمَارُ قَالَتْ فَمَاتَ بَعْدَ الْعَصْرِ فَهُوَ  
 يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ بَعْدَ الْعَصْرِ كُلَّ يَوْمٍ فَنَهَقَ ثَلَاثَ ثَمَرٍ يَنْطَبِقُ عَلَيْهِ  
 الْقَبْرُ

حضرت عوام بن حوشب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں عرب کے ایک  
 قبیلہ میں اتر ا وہاں پر ایک قبرستان تھا۔ عصر کے بعد ایک قبر پھٹ جاتی ہے اور اس سے  
 ایک مرد نکلتا ہے جس کا سر گدھے کی طرح تھا، اور باقی جسم انسان کی طرح تھا۔ تین بار  
 گدھے کی طرح ہینکتا اور پھر اس کی قبر مل جاتی اور وہاں ایک عورت سوت کات رہی تھی  
 اُس نے کہا کیا اس بڑھیا کو جانتے ہو میں نے کہا اسے کیا ہے؟ کہا یہ اس کی ماں ہے میں  
 نے اُس عورت سے اس مردے کا حال دریافت کیا کہا یہ بہت بڑا شرابی تھا جب رات  
 ہوتی تو اس کی والدہ کہتی اے میرے بیٹے اللہ سے ڈر تو کب تک شراب پئے گا ویہ اپنی  
 ماں کو کہتا کیا گدھے کی طرح ہینکتی ہے اور یہ عصر کے بعد مرا اس وقت سے روانہ عصر  
 کے بعد اس کی قبر پھٹ جاتی ہے اور تین مرتبہ یہ گدھے کی طرح ہینکتا ہے اور پھر اس کی قبر  
 مل جاتی ہے۔ ﴿الترغیب والترہیب جلد ۳ ص: ۲۲۶ حدیث نمبر ۳۷۸۹﴾

جب عام والدین کی بے ادبی کرنے والے کی شکل تبدیل ہو جاتی ہے اور اسے



لوگوں کے لئے عبرت کا نشان بنادیا جاتا ہے یہ تو دنیا کی سزا ہے آخرت میں معلوم نہیں اس کا کیا حشر ہو تو پھر جو امہات المؤمنین کی بے ادبی کرتے ہیں اُن کا حشر کیا ہوگا اور جو ولیوں یا نبیوں کا گستاخ ہو اس کی سزا کیا ہوگی۔

اُن کے دشمن پہ لعنت اللہ کی رحم پانے کے قابل نہیں ہے  
یہ میت ہے کسی بے ادب کی منہ دکھانے کے قابل نہیں ہے

**گستاخانِ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو عبرت ناک سزائیں**

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دینے والا گتے کی شکل میں تبدیل ہو گیا  
مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:-

ایک سلفی بزرگ کا بیان ہے کہ میں نے شام کے سفر میں صبح کی نماز ایک مسجد میں گذاری جب امام نماز سے فارغ ہوا تو اس نے شیخین (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کو بد دعائیں دینا شروع کیں آئندہ سال جب میں دوبارہ شام گیا تو اتفاق سے پھر صبح کی نماز اسی مسجد میں ادا کرنا پڑی۔ جب امام امامت سے فارغ ہوا تو اُس نے شیخین کے حق میں دعائے خیر کی۔ میں نے نمازیوں سے پوچھا یہ کیا بات ہے کہ گذشتہ سال تو یہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہتا تھا اور اب دعائیں دیتا ہے۔ انہوں نے کہا: آیاتم سابقہ امام کو دیکھنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا ہاں وہ مجھے ایک سرائے میں لے گئے جہاں ایک کتاب بندھا ہوا تھا اور اُس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔ میں نے اُس کتے سے دریافت کیا۔ کیا تم وہی امام ہو جو گذشتہ سال حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیتا تھا۔ اس نے سرکا اشارہ کیا ہاں! میں وہی ہوں۔ ﴿شواہد النبوة ص: ۲۷۲﴾

**ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دینے والا خنزیر کی شکل میں تبدیل ہو گیا**

امام مستغفری نے کسی نیک و سعید شخص سے روایت کی کہ کوفہ میں ایک شخص تھا جو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہتا تھا وہ ہمارے ساتھ سفر کو ہولیا۔ ہم نے اسے ہر چند

سمجھایا لیکن اُس نے سنی ان سنی کر دی۔ آخر ہم نے اس سے کہہ دیا ہم سے دور ہو جاؤ۔ وہ ہم سے جدا ہو گیا۔

جب ہم واپس ہونے لگے تو ہم نے اس کے نوکر سے کہا کہ اپنے آقا سے کہو ہمارے پاس آ جائے۔ اس نے کہا: میرے آقا کو ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آ گیا ہے۔ اُس کے دو ہاتھ سور کے ہاتھوں جیسے ہو گئے ہیں۔ ہم اُس کے پاس گئے اُس نے اپنے ہاتھ اپنی آستین سے باہر نکالے جو سُر کی طرح تھے وہ ہمارے ساتھ ہولیا اور چلتے چلتے ہم ایسی جگہ پہنچے جہاں سوروں کا ایک گلہ تھا۔ وہ گھوڑے سے اُترا اور سوروں بن کر سوروں سے جا ملا اس کے بعد ہم اسے پہچان نہ سکے اس کا مال و متاع اور غلام کوفہ میں لایا گیا۔ ﴿شواہد النبوة ص: ۲۶۹﴾

**ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دینے والا بندر کی شکل میں تبدیل ہو گیا**

امام مستغفری ”دلائل النبوة“ میں ایک ثقہ راوی سے روایت کرتے ہیں کہ ہم تین آدمی یمن کے سفر پر نکلے ہم میں ایک شخص کوفہ کا رہنے والا تھا جو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو نہایت ناشائستہ باتیں کرتا تھا ہم نے اسے ہر چند سمجھایا لیکن وہ باز نہ آیا جب ہم یمن کے نزدیک پہنچے تو ایک جگہ قیام کے بعد سو گئے کوچ کا وقت آیا ہم نے وضو کیا اور اس کوئی کو بھی جگایا اٹھ کر کہنے لگا مجھے افسوس ہے میں تم سے اس منزل میں پیچھے رہ گیا ہوں کہ تم نے مجھے عین اس وقت جگایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سرہانے کھڑے ہو کر فرما رہے تھے ”اے فاسق! خدا تعالیٰ فاسق کو ذلیل و خوار کرتا ہے، اسی سفر میں تیری شکل تبدیل ہو جائے گی۔“ میں نے کہا اٹھ وضو کر جو نبی وہ وضو کرنے کے لئے بیٹھا تو اس کے پاؤں کی انگلیاں مسخ ہونا شروع ہو گئیں۔ اس کے دونوں پاؤں بندر کے بن گئے ہوتے ہوتے اُس کا سارا سرا پا بندر کا ہو گیا۔ ہم نے اسے پکڑ کر اونٹ کے پالان کے ساتھ باندھ دیا اور سوئے منزل روانہ ہو گئے۔ غروب آفتاب کے وقت ہم ایک جنگل



میں اپنے جہاں کچھ بندر جمع تھے۔ جب اس نے دیکھا تو نہایت مضطرب ہو کر رسی چھڑائی اور ان میں جا ملا۔ پھر ہماری طرف آیا تو دوسرے بندر بھی اُس کے ساتھ ہمارے نزدیک آ گئے۔ ہم نے کہا کام تو خراب ہو گیا۔ اب تمام بندر اس کے دوست بن گئے ہیں۔ اب پتہ نہیں کیا کریں۔ وہ آیا اور ہمارے پاس بیٹھ کر دیکھتا رہا اور در آں حال اس کی آنکھوں سے پانی بہتا رہا ایک گھنٹہ کے بعد بندر واپس چلے گئے تو وہ بھی اُن کے ساتھ واپس چلا گیا۔ ﴿شواہد الخبوة: ۲۶۸﴾

**ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دینے والے کو قتل کرنے کا حکم**

امام مستغفری نے ایک اور روایت اکابرین سلف سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں:

میرا ایک ہمسایہ تھا جو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو بُرا بھلا کہتا تھا ایک رات میں نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی اور دیکھا کہ آپ ﷺ کے دائیں بائیں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرا ایک ہمسایہ ہے جو ان دو بزرگوں کی شان میں گستاخی کر کے مجھے دکھ دیتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا: اسے قتل کر دو۔ جب صبح ہوئی تو میں نے کہا: چلو چل کر دیکھیں تو سہی کہ اس کا کیا بنا ہے۔ جب میں اس کے گھر کے قریب پہنچا تو اس کے گھر سے رونے کی آوازیں آرہی تھیں۔ میں نے پوچھا یہاں کیا ہوا ہے۔ تو انہوں نے بتایا کہ کل اُس کے گھر میں آ کر کسی نے اُس کو قتل کر دیا ہے۔ ﴿شواہد الخبوة ص: ۲۷۰﴾

**رافضیوں کا حکم**

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری رحمہ اللہ لکھتے ہیں

بالجملہ ان رافضیوں تمہرائیوں (صحابہ کو گالی دینے والے) کے باب میں حکم یقینی قطعی اجماعی یہ ہے۔ کہ وہ علی العموم کفار مرتدین ہیں ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے ان کے

ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے، معاذ اللہ مرد رافضی اور عورت مسلمان ہو تو یہ سخت قہر الہی ہے اگر مرد سنی اور عورت ان خبیثوں میں کی ہو جب بھی ہرگز نکاح نہیں ہوگا محض زنا ہوگا اولاد ولد الزنا ہوگی باپ کا ترکہ نہ پائے گی اگر چہ اولاد بھی سنی ہی ہو کہ شرعاً ولد الزنا کا باپ کوئی نہیں عورت نہ ترکہ کی مستحق ہوگی نہ مہر کی، کہ زانیہ کے لئے مہر نہیں رافضی اپنے کسی قریب حتیٰ کہ باپ بیٹے ماں بیٹی کا بھی ترکہ نہیں پاسکتا، سنی تو سنی کسی مسلمان بلکہ کسی کافر کے بھی یہاں تک کہ خود اپنے ہم مذہب رافضی کے ترکہ میں اس کا اصلاً کچھ حق نہیں ان کے مرد عورت عالم جاہل کسی سے میل جول سلام کلام سب سخت کبیرہ اشد حرام۔ جو ان کے ملعون عقیدوں پر آگاہ ہو کر پھر بھی انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے باجماع تمام ائمہ دین خود کافر بے دین ہے اور اس کے لئے بھی یہی احکام ہیں جو ان کے لئے مذکور ہوئے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس فتویٰ کو بگوش ہوش سنیں اور اس پر عمل کر کے سچے بچے مسلمان سنی بنیں۔ ﴿ردار فتنہ ص: ۱۶﴾

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری امام اہل سنت ہیں اور شیعوں کے خلاف ان کا یہ فتویٰ ان کے امام اہل سنت ہونے پر شاہد ہے لیکن احسان الہی اہل حدیث نے ایک کتاب لکھی ”بریلویت“ اس میں لکھا کہ اُن کا تعلق شیعہ خاندان سے تھا، انہوں نے ساری عمر ترقیہ کیے رکھا اور اپنی اصلیت ظاہر نہ ہونے دی تاکہ وہ اہل سنت کے درمیان شیعہ عقائد کو رواج دے سکیں۔ (بریلویت مترجم ص: ۴۰)

میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ وہ ابیت دجل و فریب جھوٹ اور دھوکہ بازی کا دوسرا نام ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین میں آگے چل کر مختصر بیان کروں گا کہ شیعیت و رافضیت کو تیار کرنے اور بنیاد فراہم کرنے والے وہابی تھے۔

احسان صاحب نے امام اہل سنت کو شیعہ ثابت کرنے کے لئے ایسی دلیل دی ہے جسے دلیل کہنا ہی دلیل کی توہین ہے لکھتے ہیں:

ان کے آباؤ اجداد کے نام شیعہ اسماء سے مشابہت رکھتے ہیں۔ (بریلویت مترجم



ص ۴۰) اگر یہ دلیل شیعہ ہونے کے لئے کافی ہے تو پھر وہابی علماء بھی ضرور شیعہ ہیں۔ (۱) مثلاً محمد حسین شیخوپوری (۲) محمد حسین پٹاوی (۳) میاں نذیر حسین دھلوی (۴) نواب صدیق حسن خاں بھوپالی (۵) علامہ وحید الزماں وغیرہ۔ جو تمہارا جواب دہی ہمارا جواب۔

سب صحابہ پر مشتمل شیعہ علماء کی چند عبارات  
نقل کفر کفر نباشد  
ملا باقر مجلسی لکھتا ہے:

حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں ایک دروازے سے داخل ہونے والے فرعون ہامان اور قارون ہیں یہ ابوبکر عمر اور عثمان سے کنایہ ہے اور دوسرے دروازے سے بنو امیہ داخل ہوں گے جو ان کے ساتھ مخصوص ہے۔ ﴿حق البقین ۵۰۰ مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ تہران ایران ۱۳۵۷ھ﴾

براءت میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ان چار بتوں بیزاری طلب کرتے ہیں یعنی ابوبکر عمر عثمان اور معاویہ سے اور چار عورتوں سے یعنی عائشہ، حفصہ ہند اور ام الحکم سے اور ان کے معتقدوں اور پیروکاروں سے اور یہ لوگ ساری مخلوق میں سب سے بدتر ہیں اور اللہ رسول اور ائمہ سے کیا ہوا عہد اس وقت تک پورا نہیں ہوگا جب تک ان کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار نہ کیا جائے۔

﴿حق البقین ۵۱۹ مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ تہران ایران ۱۳۵۷ھ﴾  
حضرت علی بن حسین کے آزاد کردہ شخص نے حضرت سے پوچھا آپ کی خدمت کرنیکی وجہ سے میرا آپ پر حق ہے مجھے ابوبکر اور عمر کے متعلق بتائیے؟ آپ نے فرمایا وہ دونوں کافر ہیں اور جو ان کو دوست رکھتا ہے وہ بھی کافر ہے۔

﴿حق البقین ۵۲۲ مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ تہران ایران ۱۳۵۷ھ﴾

عیاش نے سند معتبر کے ساتھ حضرت امام باقر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے تو چار کے سوا تمام لوگ مرتد ہو گئے علی بن ابی طالب مقداد سہمان اور ابوذر۔ ﴿حیات القلوب جلد ۲ ص ۶۲ مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ تہران ایران﴾  
اس طرح کی غلیظ عبارتوں سے شیعوں کی کتابیں بھری ہوئی ہیں اس طرح کے عقائد سے آگاہ ہونے کے بعد اگر کوئی سنی اُن سے شادی بیاہ کرتا ہے تو سمجھو وہ نام کا سنی ہے اصل میں شیعیت پھیلا نا چاہتا ہے اور بے ایمان ہو کر مرنا چاہتا ہے۔

شیعوں کے نزدیک اہل سنت یہودیوں اور عیسائیوں سے بدتر ہیں  
کوئی یہ گمان نہ کرے کہ شیعہ صرف صحابہ یا اہل بیت کے دشمن ہیں ہمارے تو دوست ہیں ہرگز نہیں یہ سنیوں کو یہود و نصاریٰ سے بدتر سمجھتے ہیں  
ابو بصیر امام جعفر صادق سے رحمۃ اللہ علیہ سے راوی ہے کہ امام نے فرمایا:  
کسی سنی مرد یا عورت سے شادی کرنے سے یہودی اور عیسائی سے شادی کرنا افضل ہے

﴿فروع کافی جلد ۵ ص: ۳۵۱ کتاب النکاح باب مناکحہ انصاب﴾

شیعوں کے نزدیک سنی حرام زادے سے بھی زیادہ بُرا ہے  
امام جعفر صادق سے رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی میں کتا اور خنزیر تو سوار کر لیا لیکن حرامی کو اوپر نہ چڑھایا  
ناصب (سنی) تو حرام زادے سے بھی زیادہ بُرا ہے۔

﴿جامع الاخبار ص: ۱۸۵ الفصل السابع والاعشرین والمائۃ فی انصاف﴾

شیعوں کے نزدیک سنی کتے سے بھی بدتر ہے (نعوذ باللہ)

امام جعفر صادق سے رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:



اللہ تعالیٰ نے مخلوقات میں سے کتے سے زیادہ نجس (نا پاک) کوئی دوسرا پیدا نہیں کیا اور ہم اہل بیت کا ناصب (سنی) تو کتے سے بھی زیادہ نجس ہے۔

﴿المندۃ المشتقیہ جلد پنجم ص ۳۵-۳۶ ۲۳۳ مسئلہ کفات﴾

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

سنی کی دوکان سے خریدنا اور احوال گوشت خنزیر سے زیادہ حرام ہے۔

﴿تہذیب الاحکام جلد ۹ ص ۷۱ فی الذبائح وسائل الشیعہ جلد ۱۲ ص ۳۵۶ بابا بابت

الذبائح﴾

حضرات محترم امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان میں سے کوئی بات بھی نہیں فرمائی شیعوں نے صرف ان کا نام لے کر ہمیں نگلی گالیاں دی ہیں اس لئے اہل سنت کو غیرت و حمیت کا مظاہرہ کرنا چاہئے کہ جب شیعہ ہمیں کفار سے بھی بدتر سمجھیں اور نجس العین خنزیر کو بھی ہم سے اچھا کہیں اسی پر بس نہیں بلکہ جو حضرات صحابہ پر تمہرا کریں قرآن میں تحریف کے قائل ہوں تو پھر اس کے بعد اہل سنت کو شیعوں سے رشتہ کرتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے غافل مسلمانوں تمہاری داستاں تک نہ ہوگی داستاںوں میں

وہابی علماء کی شان صحابہ میں گستاخیاں

پہلے میں یہ سمجھتا تھا کہ وہابی صرف گستاخ رسول ہیں ممکن ہے یہ صحابہ کے محبت ہوں لیکن ان کی کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد پتہ چلا کہ یہ بھی شیعوں کے نقش قدم پر ہیں بلکہ ان سے بھی دو قدم آگے ہیں چند نمونہ جات ملاحظہ ہوں۔

شیخ ابن تیمیہ کے عقائد

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

بعض لوگوں نے کہا کہ ابن تیمیہ منافق ہے کیونکہ وہ حضرت علی کے بارے میں کہتا

تھا کہ آپ نے سترہ مقامات پر خطا کی اور کتاب اللہ کی مخالفت کی وہ جہاں بھی گئے انہوں نے شکست کھائی انہوں نے بار بار خلافت حاصل کرنے کی کوشش کی اور ناکام رہے اور ان کی جنگ حکومت کے لئے تھی دین کے لئے نہیں تھی۔ وہ بچپن میں اسلام لائے تھے اور بچپن کا اسلام لانا ایک قول کے مطابق صحیح نہیں ہوتا۔

اور حضرت علی علیہ السلام سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے۔

اور ابن تیمیہ نے کہا حضرت عثمان مال سے محبت رکھتے تھے اور حضرت ابو بکر کے متعلق کہا وہ بہت بوڑھے تھے اور نہیں جانتے تھے کہ کیا کر رہے ہیں۔

﴿الدرر الکامند ص ۱۵۵ مطبوعہ دار الخلیل بیروت﴾

﴿شرح مسلم سعیدی جلد ۳ ص ۷۴﴾

ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے عقائد

انبیاء کرام کی بارگاہ میں گستاخیاں۔

موسیٰ علیہ السلام کی مثال جلد باز فاتح کی سی ہے۔

﴿رسالہ ترجمان القرآن ج ۲۹ ص ۵﴾

حضرت یونس علیہ السلام سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہو گئی تھیں۔

غالباً انہوں نے بے صبر ہو کر قبل از وقت اپنا مستقر بھی چھوڑ دیا تھا

﴿تفہیم القرآن جلد ۲ سورہ یونس حاشیہ ۳۱۲-۳۱۳﴾

سیدنا یوسف علیہ السلام کے ارشاد (مجھے زمین مصر خزانہ پر نگران مقرر کر دو) کے تحت

مودودی صاحب لکھتے ہیں:

یہ محض وزیر مالیات کے منصب کا مطالبہ نہ تھا جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ بلکہ یہ

ڈکٹیٹر شب کا مطالبہ تھا اور اس کے نتیجے میں آپ کو جو پوزیشن حاصل ہوئی وہ قریب

قریب وہی پوزیشن تھی جو اس وقت اٹلی میں موسولینی کو حاصل ہے۔



﴿ تمہمات حصہ دوم ص ۱۲۲ طبع ۱۹۷۰ء ﴾  
حضور ﷺ کو اپنے زمانہ میں یہ اندیشہ تھا کہ شاید دجال آپ کے عہد میں ظاہر ہو جائے یا آپ کے بعد کسی قریبی زمانہ میں ظاہر ہو لیکن کیا ساڑھے تیرہ سو برس کی تاریخ نے یہ ثابت نہیں کر دیا کہ حضور ﷺ کا اندیشہ صحیح نہ تھا۔ (یعنی غلط تھا) نعوذ باللہ  
﴿ ترجمان القرآن فردی ۱۹۲۶ء ﴾  
حضور ﷺ کے زبان سے نکلا ہوا ایک ایک حرف صحیح ہے کیونکہ آپ وحی والہی سے بولتے ہیں جس کا مرزائیوں کی طرح یہ عقیدہ ہے کہ آپ کا کوئی فرمان غلط ہے وہ جھوٹا ہے۔

### شان اولیاء میں گستاخی

مودودی صاحب لکھتے ہیں:

جو لوگ حاجتیں طلب کرنے اجمیر یا سالار مسعود یا ایسے ہی دوسرے مقامات پر جاتے ہیں وہ اتنا بڑا گناہ کرتے ہیں کہ قتل اور زنا کا گناہ اس سے کمتر ہے آخر اس میں اور خود ساختہ معبودوں کی پرستش میں فرق کیا ہے۔ ﴿ تجدید احیائے دین ص ۶۲ ﴾ نعوذ باللہ  
مزارات اولیاء پر جانا اور ان سے فیض حاصل کرنا گناہ نہیں ثواب ہے اور بزرگان دین کا طریقہ ہے نوے لاکھ کفار کو کلہ پڑھا کر مسلمان بنانے والے خواجہ غریب نواز نے داتا صاحب رضی اللہ عنہ کے مزار پر چالیس دن کا چلہ کیا اور حاجت طلب کی اور مراد پوری ہوئی تو پڑھا۔

۔۔۔ منج بخت فیض عالم مظہر نور خدا ☆ ناقصاں را پر کامل کا ملاں رار ہنما

کیا مودودی صاحب جو مسلمانوں کو مشرک زانی اور قاتل بتا رہے ہیں ان کا عقیدہ صحیح ہے یا اولیاء کرام کا عقیدہ صحیح ہے جو کافروں کو مسلمانوں بنا رہے ہیں؟

### متعہ جائز ہے مودودی صاحب کی جدید شریعت

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ متعہ جائز ہے بلکہ اس کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا۔

﴿ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم ص ۲۹۷ ﴾

اسی طرح مودودی صاحب لکھتے ہیں:

انسان کو بسا اوقات ایسے حالات سے سابقہ پیش آ جاتا ہے جس میں نکاح ممکن نہیں ہوتا اور وہ زنا یا متعہ میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے میں مجبور ہو جاتا ہے ایسے حالات میں زنا کی نسبت متعہ کر لینا بہتر ہے۔ ﴿ ترجمان القرآن جلد ۱۱ اگست ۱۹۵۵ء ﴾  
حضور ﷺ نے متعہ کو حرام قرار دیا ہے اور فرمایا جو نکاح کی طاقت نہ رکھے تو وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ شہوت توڑ دیتا ہے لیکن مودودی صاحب صرف اس کو جائز ہی نہیں بلکہ بہتر قرار دے رہے ہیں یہ بغاوت فی الدین نہیں تو اور کیا ہے؟

### حدیث کا انکار

قرآن وحدیث کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر وحدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں۔ ﴿ تحقیقات ص ۱۳۳ ﴾ ترجمان القرآن جون ۱۹۳۹ء  
یہ کانا دجال وغیرہ تو افسانے ہیں جن کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔

﴿ ترجمان القرآن ص ۱۸۶ ابا بت رمضان وشوال ۱۳۶۲ھ ﴾

بخاری، مسلم وصحاح ستہ کی تمام احادیث میں دجال کی نشانی یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا لیکن مودودی صاحب اس کو افسانہ کہہ رہے ہیں (نعوذ باللہ) ان سے بڑھ کر کوئی منکر حدیث اور نبی کریم ﷺ کے فرمان عالی شان کا تمسخر اڑانے والا ہو سکتا ہے؟

### صحابہ کرام کی شان میں گستاخیاں

مودودی صاحب لکھتے ہیں:



رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائے کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے

﴿دستور جماعت اسلامی ص ۱۴﴾

حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کے چاشین ہوئے تو رفتہ رفتہ وہ اس پالیسی سے ہٹتے چلے گئے انہوں نے پے در پے اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے عہدے عطا کئے اور ان کے ساتھ دوسری ایسی رعایت کیں جو عام طور پر لوگوں میں ہدف اعتراض بن کر رہیں۔ ﴿خلافت و ملوکیت ص ۱۰۶﴾

حضرت عثمان کی پالیسی کا یہ پہلو بلاشبہ غلط تھا اور غلط کام بہر حال غلط ہے خواہ وہ کسی نے کیا ہو اس کو خواہ خواہ کی سخن سازیوں سے صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرنا نہ عقل و انصاف کا تقاضہ ہے اور نہ ہی دین کا مطالبہ ہے کہ کسی صحابی کی غلطی کو غلطی نہ مانا جائے۔ ﴿خلافت و ملوکیت ص ۱۱۶﴾

حضرت عثمان جن پر اس کا ر عظیم (خلافت) کا بار رکھا گیا تھا ان تمام خصوصیات کے حامل نہ تھے جو ان کے پیش روؤں کو عطا ہوئی تھیں اس لئے ان کے زمانہ خلافت میں جاہلیت کو اسلامی نظام اجتماعی میں گھس آنے کا موقع مل گیا۔

﴿تجدید احیائے دین ص ۲۳۰-۲۳۶-۲۴۷﴾

صحابہ معیاری مسلمان نہ تھے (نحوذ باللہ) حقیقت یہ ہے کہ عامی لوگ نہ کبھی عہد نبی میں معیاری مسلمان تھے اور نہ اس کے بعد کبھی ان کو معیاری مسلمان ہونے کا فخر حاصل ہوا۔ ﴿ترجمان القرآن جولائی ۱۹۳۳ء﴾

مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہ نے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کی صریح احکام کی خلاف ورزی کی۔ ﴿خلافت و ملوکیت ص ۱۴۷﴾

مودودی صاحب کا اپنے کلام پر اپنا فتویٰ

مودودی صاحب لکھتے ہیں: صحابہ کرام کو برا کہنے والا میرے نزدیک فاسق ہی نہیں

بلکہ اس کا ایمان بھی مشتبہ ہے۔ ﴿ترجمان القرآن اگست ۱۹۶۱ء﴾

مودودی صاحب خود اپنے ہی آئینہ میں اپنی شکل دیکھ لیں تو واضح ہو جائے گا کہ وہ ایمان کے کس درجہ میں ہیں اور شیعیت مضبوط کرنے والے سنی ہیں یا وہابی؟ مودودی کی صاحب کی کتاب ”خلافت و ملوکیت“ کے پہلے ورق کو اگر حذف کر دیا جائے تو کوئی آدمی پہچان نہیں سکتا ہے کہ اس کتاب کا مصنف وہابی ہے یا شیعہ۔

### سینوں سے اپیل

مودودی صاحب کی جماعت اسلامی خالصتاً وہابی جماعت ہے لہذا اس میں شمولیت ہرگز جائز نہیں اور جماعت اسلامی جو یہ کہتی ہے کہ ہماری جماعت میں ہر فرقہ کا آدمی آ سکتا ہے ہم اختلافی مسائل میں الجھنا نہیں چاہتے محض پراپو گنڈہ ہے ویسے تو کہتے ہیں ”رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائے کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے“۔

چنانچہ مودودی صاحب نے انبیاء کرام سے لیکر صحابہ تابعین اور اولیاء کرام کو تنقید کا نشانہ بنایا لیکن اگر کوئی مودودی صاحب پر تنقید کرے تو یہ لوگ اُس کے جانی دشمن ہوں گے اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ مودودی صاحب کو صحابہ اور اولیاء کرام سے بلند رتبہ دیتے ہیں۔ یہ فرقہ پرستی اور شخصیت پرستی نہیں تو اور کیا ہے۔

### کیا یہ لوگ مسلمان ہیں

میدان محشر میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی شفاعت کے امیدوار و اول کی آنکھوں سے پڑھو، اور انصاف کرو کہ..... آیا ان غلیظ و مکروہ عقائد کے حامل افراد مسلمان ہیں؟

نقل کفر کفر نباشد

(۱)..... غیب کی باتوں کا جیسا علم حضور ﷺ کو ہے ایسا علم زید و عمرو بچوں پاگلوں بلکہ تمام جانوروں کو حاصل ہے رسول کی تخصیص نہیں۔

﴿حفظ الایمان اشرف علی تھانوی دیوبندی ص ۸﴾



(۲)..... حضور ﷺ کو آخری نبی سمجھنا عوام کا خیال ہے۔

حضور ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ ﴿تحدیر الناس ص ۳-۲۵ مصنف قاسم نانوتوی ہانی مدرسوہ ہند﴾

(۳)..... شیطان اور ملک الموت کو تمام روئے زمین کا علم ہے اور حضور ﷺ کے لئے ایسا علم ماننا شرک ہے۔ ﴿براہین قلعہ ص ۵۵ مصنف ذیل احمد انصاری﴾

(۴)..... نماز میں حضور ﷺ کا خیال بتل اور گدھے کے خیال میں ڈوبنے سے بُرا ہے۔ ﴿مراۃ مستقیم ص ۱۰۹-۱۱۰ ساجد دہلوی﴾

(۵)..... ہر مخلوق چھوٹا ہو بڑا اللہ کی شان کے آگے چہرے سے بھی ذلیل ہے۔

﴿تقویۃ الایمان از اسماعیل دہلوی ص ۲۵ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی﴾

(۶)..... سب انبیاء و اولیاء اس کے رو برو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں

﴿تقویۃ الایمان از اسماعیل دہلوی ص ۵۳ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی﴾

(۷)..... رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

﴿تقویۃ الایمان از اسماعیل دہلوی ص ۵۵ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی﴾

(۸)..... جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا حقار نہیں

﴿تقویۃ الایمان از اسماعیل دہلوی ص ۳۳ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی﴾

(۸)..... نبی ﷺ امر کر مٹی میں مل گئے ہیں

﴿تقویۃ الایمان از اسماعیل دہلوی ص ۵۷ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی﴾

(۸)..... نبی کی تعظیم بڑے بھائی کی طرح کرو کیونکہ وہ بھی انسان اور بندے عاجز

ہیں۔ ﴿تقویۃ الایمان از اسماعیل دہلوی ص ۵۶ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی﴾

## اصل اختلاف

اہل سنت والجماعت وفرقہ وہابیہ نجدیہ کا اصل اختلاف یہ نہیں ہے کہ اہل سنت کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھتے ہیں اور وہابیہ اس کے منکر ہیں اہل سنت ایصال ثواب ختم شریف کے قائل ہیں وہابیہ اس کے منکر ہیں اہل سنت مزارات اولیاء کرام پر حاضری دینا اور ان کے توسل سے دعائیں مانگنا باعث اجر و ثواب سمجھتے ہیں وہابیہ اس کا رخنہ سے محروم ہیں بلکہ اصل اختلاف جس نے امت کو دو دھڑوں میں بانٹ دیا وہ اکابر دیوبند کی وہ کفریہ عبارات ہیں جن میں کھلم کھلا نبی کریم ﷺ کی گستاخی کا ارتکاب کیا گیا ہے۔

میری کتاب کا خلاصہ یہ ہے کہ شیعہ اور وہابی دونوں جب تک اپنے گستاخانہ اور کفریہ عقائد سے توبہ نہ کریں تو وہ گستاخ رسول اور گستاخ صحابہ و اہل بیت ہیں ان کو سلام کرنا یا ان کا نماز جنازہ پڑھنا یا ایصال ثواب کرنا ان سے دوستی اور رشتہ ناطہ کرنا جائز نہیں اگر والدین اپنی اولاد کو ان سے رشتہ داری پر مجبور کریں تو ہرگز ہرگز ان کی بات نہ مانیں کیونکہ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ خدا کی نافرمانی میں مخلوق کی طاعت جائز نہیں۔

تجھے جانا تجھے مانا نہ رکھا غیر سے کام نہ لہذا الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

الحمد للہ یہ کتاب آج ۸ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ بمطابق ۵ ستمبر ۲۰۰۳ء بروز جمعہ المبارک کو کھل ہوئی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس کتاب کو قبول فرمائے اور اس کو مفید بنائے اور اس کو تاقیامت فیض آفریں اور باقی رکھے اس کے مصنف صحیح کپور، ناشر، قارئین، سامعین، محبین اور معاونین کو دنیا اور آخرت کی کامیابیاں اور کامرانیاں عطا فرمائے..... آمین، یارب العالمین۔

صلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین



## بابا کرموں اور اس کے بیٹے

بسم الله الرحمن الرحيم

بابا کرم دین ایک نہایت سادہ اور بھولا انسان تھا۔ لوگ اسے بابا کرموں کہتے تھے۔ بابا کرموں کے چار بیٹے تھے۔ اس نے تین بیٹوں کو سکول کالج کی خوب تعلیم دلائی۔ چوتھا بیٹا ان پڑھ تھا اور کھیتی باڑی کرتا تھا۔

پڑھے لکھے بیٹوں میں سے ایک بیٹا ملازمت کے سلسلے میں سعودی عرب چلا گیا۔ دوسرا بیٹا ایران چلا گیا اور تیسرا بیٹا اعلیٰ تعلیم کے سلسلے میں لاہور یونیورسٹی میں داخل تھا اور اس کی رہائش کلمہ چوک کے قریب گلیکسی ہاسٹل میں تھی۔

ایسا ہوا کہ اس کا سعودی عرب والا بیٹا سعودیہ میں رہ کر وہابی ہو گیا۔ اس نے رفع یدین وغیرہ شروع کر دیا اور جب بھی اپنے گاؤں آتا تو اپنے باپ دادا اور پورے گاؤں والوں کو کافر اور مشرک کہتا۔ بابا کرموں اس کی باتوں سے سخت پریشان رہنے لگا۔ بابا اپنے بیٹے کو کئی علماء کے پاس لے کر گیا۔ مگر وہ کسی سے قائل نہ ہوا۔ اگر وہ لڑکا کسی عالم کے سامنے لا جواب ہو جاتا تو کہتا تھا کہ اس کا جواب میں اپنے علماء سے پوچھ کر دوں گا۔ بابے کو اس بات پر غصہ آ جاتا تھا۔ بابا کہتا تھا کہ اب تم علماء سے رابطہ رکھتے ہو۔ وہابی ہونے سے پہلے اپنے سنی علماء سے رابطہ کیوں نہیں رکھا؟

مختلف علماء سے اپنے بیٹے کی بحث سن کر کچھ باتیں بابے کی سمجھ میں بھی آ چکی تھیں۔ با

بے نے ہر بحث میں اپنے بیٹے کی دو باتیں بار بار سن رکھی تھیں۔ پہلی یہ کہ اس کا بیٹا ہر حدیث کو ضعیف کہہ دیتا تھا۔ دوسری یہ بات کہ سعودی عرب والے کیسے غلط ہو سکتے ہیں جب کہ سعودی عرب دین کا مرکز ہے وہیں سے دین پھوٹا اور ساری دنیا تک پہنچا۔ بابا یہ باتیں سن کر خود بھی اپنے مذہب سے ڈگمگا گیا۔

بیٹے کی یہ دو باتیں سن کر بابا اپنے بیٹے سے پہلے یہی سوال علماء پر طعن دیتا تھا۔ ایک عالم سے لڑکے کی بحث اس طرح ہوئی۔ اس لڑکے نے کہا رفع یدین (نماز میں رکوع سے پہلے اور بعد کانوں تک ہاتھ اٹھانا) چار سو احادیث سے ثابت ہے۔ عالم نے کہا وہ تمام احادیث مجھے مکمل سند اور اصل الفاظ کیساتھ گنواؤ۔ لڑکے کا منہ بند ہو گیا پھر کہنے لگا مجھے تو معلوم نہیں میں نے مولوی صادق کی کتاب صلوٰۃ الرسول میں پڑھا ہے۔

پھر کہنے لگا رفع یدین پر احادیث کی تعداد کو چھوڑیے۔ بہر حال صحیح بخاری میں حدیث موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے اسی ایک مسئلے پر تحقیق کر کے میں اہل حدیث ہوا ہوں۔

عالم نے کہا صرف ایک مسئلے پر تحقیق کر کے آپ نے پورا مسلک کیوں تبدیل کر لیا۔ یہ تو تحقیق کا نہایت ناقص اور جلد باز طریقہ ہے۔ آپ کے نزدیک رفع یدین ثابت ہوتے ہی تھلید کا مسئلہ، آئین بالجہر کا مسئلہ، فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ، تین طلاق کا مسئلہ، نماز تراویح کا مسئلہ وغیرہ وغیرہ خود بخود کیسے حل ہو گئے۔ آپ کا فیصلہ نہایت جاہلانہ بلکہ احمقانہ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ رفع یدین تو شافعی اور حنبلی بھی کرتے ہیں۔ بلکہ کسی حد تک شیعہ بھی کرتے ہیں۔ آپ اس ایک مسئلے پر مطمئن ہونے کے بعد اہل حدیث ہونے کی بجائے شافعی یا حنبلی یا شیعہ کیوں نہیں ہو گئے؟ مثلاً ایک آدمی کی تحقیق یہ ہو کہ داڑھی کو مطلق چھوڑ دینا چاہئے اسے کترانا نہیں چاہئے۔ اس تحقیق کے بعد وہ سکھ ہو جائے اور کہنا شروع کر دے کہ میں صرف اور صرف داڑھی کے مسئلے پر تحقیق کرنے کے بعد سکھ ہوا ہوں۔ تو بتائیے کہ اس کی یہ بات



معتول ہوگی؟

لڑکے کو یہ باتیں کڑوی لگیں مگر ان باتوں میں صداقت موجود تھی۔ لا جواب ہو کر کہنے لگا میں اپنے علماء سے پوچھوں گا۔

پھر کہنے لگا آخر سعودی عرب والے رفع یدین کیوں کرتے ہیں۔ سعودی عرب دین کا مرکز ہے وہاں سے دین پھوٹا ہے اور وہاں چودہ سو سال سے رفع یدین ہوتا چلا آ رہا ہے۔ عالم نے کہا آپ بے شک رمضان شریف میں ٹی وی پر نماز کا منظر دیکھ لینا۔ آپ کو ہر طرح کے لوگ مل جائیں گے۔ بلکہ ٹی وی پر کئی امام نظر آ رہے ہوتے ہیں۔ کوئی رفع یدین کرتا ہے اور کوئی نہیں کرتا۔ کوئی سینے پر ہاتھ باندھتا ہے اور کوئی ناف کے پاس۔ کوئی آمین اونچی کہتا ہے اور کوئی آہستہ۔ یہ آپ کو کس نے سکھایا ہے کہ سعودی عرب والے سارے اہل حدیث ہیں؟ وہاں تو ایک آدمی بھی غیر مقلد (اہل حدیث) نہیں ہے۔ وہ سب کے سب حنبلی، شافعی، مالکی اور حنفی ہیں۔ وہاں حنبلیوں کی اکثریت ہے۔ اور یہ سب اہل سنت ہوتے ہیں۔ اور اماموں کے مقلد اور پیروکار ہوتے ہیں۔ جب کہ اہل حدیث کے نزدیک امام کی پیروی شرک اور مگر اسی ہے۔

پھر یہ کہ سعودی عرب میں ”ض“ داد کی طرح پڑھا جاتا ہے جب کہ پاکستان کے وہابی اور شیعہ دونوں اسے ”زاد“ پڑھتے ہیں۔ دین اگر عرب سے پھوٹا ہے تو عربوں کو کم از کم ”ض“ پڑھنا تو آتا ہوگا؟

پھر یہ بتاؤ کہ سعودی عرب والے بیس رکعت تراویح پڑھتے ہیں۔ ہر سال ٹی وی پر اس کا ثبوت دیکھ سکتے ہو۔ اب بتاؤ کہ جہاں سے دین پھوٹا وہاں بیس تراویح پڑھی جاتی ہیں۔ اور پاکستان کے وہابی (اہل حدیث) آٹھ تراویح پڑھتے ہیں۔ اس وقت انہیں سعودیہ کی مرکزیت یا نہیں آتی؟ سعودیہ والے ایک مجلس کی تین طلاقیں کو تین ہی شمار کرتے ہیں۔ جب کہ پاکستانی وہابی تین طلاقیں کو شیعوں کی طرح ایک ہی شمار کرتے ہیں۔ اس کی بے شمار دوسری مثالیں بھی

موجود ہیں۔ اب بتاؤ کہ اگر تم سعودی عرب کو دین کا مرکز مانتے ہو تو پھر ان تمام مسائل کو دیکھ کر تم اہل سنت کیوں نہیں ہو جاتے؟ آپ کچھ لوگوں کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھ کر متاثر ہو گئے تھے تو تمام کے تمام لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھنا دیکھ کر متاثر کیوں نہیں ہوتے؟

اس عالم کے دلائل نے اس لڑکے کی تباہی مچا دی مگر وہ کہنے لگا کہ میں اپنے علماء سے پوچھوں گا۔ بابا اس بات پر گرم ہو جاتا تھا مگر وہ عالم دین بابے کو سمجھا کر خنڈا کر دیتے تھے۔ لڑکے نے کہا میں اپنے علماء سے سمجھ کر آؤں گا اور انشاء اللہ دلائل کی روشنی میں آپ کو کوئی پہنچا دوں گا۔

عالم دین نے کہا آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ آپ مجھے کوفہ پہنچا دیں۔ وہاں میری ملاقات مولانا علی شیر خدا رحمۃ اللہ علیہ سے ہو جائے گی۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مل لوں گا۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی گلیاں دیکھ لوں گا۔ لیکن بیٹا میں انشاء اللہ تعالیٰ تجھے دلائل کی روشنی میں نجد پہنچا دوں گا۔ جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہناك الزلازل و الفتن یعنی نجد میں زلزلے ہوں گے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطانی ٹولہ نکلے گا

﴿بخاری، مشکوٰۃ صفحہ ۵۸۲﴾

اسی نجد میں محمد بن عبدالوہاب نجدی پیدا ہوا تھا۔ جس کے تم پیروکار ہو۔ وہاں جا کر اپنے دؤرے سے مل لینا۔ پہنچے گی وہیں پہ خاک جہاں کا خیر ہے۔

لڑکے نے کہا آپ نے مجھ پر کچھ اچھا لایا ہے عالم نے کہا بیٹا پہلے تم نے کچھ اچھا لایا تھا اور مجھ پر نہیں بلکہ میرے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر کچھ اچھا لایا تھا۔ اور ان کے شہر کوفہ کی توہین کی تھی۔ میں نے تو صرف جوابی کاروائی کی ہے۔

اس لڑکے نے کہا۔ آپ رفع یدین ترک کرنے کا ثبوت دیجئے۔ عالم نے کہا۔ اس کا ثبوت بخاری میں بھی موجود ہے۔ مسلم میں بھی موجود ہے اور بے شمار دوسری کتابوں میں بھی موجود ہے۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث لی گئی ہے۔ کہ آپ رضی اللہ عنہ



نے نبی کریم ﷺ کو بے شمار مرتبہ رفع یدین کئے بغیر نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ یہ حدیث مسند امام اعظم اور موطا امام محمد میں موجود ہے۔

اس لڑکے نے کہا یہ حدیث دکھائیں۔ عالم دین نے حدیث اصل کتابوں میں دکھادی۔ اس لڑکے نے حدیث نوٹ کر لی اور کہنے لگا کہ میں اپنے علماء سے پوچھوں گا۔

مفتگو کا کافی طویل ہو چکی تھی۔ عالم دین نے فرمایا کہ جاؤ اپنے علماء سے پوچھ لو۔ پھر دو بارہ تشریف لے آتا وہ باپ بیٹا دونوں چلے گئے۔

اگلے دن وہ لڑکا اپنے علماء سے خوب معلومات لے کر دوبارہ آگیا۔ آتے ہی کہنے لگا کہ مسند امام اعظم اور موطا امام محمد معتبر کتابیں نہیں اور آپ کی پیش کردہ حدیث ضعیف ہے۔

عالم دین نے کہا کہ اگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے رفع یدین ترک کرنے والی احادیث صحاح ستہ میں بھی موجود ہوں تو پھر؟

لڑکے نے کہا۔ پھر ٹھیک ہے۔ آپ دکھا دیجئے۔ عالم دین نے فرمایا ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا کہ میں تمہیں نبی کریم ﷺ کی نماز پڑھ کر دکھاؤں؟ آپ نے نماز پڑھ کر دکھائی۔ اور صرف شروع میں رفع یدین کیا، بعد میں پوری نماز میں رفع یدین نہیں فرمایا۔ یہ حدیث ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور امام بخاری کی جزء و رفع یدین وغیرہ میں موجود ہے۔

اب بتاؤ کہ مسند امام اعظم اور موطا امام محمد پر تو آپ نے فوراً زبان درازی کر دی۔ مگر صحاح ستہ کے مصنفین اور امام بخاری تک نے اس کی تائید کر دی ہے۔ یاد رکھو کہ جو حدیث امام اعظم اور ان کے شاگرد بیان کر دیں۔ (جو پہلی اور دوسری صدی کے لوگ ہیں) تو ایسی حدیث پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے۔ اب اس کو ضعیف کہنا یا کسی کتاب کو غیر معتبر کہنا محض فریب بلکہ فراڈ ہے۔ ایسی حدیث احناف اور شوافع کے درمیان متفق علیہ بن جاتی ہے اور ثابت ہو جاتا ہے کہ احناف کچی گولیاں نہیں کھینچتے۔

اس لڑکے نے کہا میں اپنے علماء سے پوچھ کر آیا ہوں کہ اس حدیث میں فلاں راوی ضعیف ہے اور تدلیس سے کام لیتا ہے۔ عالم نے کہا اس راوی کو کس نے ضعیف لکھا ہے؟ لڑکے نے کہا ذہبی اور ابن حجر نے۔

عالم نے کہا پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ اہل حدیث ہیں اور اہل حدیث کا دعویٰ ہے کہ قرآن وحدیث کے علاوہ ہر چیز ناقابل قبول ہے تم بتاؤ کہ ذہبی اور ابن حجر کی کتاب قرآن ہے یا حدیث؟ نیز ذہبی اور ابن حجر خدا ہیں یا خدا کے رسول؟ جب تمہارا نعرہ قرآن وحدیث ہے تو پھر ذہبی کیا ہیں اور ابن حجر کون ہیں؟ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کو بخاری پر عمل کرنے کا بھی کوئی حق حاصل نہیں۔ اسلئے کہ بخاری کے لکھنے والے کا نام محمد بن اسماعیل بخاری رضی اللہ عنہ ہے اور امام بخاری نہ خدا ہیں اور نہ خدا کے رسول۔ جب کہ اہل حدیث خدا رسول کے سواء کسی کی بات نہیں مانتے۔

پھر یہ رجال کی کتابیں جو سات آٹھ سو سال بعد لکھی گئی ہیں آپ کے ہاں ان کتابوں کی کیا حیثیت رہ گئی؟ پھر یہ بھی سن لو کہ تابعین جیسے عظیم المرتبت اولیاء اللہ کو ضعیف اور جاہل کہنے کا دھندا جن لوگوں نے شروع کیا ہے۔ ان کی اپنی اوقات کیا ہے۔ ذہبی کے شاگرد تاج الدین سبکی اپنی کتاب طبقات شافعیہ کی جلد ۱ صفحہ ۱۹۱ پر لکھتے ہیں کہ ذہبی میرے استاد ضرور ہیں لیکن نہایت افسوس کے ساتھ یہ بات کہہ رہا ہوں کہ ذہبی نے اللہ والوں کے خلاف سخت زبان درازی کی ہے مجھے ڈر ہے کہ جن لوگوں کے خلاف انہوں نے زبان درازی کی ہے قیامت کے دن یہ لوگ ذہبی کے خلاف کھڑے نہ ہو جائیں۔

اس سے زیادہ سخت الفاظ ابن حجر کے بارے میں امام سخاوی علیہ الرحمہ نے لکھے ہیں اور انہیں احناف کے خلاف سخت متعصب قرار دیا ہے

لڑکا سہم گیا اور کہنے لگا میں اپنے علماء سے پوچھوں گا با بے کو سخت غصہ آگیا۔ با بے نے اپنے بیٹے کو ایک لاشمی ماردی اور اسے اس کے علماء سمیت گالیاں دینے لگ گیا۔ اور اسے بازو



سے پکڑ کر باہر کو کھینٹا۔ چل دفع ہو۔

بابا ان پڑھ ضرور تھا مگر ذہین بہت تھا اور بار بار گفتگو سن کر اچھی خاصی سوجھ بوجھ حاصل کر چکا تھا۔ اور اس نے بعض علمی اصطلاحات تک یاد کر لی تھیں۔

گھر پہنچ کر بابا کہنے لگا۔ بیٹا مجھے تین باتیں اچھی طرح معلوم ہو گئی ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جس حدیث کو امام اعظم ابو حنیفہ نے یا امام محمد نے بیان کیا ہو، اسی حدیث کو جب بعد والے محدثین بھی بیان کر دیں تو اب سند کے چکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اب ایسی حدیث کو ضعیف کہنا محض جان چھڑانے والی بات ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ رجال کی کتابیں، جن میں کہیں کسی جلیل القدر تابعی کو ضعیف کہا گیا ہے اور کہیں کسی قبیح تابعی کو کذاب کہا گیا ہے۔ میری سمجھ کے مطابق یہ سب زبان درازی ہے اور اولیاء اللہ سے دشمنی اور ان کا نا جائز گلہ ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اہل حدیثوں کو رجال کی کتابوں پر اعتماد کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ ورنہ اس سے اندھی تقلید لازم آئے گی۔ لڑکا اپنے باپ کی باتوں سے مزید پریشان ہو گیا۔ مگر اچھی دوا اپنی ضد پر قائم تھا۔

اتفاق سے بابے کا دوسرا بیٹا ایران سے واپس آ گیا۔ لیکن نقدیر کا کھیل دیکھئے کہ اس کا یہ بیٹا شیعہ مذہب اختیار کر چکا تھا۔ اس نے گاؤں پہنچتے ہی مجلس عزائم میں جانا شروع کر دیا۔ ایک دن اپنے گھر میں بھی زبردستی مجلس عزائم رکھ دی۔ چند دنوں میں اپنے ذاتی خرچے پر امام بارگاہ کی تعمیر کی افواہ بھی چھوڑ دی۔ جو آدمی اس سے بات کرتا، اس سے لڑنے پر اتر آتا تھا۔ بابا پہلے بیٹے سے کیا پریشان تھا کہ دوسرا بیٹا اس سے بھی نمبر لے گیا۔ بابا اس بیٹے کو بھی مختلف علماء کے پاس لے گیا۔ پہلے تو اس نے کہا کہ تمہارے مولویوں کے پاس ہے ہی کیا؟ یہ سب اہل بیت کے منکر ہیں۔ لیکن بابا کسی نہ کسی طرح اسے علماء کے پاس لے کر پہنچ ہی گیا۔ یہ لڑکا بھی ہر عالم سے دوا باتیں ضرور کرتا تھا۔ ایک تو وہ حدیث من کنت مولاء ہر کسی کو سنا تا تھا۔ دوسری بات یہ کہ

تا تھا کہ اہل بیت پر دین کا دار و مدار ہے۔ جن کے گھر میں دین اترتا، جو دین کے سب سے پہلے مخاطب ہیں اور جو نبی کریم ﷺ کے جگر کے ٹکڑے ہیں ان کی پیروی ضروری ہے۔ اور تم لوگ ان سب کے منکر ہو۔

بابا اس بیٹے کو ایک عالم دین کے پاس لے گیا۔ اس عالم سے اس طرح گفتگو ہوئی۔ لڑکے نے کہا آپ اہل بیت کے منکر ہیں۔ عالم نے کہا جھوٹے پر خدا کی لعنت۔ ہم اہل بیت کے منکر نہیں۔ بلکہ اہل بیت اور صحابہ کرام سب کا ادب کرتے ہیں اور ان کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں۔ لڑکے نے کہا یہ آپ اوپر اوپر سے کہہ رہے ہیں۔ بابے کو غصہ آ گیا۔ بابے نے گالی دے کر کہا۔ میں تمہارا باپ ہوں۔ میں اہلسنت ہوں اور تو مجھے اچھی طرح جانتا ہے کہ میں اہل بیت کا بہت ادب کرتا ہوں اور تجھے بھی میں نے ان کا ادب ہی سکھایا تھا۔ تو میری گود میں بیٹھ کر میری داڑھی صاف کر رہا ہے۔ تیری۔۔۔ بابے نے پھر ماں کی گالی دی (بابے نے کہا تجھے سکھانے والے نہایت فراڈی اور چال باز لوگ ہیں اور تم نے میری تربیت کو اور سنی مسلک کو پس پشت ڈال کر اس کی ہر بات پر ایمان رکھ لیا ہے۔ بتا! میں نے تجھے مولاعلیٰ کا ادب سکھایا تھا یا بے ادبی؟ بتا مسجد کے مولوی صاحب تمام اہل بیت اور مولاعلیٰ کا نام ادب سے لیتے ہیں یا بے ادبی سے؟

عالم دین نے سمجھا بھجا کہ بابے کا غصہ ٹھنڈا کیا۔ پھر عالم دین فرمانے لگے کہ بیٹا! جھوٹ بولنا اور اوپر اوپر سے ماننا اہلسنت کا طریقہ نہیں۔ یہ تعلیم شیعہ مذہب میں پائی جاتی ہے۔ جسے یہ لوگ تقیہ کا نام دیتے ہیں۔ شیعوں کی سب سے پہلی کتاب اصول کافی میں لکھا ہے کہ جس نے دین کو ظاہر کیا اللہ اسے ذلیل کرے گا اور جس نے دین کو چھپایا اللہ اسے عزت دے گا (اصول کافی جلد ۱ صفحہ ۳۲۰)۔ دوسری جگہ لکھا ہے کہ دین کے دس حصوں میں سے نو حصے تقیہ ہے (اصول کافی جلد ۱ صفحہ ۳۱۱)۔ اب بتائیے کہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ سنی اہل بیت کے ساتھ اوپر اوپر سے محبت کرتے ہیں۔ جب کہ سچ تو یہ ہے کہ شیعہ مذہب کی ہر بات اوپر اوپر سے ہوتی ہے، جو سچی



بات کرے وہ ذلیل ہے اور جو جھوٹ بولے وہ باعزت ہے۔

اب بتائیے کہ آپ کے مذہب کی کسی بھی بات کا کیا اعتبار ہے؟ آپ کے علماء اگر کہہ دیں کہ ہم اہل بیت سے محبت کرتے ہیں۔ ہمیں کیا معلوم کہ یہ سچ ہے یا تقیہ۔ اگر یہ لوگ کہہ بھی دیں کہ بارہ امام برحق ہیں۔ ہمیں کیا معلوم کہ یہ سچ ہے یا تقیہ۔ آپ کو ایمان والوں نے جو جو باتیں رٹا کر بھیجا ہے آپ کو کیا معلوم وہ سچ ہیں یا تقیہ؟

لڑکا یہ باتیں سن کر پریشان سا ہو گیا۔ کہنے لگا مجھے اصل کتاب میں لکھا ہوا دکھا دیں کہ شیعہ مذہب کا دار و مدار تقیہ پر ہے۔ عالم دین نے اصول کافی کھول کر اس کے سامنے رکھ دی۔ بلکہ اس مضمون کی کئی احادیث اس کے سامنے آگئیں لڑکا سوچ میں ڈوب گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ واقعی کہیں شیعہ علماء نے مجھ پر تقیہ تو استعمال نہیں کیا؟ میں کون سے اصول کے تحت ان کی کسی بات کو سچ سمجھوں اور کون سی بات کو تقیہ قرار دوں۔

لڑکا بوکھلایا ہوا تھا۔ مگر ہمت سنبھال کر کہنے لگا آخر بہت سے لوگ شیعہ کیوں ہوتے جا رہے ہیں۔ عالم دین نے کہا وہابی بھی یہی کہتے ہیں کہ پچھلے سال میں دس ہزار آدمی سنی مذہب سے اہل حدیث ہو گئے ہیں۔ بیٹا مزہ تو جب ہے کہ کسی کافر کو شیعہ مذہب میں لے آؤ تا کہ کفر کا مقابلہ کرو۔ سنی عوام ہی تمہیں لوٹ کا مال نظر آتے ہیں؟

یہاں عالم دین نے ایک نہایت زبردست پوائنٹ مارا۔ عالم نے کہا کہ اگر تم کسی غیر مسلم کو اسلام کی دعوت دو اور اسے بتاؤ کہ مسلمان ہونے کے بعد تمہیں ماتم کرنا پڑے گا۔ اور اپنے آپ کو تھپڑ، سکے، بلیڈ اور چھریاں مارنا پڑیں گی۔ اور قمیض اتار کر سینہ کو بی کرنا پڑے گی۔ ورنہ تم منافق اور کافر ہی رہو گے۔ تو ایمان داری سے بتاؤ کہ کیا وہ غیر مسلم ایسا اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو جائے گا؟

یہ تلخ حقائق سن کر لڑکے کا دماغ گھوم گیا۔ یہ لڑکا اندر اندر سے ڈگمگا چکا تھا۔ مگر تاحال ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم تھا۔ وہ بہت سی فروغی باتوں پر بحث کرنا چاہتا تھا مگر ان دو اصولی باتوں

نے اس کے پلے کچھ نہیں رہنے دیا تھا۔ پھر بھی اس نے کہا کہ میں اپنے علماء سے پوچھوں گا۔ عالم دین نے کہا جاؤ اپنے علماء سے پوچھ کر دوبارہ آنا۔ انشاء اللہ ان باتوں کا تسلی بخش جواب دیا جائے گا۔ اپنے علماء سے مل کر لڑکا پھر انہی لچھنوں پر اتر آیا۔ مگر اب کی بار اس نے کسی سنی عالم کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔

الفرض یہ لڑکا بھی باپ سے کنٹرول نہ ہوا۔ بلکہ یہ تو الٹا جذبہ باقی بھی ہو جاتا تھا اور اگر کسی عالم کے سامنے لا جواب ہو جاتا تو کہتا تھا کہ اس کا جواب میں اپنے علماء سے پوچھ کر دوں گا۔ باپ کو اس بات پر بھی غصہ آ جاتا تھا۔ بابا کہتا تھا تم بھی اپنے دوسرے بے ایمان بھائی کی طرح اب علماء سے رابطہ رکھتے ہو۔ شیعہ ہونے سے پہلے اپنے سنی علماء سے رابطہ رکھتے تو یہ نوبت ہی نہ آتی۔

ایک دن باپ نے ان دونوں بیٹوں کو آٹھ منے سامنے کر دیا۔ ایک وہابی اور دوسرا شیعہ۔ بابا دیہاتی آدمی تھا اور کبھی کبھی اپنے بیٹوں کو ماں کی گالی بھی دے دیتا تھا۔ اس نے دونوں بیٹوں کو اپنی مخصوص گالی دی اور کہا کہ میں تو ان پڑھ آدمی ہوں۔ اگر تم دونوں میں سے کسی ایک نے مجھے قائل کرنا ہوتا تو میں لاعلمی کی وجہ سے ضرور قائل ہو جاتا۔ لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ دونوں کے دلائل اور انداز گفتگو تقریباً ایک جیسا ہے مگر تقدیر نے دونوں کو متضاد مذاہب پر لگا دیا ہے۔ اگر وہابی سچا ہے تو پھر شیعہ بھی سچا ہے۔ اور اگر وہابی جھوٹا ہے تو پھر شیعہ بھی جھوٹا ہے۔ اس صورت حال میں میرے لئے بہتر یہی ہے کہ میں سنی مذہب پر پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہو جاؤں۔ اور میرا یہی فیصلہ ہے۔ مگر تم دونوں آپس میں بحث کرو (یہاں باپ نے ان دونوں کو ماں کی گالی بھی دی) اور کہا کہ میں تمہاری بحث سنوں گا۔

دونوں میں بحث شروع ہوئی۔ وہابی نے کہا صحابہ سب کچھ ہیں۔ شیعہ نے کہا اہل بیت سب کچھ ہیں۔ بابا خاموش نہ رہ سکا۔ ماں کی گالی دے کر کہنے لگا ”اوائے! صحابہ اور اہل بیت دونوں کو سب کچھ مان لینے میں تمہیں کیا تکلیف ہے؟“



مگر وہ دونوں اپنے اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ اور دلائل کی بھرمار کرتے رہے۔ پھر شیعہ نے کہا امام حسین علیہ السلام حق پر تھے۔ اور جن صحابہ نے امام پاک کا ساتھ نہیں دیا تھا وہ سب مجرم ہیں۔ وہابی نے کہا حضرت یزید رحمت اللہ حق پر تھے اور امام حسین سے تو جنرل ضیاء الحق ہی بہتر تھا

بابے کو دونوں بیٹوں پر غصہ آ گیا۔ اس نے کہا تم دونوں بے ادب اور بدتمیز ہو۔ ایک امام حسین کا بے ادب ہے اور دوسرا صحابہ پاک کا بے ادب ہے۔ بابے نے دونوں بیٹوں پر لڑھکیا اور برساتنا شروع کر دیں اور گالیاں دے کر کہنے لگا میرے گھر سے نکل جاؤ۔ آج مجھے تم دونوں کی حقیقت پہلے سے بھی زیادہ معلوم ہو گئی ہے۔ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اہل سنت مذہب اختیار کرنے کی توفیق دی ہے۔

بابے کا تیسرا بیٹا جب لاہور سے واپس آیا تو وہ قادیانی ہو چکا تھا۔ یہ بیٹا نہایت خاموش اور محتاط تھا۔ اس نے سب سے پہلے سائنس اور عقلیات کا فلسفہ جھاڑنا شروع کر دیا۔ کچھ دنوں تک اس نے کہنا شروع کر دیا کہ آسمانوں پر انسان آسمان کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آسمان پر چڑھ جانا اور آسمان سے اتر آنا عقلاً ناممکن ہے۔ ان پڑھ لوگ اس کی باتوں کے نتائج پر غور کئے بغیر اس کی باتوں میں آنے لگے۔ یہ لڑکا بظاہر مسلمان بلکہ اہل سنت نظر آتا رہا۔ آہستہ آہستہ اس نے کہنا شروع کر دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام آسمان سے نہیں اترے تھے۔ نبی کریم ﷺ کو معراج جسمانی نہیں ہوئی تھی۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر نہیں اٹھائے گئے۔ اور نہ ہی قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے۔ اور بالآخر اس نے یہاں تک کہہ دیا کہ جس عیسیٰ نے آنا ہے وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ اور چونکہ عیسیٰ علیہ السلام نبی تھے لہذا یہ بھی نبی ہے اور حضرت محمد ﷺ ہر لحاظ سے آخری نبی نہیں ہیں بلکہ آپ کے بعد ظلی اور بروزی نبی آ سکتا ہے۔ اور مرزا قادیانی وہی ظلی اور بروزی نبی ہیں۔

بابا سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ بابے نے کہا یہ تو پہلے سے بھی بھاری آفت آن پڑی۔ اب کہاں

جاؤں۔ بابے نے ایک بار پھر قسمت آزمائی کے لئے علماء کا رخ کیا۔ مگر یہ لڑکا بظاہر بڑا بااخلا ق، شہنشاہ اور چال باز بھی تھا۔ یہ خود کہتا تھا کہ مجھے علماء کے پاس لے چلو۔ بابا اسے ایک مولوی صاحب کے پاس لے گیا۔ ان مولوی صاحب کی معلومات قادیانیت کے موضوع پر مفرح تھیں۔ بابا اسے اسی طرح کے چند مولویوں کے پاس لے گیا جنہیں نور بشر کے سوا کچھ نہیں آتا تھا۔ بالآخر کسی مولوی صاحب نے اسے فقیر غلام رسول قاسمی کا ڈریس دیا۔

بابا اپنے بیٹے کو لے کر فقیر کے پاس پہنچ گیا۔ اور اپنی روئداد سنائی۔ اس لڑکے نے کہا کہ میں آپ سے کچھ معلومات لینا چاہتا ہوں۔ فقیر نے کہا کہ فرمائیں۔ اگر میری سمجھ میں ہوں گی تو ضرور عرض کر دوں گا۔ اس لڑکے نے کہا کہ میں قرآن کی روشنی میں حیات مسیح کا مسئلہ سمجھنا چاہتا ہوں۔ مسلمانوں کے پاس حیات مسیح پر صرف ایک آیت ہل دفعہ اللہ الیہ موجود ہے۔ جب کہ مرزا صاحب نے وفات مسیح کو تیس آیات سے ثابت کر دیا ہے۔ یہ سید حاسد حاسد معیار ہے۔ آیات کی تعداد سے ہی آپ سچ اور جھوٹ کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

فقیر نے کہا کہ پادری فاڈر نے اپنی کتاب میزان الحق میں قرآن کی ایک سو چودہ آیات سے تین خدا ثابت کئے ہیں۔ اگر آیات کی تعداد گن سنانے پر دار و مدار ہے تو پھر پادری فاڈر مرزا صاحب سے بھی نمبر لے گیا۔

پھر لا الہ الا اللہ کے الفاظ بھی قرآن کی تیس آیات میں نہیں بلکہ صرف ایک آیت میں وارد ہوئے ہیں۔ بتائیے کہ جب تک تیس آیات فراہم نہ ہوں گی کیا آپ خدا کی توحید کا انکار کرتے رہیں گے؟

اسی طرح محمد رسول اللہ کے الفاظ بھی پورے قرآن میں صرف ایک جگہ استعمال ہوئے ہیں۔ کیا آپ نبی کریم ﷺ کی رسالت کو تسلیم کرنے کے لئے انتیس مزید آیات کا انتظار کریں گے؟

اصل بات یہ ہے کہ مرزا صاحب نے کھینچا تانی کے ذریعہ تیس آیات سے وفات مسیح



ثابت کر ماری ہے۔ جب کہ حیات مسیح جس آیت سے ثابت ہے وہ لا الہ الا اللہ کی طرح بڑی صاف اور صریح ہے۔ دلائل کو تو لا کرتے ہیں مگر نہیں کرتے لڑکا لا جواب ہو گیا۔

پھر اس لڑکے نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول قرآن میں ہے کہ میں جب تک زندہ رہوں مجھے زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم ہے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر چلے گئے ہیں تو اب وہ زکوٰۃ کس طرح ادا کرتے ہوں گے۔ اور وہ زکوٰۃ کون وصول کرتا ہوگا؟

فقیر نے کہا کہ یہ انہی تمیں آیات میں سے ایک ہے جنہیں مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں لکھا ہے اور کھینچا تانی کر کے اس آیت سے وفات مسیح ثابت کر ڈالی ہے۔ اصل بات یہ ہے جس کسی بھی زکوٰۃ دینے کا حکم ہو اس کیلئے شرط یہ ہوتی کہ وہ شخص مالدار ہو۔ مثلاً نبی کریم ﷺ کی ساری امت کو حکم ہے کہ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو مگر زکوٰۃ وہی شخص دیتا ہے جو مالدار ہو باقی لوگ عمومی حکم ملنے کے باوجود زکوٰۃ نہیں دیتے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے بھی زکوٰۃ دینے کیلئے مالدار ہونا شرط ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تک زمین پر موجود رہے انہوں نے اس وقت بھی زکوٰۃ نہیں دی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ دنیا میں کبھی بھی مالدار نہیں ہوئے۔ بلکہ ہمیشہ فقر اور غریب الوطنی میں وقت گزارا۔ اگر زمین پر رہتے ہوئے زکوٰۃ نہیں دی تو آسمان پر جا کر زکوٰۃ نہ دینے میں تو بالکل ہی کوئی حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ دلوں کے حال اور پیش آنے والے معاملات کو خوب سمجھتا ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ اس قسم کے احکام میں ظاہری خطاب نبی کو ہوتا ہے۔ جب کہ حکم امت کو دیا جا رہا ہوتا ہے۔ گویا زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت سب کے لئے تھا۔ جب کہ صاحب نصاب یعنی مالدار ہونے کی شرط اپنی جگہ پر ہے۔

بابا یہ ساری گفتگو بڑی غور سے سن رہا تھا۔ پھر اس لڑکے نے کہا کہ حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جتنے جاندار اس وقت زندہ ہیں آج سے سو سال بعد سارے کے سارے مرجائیں گے۔ لہذا عیسیٰ علیہ السلام اگر زندہ تھے بھی تو فوت ہو گئے ہوں گے۔

فقیر نے کہا کہ یہ حدیث پوری پڑھو اس حدیث میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں۔ علی وجہ الارض الا ان یعنی اس وقت روئے زمین پر جتنے جاندار ہیں مرجائیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نہیں تھے۔ لہذا اس حدیث سے ان کی وفات ثابت نہیں ہوتی۔ آپ نے حدیث ادھوری پڑھ کر بے ایمانی کی اور اگر آپ کو ادھوری رٹائی گئی تو رٹانے والوں نے بے ایمانی کی۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے بحث کے آغاز میں کہا تھا کہ قرآن کی روشنی میں حیات مسیح ثابت کریں۔ جب کہ آپ نے خود اپنا اصول توڑ ڈالا ہے۔ آپ نے قرآن کو چھوڑ کر حدیث پیش کر دی ہے۔ اس جرم کی کیا سزا ہے؟ آپ کو جواب دینا پڑے گا اور میں ادھر ادھر نہیں ہٹے دوں گا۔

اس پر وہ لڑکا بالکل بند ہو گیا۔ فقیر نے بار بار پوچھا کہ آگے بولو۔ اس نے کہا آپ نے میرا بولنا ہی بند کر دیا ہے۔ مگر میں اپنے علماء سے پوچھوں گا۔

باپ ان پڑھ ضرور تھا مگر بلا کا ذہین اور صلاحیت والا شخص تھا۔ بابا نے اپنے بیٹے کو خوب گالیاں دیں اور کہا کہ یہ تینوں ایسے تھے اپنے علماء سے پوچھنا چاہتے ہیں مگر گمراہ ہونے سے پہلے ان کی ماں مر گئی تھی کہ علماء سے پوچھتے۔ بابا اپنے بیٹے کو لے کر گاؤں چلا آیا۔

ایک دن بابا کا چوتھا بیٹا کھیتوں سے تھک ہار کر واپس گھر آیا تو گھر میں اس کے تینوں بھائی آپس میں بحث کر رہے تھے اور باہم دست و گریباں ہونے کے قریب تھے۔ یہ صورت حال دیکھ کر اس نے تیل ہانکنے والی لاشمی جسے ہنجالی میں تر دڑکتے ہیں، اٹھالی اور تینوں بھائیوں کی اس قدر پٹائی کر دی کہ ان کی ناس مار کر رکھ دی۔ اسی وقت بابا مکان کی چھت پر چڑھ کر چیخنے لگا کہ کوئی تین پڑھ لکھے بیٹے لے لو اور ایک ان پڑھ دے دو۔

گاؤں کے لوگ جمع ہو گئے۔ کوئی مذاق اڑا رہا تھا، کوئی حوصلہ افزائی کر رہا تھا۔ کوئی لڑکوں کی اصلاح کے لئے مشورے دے رہا تھا اور کوئی کہہ رہا تھا کہ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ ان کا مرض لا علاج ہو چکا ہے۔



گاؤں کے کسی نوجوان نے بابے سے پوچھا کہ باباجی آخر یہ لڑکے اتنی محنت کے باوجود صحیح کیوں نہیں ہو رہے؟ بابا غصے میں تھا۔ کہنے لگا حرام کا حاصل ضائع کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ نوجوان کو سمجھ آگئی اور پیچھے ہٹ کر بیٹھ گیا۔ بالآخر ایک پڑھا لکھا آدمی آگے بڑھا اور اس نے بابے کو عجیب مشورہ دیا۔ اس نے کہا باباجی اپنے تینوں بیٹوں کو اکٹھا کر کے ایک ہی وقت میں کسی ماہر نفسیات کے پاس لے جاؤ۔ بابے کو یہ بات پسند آگئی۔ اگلے ہی روز بابا اپنے تینوں بیٹوں کو لے کر پی اے ایف ہسپتال سرگودھا پہنچ گیا۔ وہاں کے ماہر نفسیات ڈاکٹر کے سامنے تینوں بیٹے پیش کر دیئے اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔

اتفاق سے وہ ڈاکٹر قادیانی تھا جو نیا نیا قادیانی ہوا تھا۔ ڈاکٹر نے ساری کہانی بڑی غور سے سنی۔ اور پھر تھوڑی دیر آنکھیں بند کر کے کچھ سوچتا رہا۔ بالآخر آنکھیں کھول کر کہنے لگا باباجی میں خود پچھلے مہینے قادیانی ہوا تھا۔ میں آج اور اسی وقت قادیانیت سے توبہ کرتا ہوں۔ اور یہ سب آپ کی برکت ہے۔

بابا حیران ہو گیا۔ بابے نے کہا میری برکت سے میرے تین بیٹوں میں سے ایک بھی انسان نہیں بناتا۔ تم پر میری برکت کیسے اثر کر گئی؟

ڈاکٹر نے کہا۔ دراصل یہ ایک نفسیاتی مسئلہ ہے۔ پوری دنیا میں اہلسنت کی اکثریت ہے۔ اور جس قوم کی اکثریت ہو اس قوم میں ان پڑھا اور بھولے لوگ بھی کثرت سے ہوتے ہیں۔ ان میں سے جسے کوئی سب سے پہلے لگ جاتا ہے یہ اسی سے قائل ہو جاتا ہے۔ اگر آپ کا ایرانی بیٹا سعودیہ میں چلا جاتا تو اس نے وہابی ہو جاتا تھا اور اگر سعودی بیٹا ایران میں چلا جاتا تو اس نے وہاں سے شیعہ ہو کر واپس آنا تھا۔ ان کے پاس اپنا مطالعہ اور شعور نہیں تھا۔ یہ ہر کسی کی باتوں میں آسکتے تھے۔ یہی کچھ میرے ساتھ بھی ہوا تھا۔ مگر میں اس مسئلے کی نفسیات کو اس وقت نہیں سمجھا تھا۔ آج اللہ کریم نے اپنے فضل سے مجھ پر ہدایت کا دروازہ کھولنا تھا تو آپ اور آپ کے بیٹوں کا کیس میرے سامنے آ گیا۔ اور میں معمولی غور و خوض کے بعد بڑی آسانی سے معاملے کی تہہ تک پہنچ گیا۔

ڈاکٹر نے ایسے دل نشین انداز سے گفتگو کی کہ بابے کے تینوں بیٹوں پر ڈاکٹر کی باتیں اثر کر گئیں۔ وہیں بیٹھے بیٹھے تینوں نے اپنے اپنے مذاہب سے توبہ کر لی پہلے دونوں اہلسنت ہو گئے اور تیسرا بھی قادیانیت سے توبہ کر کے مسلمان ہو گیا۔

بابا اپنے بیٹوں کو لے کر سیدھا گھر پہنچا۔ شکرانے کے نفل ادا کیے اور نفل ادا کرنے کے بعد خصوصی سجدہ کیا اور سجدے میں پڑ کر زار و قہار رونے لگا۔

اس کے بیٹے اپنے اپنے کام کاج میں مصروف ہو گئے۔ اور مذہبی مصروفیات ترک کر دیں۔ بابے نے کچھ عرصے تک ان کا جائزہ لیا۔ بالآخر ایک دن بابے نے ان تینوں کو جمع کر کے خوب گالیاں سنائیں۔ بابے نے کہا۔ بے غیر تو اتم بے ایمان ہونے کے بعد تو بڑے سرگرم ہو گئے تھے۔ مگر اب تمہیں سانپ نے سونگھ لیا ہے؟

تینوں مل کر دین کی خدمت کیلئے اپنی زندگیاں وقف کر دو ورنہ میں تمہاری..... (بابے نے پھر وہی ماں کی گالی دی)۔

ان تینوں بھائیوں نے اپنے باپ کی بات پر سنجیدگی سے غور کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ واقعی ہم بے حس اور بے انصاف ہیں۔ آخر ہم اس وقت اتنے سرگرم کیوں تھے اور آج اتنے نرم کیوں ہیں؟ انہوں نے اسی وقت دین کی خدمت کا فیصلہ کر لیا۔ تینوں نے ایک ہی مرشد کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور اپنی زندگیاں دین کیلئے وقف کر دیں۔ وہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ ☆

﴿از شیخ الحدیث والفقیر سائیں غلام رسول قاسمی نقشبندی﴾



# فہرست کتب سنہ ۱۴۱۵ھ کے

ملنے کا پتہ: صراط مستقیم پبلی کیشنز کو جوا نوالہ

24	مکالمات	250	عرفان الہیہ
40	بارہاد کے فضائل و مسائل	220	گوشہ شائقین
40	عقائد و اصولات اہلسنت	180	انوار مافہ الہیہ
25	شفاعہ اور برکت	220	آؤ سبلا و سبلا
20	ہم ذمہ دہ چاہیے کہ کام نہیں کرتے	170	دروس القرآن
40	میں بنی کیوں ہوا؟	120	مسند فتح پور
60	حقیقت ایصال ثواب	120	ہندوہب کے پیچھے لڑاکا حکم
20	فضائل درود شریف	150	اہل جنت اہل سنت
20	ایصال ثواب کیوں اور کیسے؟	130	اختلاف فقہی ہو سکتا ہے
50	پیرگانہ دین کا نقشہ کلام		
30	والہیان محمد و جاز کا تاریخی جائزہ	300	تقدیر رمضان المبارک
30	تعلیمی جماعت کے کارنامے	120	تقدیر شعبان المعظم
240	محنت خوش کار انجام	120	رسالہ رمضان المبارک
20	رفیع پورین	100	ہماری دعا میں قبول کیوں نہیں ہوتی
25	اوجھڑی کی کراہت	40	غلام القرآن
30	انگوٹھے چوسنے کا ثبوت	500	کاویانی دھرم کا علمی محاسبہ
150	اہل ذکر کا بیان دروئے قرآن	700	غیر مقلدین کو رحمت انصاف (اول تا چہارم) فی جلد
40	برکات الحج	700	غیر مقلدین کا علمی محاسبہ
80	لڑاکو	700	سرور کوئین کی نورانیت و بشریت
120	ذکر اویسی	700	فیضانِ مہاجر
120	ذکر سیر الی	200	مجموعہ رسائل
90	کاج اور لڑکی	40	مالک کل
70	غم ٹال دینے	70	مختصر شرح سلام رضا
40	علم حضرت یعقوب علیہ السلام	50	عمدی لہار
30	بیشی دروازہ	40	حرمت رسول پر سب کو قرآن
20	ہنست تہوار یا فہب کرگار	250	شاہراہ اہلسنت
240	گلدستہ قاری (اول دوم)	250	آئینہ اہلسنت
70	شاہدین	180	مقالات جلالیہ
20	سوقلا مسائل	20	جراحتوں کا قائلہ
40	باپ کی صحبت بیٹی کے نام	150	آپ کے مسائل کا شرعی حل
40	کامیاب شادی	15	سنی جاگ
170	مجلس میلاد برائے خواجہ	40	زمہ بی کے ذمہ صحابہ
120	مقام معظی	20	لہار کا سنت طریقہ
200	انجیل انجیل	120	میاں بادی کے باہمی معاملات
100	ضرب حیدری	20	حقین مسئلہ نبوت
80	سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مناظرہ)	50	مکتبہ اشیاں
20	مردے ملتے ہیں	20	بڑے علمائے اہلسنت کی نظر میں



# احیاءات نبوی کریم



مجلد اول  
مجلد دوم  
مجلد سوم  
مجلد چہارم  
مجلد پنجم  
مجلد ششم  
مجلد ہفتم  
مجلد ہشتم  
مجلد نواں  
مجلد دہم

پتہ: ج ۱، محلہ کلاں، قلعہ کلاں، ضلع کلاں، پاکستان  
فون: 0344-6307830

احیاءات نبوی کریم

مجلد اول

مجلد دوم

مجلد سوم

پتہ: ج ۱، محلہ کلاں، قلعہ کلاں، ضلع کلاں، پاکستان  
فون: 0344-6307830

# بے ادبوانی پہچان



مجلد اول  
مجلد دوم  
مجلد سوم  
مجلد چہارم  
مجلد پنجم  
مجلد ششم  
مجلد ہفتم  
مجلد ہشتم  
مجلد نواں  
مجلد دہم

پتہ: ج ۱، محلہ کلاں، قلعہ کلاں، ضلع کلاں، پاکستان  
فون: 0344-6307830

قرآن  
وسنت  
کی  
روشنی  
میں  
حاضر و ناظر

مجلد اول  
مجلد دوم  
مجلد سوم  
مجلد چہارم  
مجلد پنجم  
مجلد ششم  
مجلد ہفتم  
مجلد ہشتم  
مجلد نواں  
مجلد دہم

پتہ: ج ۱، محلہ کلاں، قلعہ کلاں، ضلع کلاں، پاکستان  
فون: 0344-6307830

مجلد کا پتہ

اولیسی بک سیٹل ہاؤس منصفانہ قیمت پر

پتہ: ج ۱، محلہ کلاں، قلعہ کلاں، ضلع کلاں، پاکستان  
فون: 0333-8173630